اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

# عہد نبویؐ کی سماجی و سیاسی تنظیمات

## (ولاء، جوار و امان، حلف)

مقالہ برائے

ایم۔فل (علوم اسلامیہ)

**مقالہ نگار**

عبید اللہ طارق

رول نمبر= T-700531

رجسٹریشن= PJG-89-0113

لیکچرار، گورنمنٹ کالج سیٹلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی

**نگران مقالہ**

ڈاکٹر معین الدین ہاشمی

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ حدیث و سیرت

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی

اسلام آباد

شعبہ عربی و علوم اسلامیہ

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد

سیشن 2008 تا 2010

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

**mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

# FORWARDING SHEET

It is to certify that this Thesis عہد نبویؐ کی سماجی و سیاسی تنظیمات (حلف، ولاء، جوار و امان) submitted by Abaidullah Tariq in partial fulfilment of the requirement for Degree Master of Philosophy in Islamic Studies has been completed under my guidance and supervision. I hereby allow him to submit the thesis in Allama iqbal open university for further process

Signature____________

Dr. Moeen uddin Hashmi

Assistant Professor

Department of Hadith and Sirah,

Faculty of Arabic and Islamic studies

Allama Iqbal Open University,

Islamabad.

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

# APPROVAL SHEET OF THE COMMITTEE

Title of Thesis : عہدِ نبویؐ کی سماجی و سیاسی تنظیمات (حلف، ولاء، جوار و امان)

Name of student: Abaidullah Tariq

Accepted by the Faculty of Arabic & Islamic Studies, Allama Iqbal Open University, for partial fulfilment of requirements of Degree Master of Philosophy in Islamic Studies.

## VIVA VOCE COMMITTEE

Dean : ____________________

Chairman : ____________________

Supervisor : ____________________

External Examiner : ____________________

Internal Examiner : ____________________

Dated: ________________

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

# DECLARATION

I Abaidullah Tariq, Roll No. T-700531, student of M.Phil Islamic Studies in Allama Iqbal Open University, Islamabad do hereby solemnly declare that the thesis entitled: عہد نبویؐ کی سماجی و سیاسی تنظیمات (حلف، ولاء، جوار و امان) is submitted in partial fulfilment of Degree Master of Philosophy in Islamic Studies. It is my original work and has not been submitted before for obtaining any degree from this or any other University or Institution.

Signature____________

Abaidullah Tariq

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

# ہدیہ تشکر

حمد کے لائق صرف وہ ذات ہے جو تمام کائنات کی خالق ہے جس نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور اس کی جسمانی و روحانی ضرورتوں کو پورا کیا۔ درود و سلام ہو رسول اللہ ﷺ کے لیے جو رحمۃ للعالمین اور خاتم المرسلین ہیں۔

سب سے پہلے ذات باری تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں جس کی توفیق سے اپنی بے بضاعتی اور کم علمی کے باوجود میں اس مرحلہ تک آن پہنچا۔ اس میں جو اچھا ہے وہ خداوند کریم کا فضل اور علماء کرام کی صحبت اور اساتذہ کرام کی رہنمائی کا نتیجہ ہے...... اور جو کمی اور کوتاہی ہے یقیناً وہ میری طرف سے ہے۔

کلماتِ شکر کے لائق ہیں میرے والدین جنہوں نے تعلیم کو مجھ پر جبر سے مسلط نہیں کیا بلکہ شوق اور تحسین سے مزین کیا۔ اہل علم اور اہل سلوک کا شکر گزار ہوں جنہوں نے علم دین سے شغف و محبت پیدا کی اور علم کے حصول کی راہ پر چلنے کا ذوق پیدا کیا۔

تحقیق وجستجو کی جو راہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے اساتذہ کرام نے کھولی اور اس پر گامزن کیا یقیناً میں ان کا شکریہ ادا کرنے سے قاصر ہوں۔ صرف اس موضوع پر تحقیق ہی سے جو نئی راہیں کھلیں وہ انہی کی مرہون منت ہیں۔ موضوع کے چناؤ میں ڈاکٹر حافظ سجاد کی توجہ کیسے بھلا سکتا ہوں۔ اس موضوع سے متعلق تفصیلات شاید تمام عمر نہ جان سکتا اور سیرت و تاریخ کے اس باب سے ناآشنا رہتا اگر وہ یہ کام میرے سپرد نہ کرتے۔ میرے سپروائزر ڈاکٹر معین الدین ہاشمی کی بھرپور رہنمائی اور میری کمی کی اصلاح کرتے رہنا لائق صد شکر اور تحسین ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد ضیاء الحق کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے فن تحقیق سے روشناس کیا اور پروفیسر ڈاکٹر باقر خان خاکوانی صاحب جلد کام کرنے اور ختم کرنے کی تلقین کرتے رہے اور نیز پروفیسر ڈاکٹر اصغر علی چشتی کا شکریہ کیسے نہ ادا کروں جن کے ظرف کی وسعت کا اندازہ مشکل ہے۔ ان کی شفقت، رہنمائی اور حوصلہ افزائی یقیناً تحقیق کے طلباء کے لیے کسی نعمت سے کم نہیں۔ صدر شعبہ پروفیسر اسلم جاوید کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے مجھے بار بار اس تحقیقی عمل کی طرف توجہ دلائے رکھی۔

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اس مرحلہ پر دوستوں کا شکریہ بھی ادا کرنا ضروری ہے جن میں حافظ طارق محمود، اسسٹنٹ پروفیسر گورنمنٹ کالج جھنگ، حافظ محمد ناصر، اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ کالج جھنگ، ذوالفقار علی، لیکچرار گورنمنٹ کالج سیٹلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی شامل ہیں، جن سے میں نے جب چاہا تعاون حاصل کیا۔ اپنی رفیقۂ حیات کا بھی شکرگزار ہوں جن کے تعاون سے اس تحقیقی عمل کی تکمیل ممکن ہوسکی۔ اللہ تعالیٰ ان تمام کو اپنی جانب سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ آخر میں جناب بشارت احمد منگلا کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے مقالہ کی کمپوزنگ میں بھرپور تعاون کیا۔

☆☆☆☆☆

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

# تلخیص (Abstract)

زیرِ نظر مقالہ کا موضوع ''عہد نبویؐ کی سماجی و سیاسی تنظیمات، ولاء، جوار و امان، حلف'' ہے۔ یہ مقالہ چار ابواب پر مشتمل ہے۔

پہلے باب میں جزیرہ نما عرب کی سماجی و سیاسی تاریخ کا مختصر تعارف پیش کیا گیا ہے۔ یہ باب تین فصول پر مشتمل ہے۔ پہلی فصل میں عرب کی قدامت اور یہاں سے انسانی تمدن کے آغاز و فروغ کا ذکر ہے۔ دوسری فصل میں خاص طور پر مکہ معظمہ کی سیاسی و سماجی تشکیل اور قریش مکہ کے کردار کا ذکر ہے۔ جبکہ تیسری فصل اقوامِ عرب کی سلطنتوں اور سیاسی جولانگاہوں کے تذکرے پر مشتمل ہے۔

دوسرا باب براہِ راست موضوع سے متعلق ہے جس میں ولاء کی لغوی تحقیق، تعارف، عہد جاہلی میں ولاء اور اس کی اقسام کا بیان ہے۔ اس کے بعد اسلام کے ظہور کے بعد ایک نئے رشتۂ ولاء اور معاہدہ دوستی کے وجود کا ذکر ہے۔ آخر میں آنحضرتﷺ کے اصلاح کے انداز کا ذکر ہے۔

تیسرا باب الجوار ہے۔ یہ باب چار فصول پر مشتمل ہے۔ پہلی فصل میں لغوی تحقیق، جوار کا تعارف اور اس کی ضرورت و اہمیت کا ذکر ہے۔ دوسری فصل عہد جاہلی میں جوار کے حصوں کے طریقوں اور اس کی پاسداری کے واقعات پر مشتمل ہے۔ تیسری فصل میں آنحضرتﷺ اور صحابہ کرامؓ کا اس سماجی تنظیم کی افادیت کے پیش نظر اسے اختیار کرنے کے واقعات کا بیان موجود ہے۔ اور اس کے ذریعہ فروغِ دین کی حکمت عملی پر عمل پیرا ہونے کا ذکر ہے۔ آخری فصل میں اس سماجی و رواجی قانون کو شرعی ضابطہ میں ڈھال کر اسے شریعت کا قانون اور اعلیٰ اخلاق کا اصول قرار دینے کا ذکر ہے۔ ساتھ ہی قبائلی و انفرادی نصرت و حمایت کے اس ضابطے کو حکومت و سلطنت کی بنیادی ذمہ داری قرار دے کر اسے ایک منظّم و طاقتور ادارے کے سپرد کر دیا جبکہ نجی سطح پر اس کی پاسداری کا حکم دیا۔

باب چہارم ''حلف'' سے متعلق ہے۔ اس کی تین فصلیں ہیں۔ پہلی فصل لغوی تحقیق، دوسری فصل عہد جاہلی میں قبائل کے درمیان ہونے والے حلف اور ان کے اغراض و مقاصد کا تذکرہ ہے۔ نیز حلف کے انداز بھی ذکر کیے گئے۔ تیسری فصل میں آنحضرتﷺ کا حلف کے ذریعے نئی سماجی و سیاسی تشکیل کا خاکہ پیش کیا گیا ہے کہ کس طرح آپﷺ نے اس کو باقاعدہ تحریر میں لا کر ایک دستور بنا دیا۔ آخر میں اس باب کے نتائج کا ذکر ہے۔

آخر میں نتائج و سفارشات اور درست فرضیۂ تحقیق کا ذکر ہے۔

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

# مقدمۂ تحقیق

## ا۔ موضوعِ تحقیق کا تعارف

رسول اللہ ﷺ اور آپ کی تعلیمات کو کما حقہ سمجھنے کے لیے اس عہد کا مطالعہ نہایت ضروری ہے، جتنا ہم اس عہد کا تعارف حاصل کریں گے اتنا ہی رسول اللہ ﷺ کی شخصیت و کردار، آپ کے کمالات اور اصلاحات کا فہم و ادراک حاصل ہو گا۔

عہد نبوی ﷺ میں مکہ معظمہ میں ایک شہری ریاست قائم تھی جس کی بنیاد قصی نے رکھی۔ مکہ ہی کو اس عہد کی تمدنی زندگی میں مرکزیت حاصل تھی اور قریش مکہ اس کے والی و نگہبان تھے۔ قبائل قریش کے درمیان مختلف سیاسی و سماجی مناصب تقسیم ہو چکے تھے۔ علاوہ ازیں اس عہد کے کچھ سماجی و سیاسی تنظیمات اور ادارے تھے جو قبائلی نظم کا حصہ تھے۔ جن میں ولاء، جوار، و حلف نہایت قابل ذکر ہیں۔ مثلاً حلف کی تنظیم کے تحت دوسرے قبائل کے ساتھ حلیفی کے تعلقات قائم کرنے، اور ولاء و جوار کے تحت دوسروں کو تحفظ فراہم کرنے اور کمزور افراد و قبائل کو تحفظ دینے کے اصول و ضابطے معروف تھے۔ چونکہ ان سماجی و سیاسی بندھنوں میں ولاء، جوار و امان، حلف غیر معمولی اہمیت کے حامل ہیں۔ اس لیے عہد جاہلی اور عہد نبوی کے حوالے سے انہی تنظیمات و اداروں کا تفصیلی مطالعہ و تجزیہ شامل ہے۔

## ۲۔ ضرورت و اہمیت:

فطری قاعدہ ہے کہ جب بھی کوئی مصلح یا مقنن کسی معاشرے کے حالات کی اصلاح کرتا ہے تو سب سے پہلے ان احکامات و رسومات کو دیکھتا جو موجود ہوں پھر ان کی اصلاح کرتا ہے۔ کسی بھی معاشرے میں ان رسومات اور اداروں کی اہمیت حضرت شاہ ولی اللہ یوں واضح کرتے ہیں:

> "اعلم ان الرسوم من الارتفاقات ھی بمنزلته القلب من جسد الانسان، و ایاھا قصدت الشرائع اوّلاً و بالذات و عنھا البحث فی النوامیس الالٓھیه والیھا الاشارات"(۱)

---

ا۔ دہلوی، شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغہ، از شاہ ولی اللہ، باب الرسوم السائرہ فی الناس، نور محمد کارخانہ کتب آرام باغ کراچی، ج ا، ص ۷۹

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ترجمہ: جان لیں کہ رسوم کو ارتفاقات میں وہی حیثیت حاصل ہے جو جسم انسانی میں دل کو حاصل ہے اور انہی کا اللہ کی شریعتیں اولاً اور بالذات ارادہ کرتے ہیں، انہی سے توانین شریعت میں بحث کی جاتی ہے، اور انہی کی طرف اشارے ہیں''۔

ایک اور جگہ حضرت شاہ ولی اللہ ان رسوم و روایات کی اہمیت یوں بیان کرتے ہیں:

''ان کنت ترید النظر فی معانی شریعته رسول الله ﷺ فتحقق اوّلاً حال الامیین الذین بعیا فیهم التی هی مادة التشریعه و ثانیه کیفیت اصلاحیه لها بالمقاصد المذکوره فی باب التشریعه و التیسر و احکام الملته''(۱)

ترجمہ: اگر تم رسول اللہ ﷺ کی شریعت کی گہرائیوں کو سمجھنا چاہتے ہو تو پہلے عرب امیوں کی تحقیق کرو جن میں رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے تھے۔ وہ ہی دراصل آپ کی شریعت کا تشریعی مادہ ہیں۔ اس کے بعد بپ کی اصلاح کی کیفیت کو سمجھو، جو آپ نے ان مقاصد کے تحت تشریع، تیسیر اور احکام ملت کے باب میں کی''۔

غرض انبیاء اللہ رب العزت کی طرف سے جو احکام و شرائع لاتے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ قوم کے پاس معاشرت و معاملات وغیرہ کے جو قوانین پہلے سے موجود ہوتے ہیں ان میں وہ اصلاحی اور انتقاعی نقطہ نظر سے نگاہ دوڑاتے ہیں۔ جو طور طریقے، دستور و رسوم، اصول وضوابط لوگوں میں رائج ہوتے ہیں۔ اگر وہ مجموعی طور پر شریعت کی پالیسی کے مطابق ہیں تو ان میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کرتے بلکہ انہیں تقویت پہنچاتے ہیں اور انہیں مضبوط کرتے ہیں۔ اگر کلی پالیسی کے مطابق نہیں اور ان میں اجتماعی یا انفرادی ضرر کا اندیشہ ہے لذات دنیوی میں انہماک اور روح شریعت سے اعراض پر مبنی ہوں اور دینی و دنیوی مصلحتوں کے فوت ہونے کا خطرہ ہو تو اس صورت میں ان احکام میں تبدیلی یا ختم کرنے کی ضرورت پڑتی ہے تو ایسی صورت میں یہ حضرات حتی الامکان ان کے مالوفات و مرغوبات کی رعایت کرتے ہیں اور بالکل ان کی ضد کی طرف دعوت نہیں دیتے بلکہ ان کے مماثل و مشابہ جو چیزیں قوم میں رائج ہوتی ہیں یا ان کی صالح شخصیتوں کے طرف منسوب ہوتی ہیں ان کے مماثل و مشابہ کی طرف قوم کو دعوت دیتے ہیں۔(۲)

---

۱۔ دہلوی، شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغہ، باب اقامۃ الارتفاقات و اصلاح الرسوم، ج ۱،ص ۱۰۴۔

۲۔ دہلوی، شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغہ، باب ما کان علیہ حال الجاہلیۃ، فاصلاح النبی ﷺ، ج ۱، ص ۳۴۔

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

حضرت شاہ ولی اللہؒ کے ان خیالات کی روشنی میں سماجی و سیاسی اداروں کے عناصر ولاء، جوار و حلف کا عہد جاہلی اور عہد نبوی ﷺ میں تحلیل و تجزیہ کیا گیا۔

## ۳۔ موضوع تحقیق کا بنیادی سوال

کیا عہد نبوی ﷺ میں سماجی و سیاسی تنظیمات و ادارے موجود تھے؟ ان کا تاریخی پس منظر کیا تھا۔ عرب معاشرے میں ان سماجی و سیاسی تنظیمات کے کیا اثرات تھے؟ تحفظ جان و مال، عزت و عصمت میں اس عہد کی سماجی و معاشرتی زندگی میں انہیں کیا اہمیت حاصل تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سماجی و سیاسی اداروں کی منفعت عامہ کے پیش نظر کیا حیثیت مقرر کی؟ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں ان کا کیا کردار تھا؟ آپ ﷺ نے کن اداروں کو باقی رکھا، انہیں تقویت دی، کن اداروں میں اصلاح کی اور کن کو ختم کیا یا جزوی ترمیم و اضافہ کیا۔

## ۴۔ فرضیہ تحقیق

۱۔ عرب کے لوگ جاہلیت کی زندگی گزار رہے تھے۔ ان کی اجتماعی زندگی میں کوئی سماجی و سیاسی تنظیم موجود نہ تھی۔

۲۔ عرب میں سماجی اور سیاسی تنظیمات موجود تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں منسوخ کر دیا۔

۳۔ تمام عرب میں مکہ کا معاشرہ ایک متمدن معاشرہ تھا، جس کی سیادت قریش کے پاس تھی۔ لوگوں کے جان و مال، عزت و عصمت کے تحفظ کا ادارے اس معاشرے میں قائم تھے۔ یہ ادارے کمزور اور مظلوم لوگوں کے حقوق کے محافظ تھے۔ ان میں ولاء، جوار، امان اور حلف کو غیر معمولی اہمیت حاصل تھی اور رسول اللہ ﷺ نے ان کی منفعت کے پیش نظر ان کی اصلاح کی اور جزوی ترمیم و اضافہ کیا۔

## ۵۔ اہداف تحقیق

عہد نبوی ﷺ کے سماجی و سیاسی اداروں کا تفصیلی مطالعہ کرنا ان اداروں کے تاریخی پس منظر کا جاننا۔ عرب معاشرے میں ان کی اہمیت اور اثرات کا جائزہ لینا۔ عہد نبوی ﷺ میں ان اداروں کی کارکردگی اور دائرہ کار سے آگاہی حاصل کرنا۔ یہ جاننا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سماجی و سیاسی تنظیمات کو کیا حیثیت دی۔ ان تنظیمات کو تقویت دی، ان کی اصلاح کی یا انہیں ختم کر دیا۔ ان تنظیمات میں ولاء، جوار، امان، حلف کو

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

غیر معمولی اہمیت حاصل ہونے کے پیش نظر ان کا تفصیلی تعارف حاصل کرنا اور اپنی تحقیق کو ان تین چار ادوار تک محدود کرنا۔

## ۶۔ خاکۂ تحقیق

باب اوّل: جزیرہ نما عرب کا سماجی و سیاسی پس منظر

فصل اوّل : طبقاتِ عرب

فصل دوم : مکہ معظّمہ اور تولیت کعبہ

فصل سوم : عرب کی حکومتیں

باب دوم: الولاء

فصل اوّل : ولاء کی لغوی تحقیق

فصل دوم : ولاء کا تعارف و اقسام

فصل سوم : ولاءِ اسلام

باب سوم: جوار

فصل اوّل : جوار کی لغوی تحقیق -تعارف، ضرورت و اہمیت

فصل دوم : عہد جاہلی میں جوار

فصل سوم : جوار عہد نبوی میں

فصل چہارم : جوار بحیثیت شرعی ضابطہ

باب چہارم: حلف

فصل اوّل : حلف کی لغوی تحقیق

فصل دوم : حلف اور عہد جاہلی

فصل سوم : حلف اور عہد نبویؐ

## ۷۔ اسلوبِ تحقیق

موضوع تحقیق میں جو اسلوب اختیار کیا گیا ہے اس سے متعلق چند اہم نکات حسب ذیل ہیں:

۱۔ لائبریری کے اصولِ تحقیق کو اختیار کیا گیا ہے۔

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

۲۔ بنیادی مآخذ سے استفادہ کیا گیا۔

۳۔ بیانیہ تحقیق کا اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔

۴۔ مقالہ چار ابواب پر مشتمل ہے۔ ہر باب کو مزید تین فصول میں تقسیم کیا گیا ہے۔

۵۔ حوالہ جات میں پہلے مصنف کا نام، پھر کتاب کا نام، مکتبہ و سن اشاعت پھر جلد اور صفحہ نمبر کی ترتیب کو اختیار کیا گیا ہے۔

۶۔ ہر باب کے اختتام پر اس باب میں شامل بحث کا خلاصہ و اہم نکات پیش کیے گئے۔

۷۔ مقالہ کے اختتام پر نتائج تحقیق اور درست فرضیۂ تحقیق کی نشاندہی کی گئی ہے۔

۸۔ تحقیقی مقالہ میں آنے والی قرآنی آیاتِ مبارکہ، احادیث مبارکہ اور اعلام و اماکن کی فہارس آخر میں دی گئی ہیں۔ فہارس اعلام و اماکن اور مصادر و مراجع کو الف بائی ترتیب سے مرتب کیا گیا ہے۔

۹۔ تحقیقی مقالہ میں طوالت سے بچنے کے لیے بعض رموز و اشارات کو استعمال کیا گیا ہے۔

۱۰۔ تحقیقی مقالہ کی ابتداء میں تلخیص "Abstract" مقدمۂ تحقیق اور فہرست عنوانات دی گئی ہیں۔

## ۸۔ رموز اشارات

طوالت سے بچنے کے لیے درج ذیل رموز و اشارات اختیار کیے گئے ہیں۔

| | | |
|---|---|---|
| ق م | : | قبل از میلاد مسیح علیہ السلام |
| ء | : | سن عیسوی۔ بعد از مسیح علیہ السلام |
| ص | : | صفحہ نمبر |
| ج | : | جلد نمبر |
| ؑ | : | علیہ السلام |
| ؓ | : | رضی اللہ عنہ |
| ؒ | : | رحمۃ اللہ علیہ |

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

## ۹۔ موضوع کے متعلق سابقہ کام کا جائزہ اور موضوع تحقیق کی افادیت

تحقیقی موضوع کے قریب ترین کام حسب ذیل ہے:

ا۔ صاحبزادہ ساجد الرحمٰن نے ''اسلامی معاشرے کی تاسیس و تشکیل'' پر پی ایچ ڈی کا مقالہ لکھا۔

۲۔ ڈاکٹر حمید اللہ نے ''مکہ کی شہری ریاست'' پر تصنیف موجود ہے۔ علاوہ ازیں آپ کی دیگر تالیفات ''عہد نبویؐ میں نظامِ حکمرانی''، ''عہد نبویؐ کی سیاسی زندگی'' میں بھی اس پر مواد میسر ہے۔

اوّل الذکر نے زیادہ تر سیاسی اداروں کا تعارف کروایا۔ ڈاکٹر حمیداللہ نے مکہ کی سیاسی مرکزیت اور ڈھانچہ بیان کیا۔ محمود شکری آلوسی نے بلوغ الارب میں عرب معاشرے کی تصویر کشی کی۔ ابن حبیب کی کتاب المحبر میں بھی عرب معاشرے کی سماجی و سیاسی روایات موجود ہیں۔ جبکہ یہ مقالہ انتخاب و جمع بندی اور تجزیے کا ہے۔ بنیادی ماخذ سے خصوصی طور پر سماجی و سیاسی تنظیمات اور اداروں میں سے ولاء، جوار، امان اور حلف کے متعلق مواد کو یکجا کیا ہے۔ اس سلسلے میں عہد نبویؐ میں ہونے والی پیش رفت اور ارتقاء کا جائزہ لیا گیا ہے۔

یہ تحقیقی مقالہ حرفِ آخر نہیں لیکن ممکنہ حد تک اسے بہتر سے بہتر پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس میں جو بھی خوبی ہے وہ تو سراسر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا نتیجہ ہے اور جو کمی رہ گئی ہے وہ میری کم علمی اور بے بضاعتی کا نتیجہ ہے۔ جسے معلوم ہونے پر درست کرنے کے لیے ہمہ وقت تیار ہوں گا۔

عبید اللہ طارق
لیکچرار
گورنمنٹ کالج سیٹلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

# فہرست عنوانات

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com



☆☆☆☆☆

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔
mushtaqkhan.iiui@gmail.com

# باب اوّل

# جزیرہ نما عرب کا سماجی و سیاسی پس منظر

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

# فصل اوّل

# جزیرہ نما عرب اور انسانی تمدن کا آغاز

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

# فصل اوّل: عرب اور انسانی تمدن کا آغاز

## ۱. تعارف

جزیرہ نما عرب انسانی تمدن کا گہوارہ ہے۔ اس کی تہذیب و تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنا کہ خود انسان۔ اسی جزیرہ نما میں حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ نے انسانی تہذیب و تمدن کی بنیاد رکھی۔ کعبؓ کی روایت کے مطابق:

قال کعب: "اھبط آدم الی بلاد الھند علی جبل من جبالھا یقال له (یوذ)، (نوذ) وھو جبل محیط بارض الھند و ھبطت حوا بجدہ"(۱)

ترجمہ: حضرت آدمؑ بلادِ ہند کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ پر اتارے گئے جسے یوذ یا نوذ کہا جاتا ہے یہ وہ پہاڑ ہیں جو ارض ہند کے گرد ہیں اور حضرت حواؑ جدہ میں اتاری گئیں۔

جبکہ بعض روایات کے مطابق حضرت آدم و حوا علیہم السلام دونوں ہی اس جزیرہ میں اُترے:

"وقال ابن ابی حاتم حدثنا ابو زرعة حدثنا عثمان بن ابی شیبه حدثنا جریر عن سعید. عن ابن عباسؓ قال: اھبط آدم الی الارض یقال له دحنا بین المکة و الطائف.

و عن الحسن قال: اھبط آدم بالھند و حوا بجدة.

و عن ابن عمرؓ قال: اھبط آدم بالصفا و حوا بالمروة"(۲)

---

۱۔ ابن کثیر، ابوالفداء الحافظ، اسماعیل بن کثیر، البدایہ والنہایہ، مکتبہ المعارف، بیروت، الطبعۃ ثانیہ، ۱۹۷۷ء، ج ۱، ص ۸۰

۲۔ ابن اثیر، عزالدین ابی الحسن علی بن محمد، الکامل فی التاریخ، الجزء الاوّل، دار صادر بیروت ۱۹۷۹ء، ج ۱، ص ۳۳

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ترجمہ: ابن ابی حاتم نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو زرعہ نے اور ان سے عثمان بن ابی شیبہ اور ان سے جریر نے اور انہوں نے سعید سے اور انہوں نے ابن عباسؓ سے کہ انہوں نے فرمایا کہ حضرت آدمؑ اس سرزمین پر اتارے گئے جسے دحناء کہا جاتا ہے جو مکہ و طائف کے درمیان ہے۔ حسنؓ کے مطابق حجرت آدمؑ ھند جبکہ حضرت حواؑ جدہ میں اتریں ابن عمرؓ کے مطابق حضرت آدمؑ صفاء اور حضرت مریمؑ جدہ میں اتریں۔

اس ضمن میں شہاب الدین النویری نے مختلف اقوال کو یوں جمع کیا:

"فقال علیؓ، و ابن عباسؓ و قتادہ و ابو العالیہ: انه اهبط بالهند علی جبل یقال له نود من ارض سراندیب و حوا بجدة...... فسار حتی اتی جمعاً فاز دلفت إلیه حوّا فذالک سمعیت المزدلفه، و تعارفوا بعرفات فذالک سمعیت عرفات، و اجتمعا بجمع فلذالک سمعیت جمعاً"(۳)

(ترجمہ: علیؓ، ابن عباسؓ، قتادہ و عالیہ سے منقول ہے کہ وہ ہند کے ایک پہاڑ نود پر اترے جو سراندیپ میں ہے اور حوا جدۃ میں۔ وہ چلے اور اکٹھے ہوئے۔ حضرت حوا نے جس جگہ اذدلاف کیا وہ مزدلفہ کہلایا، جہاں تعارف ہوا۔ وہ عرفات جبکہ جہاں جمع ہوئے جمیع کہلایا)

حضرت آدمؑ سرزمین ہند میں اُترے یا مکہ و طائف کے درمیان۔ حضرت حوا سے زمین پر عرفات کے مقام پر ملے۔ حجر اسود بھی حضرت آدمؑ کے ساتھ تھا جو کہ جنت کا پتھر ہے۔

## 1.1 حجر اسود

"وقال السدی: نزل آدم بالهند و نزل معه بالحجر الاسود"(۴)

(السدی نے کہا کہ حضرت آدمؑ ہند میں اتارے گئے اور آپ کے ساتھ حجر اسود بھی نازل ہوا)

---

۳۔ النویری شہاب الدین احمد بن عبدالوہاب، نہایۃ الارب فی فنون الآداب، النویری الجز الثالث، وزارت الثقافہ والارشاد القومی المؤسسہ المصریہ العامۃ، ج ۱، ص ۲۲،

۴۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ج ۱، ص ۸۰

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

"قال رسول اللہ ﷺ نزل الحجر الاسود من الجنة و هوا اشد بیاضاً من اللبن فسودته خطایا بنی آدم"(۵) رواہ احمد و ترمذی وقال حدیث هذا حدیث حسن صحیحٌ.

ترجمہ: (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حجر اسود جنت سے آیا جو دودھ سے زیادہ سفید تھا لیکن ابن آدم کی خطاؤں نے اسے سیاہ کر دیا)

حضرت شاہ ولی اللہؒ ان احادیث پر یوں رائے دیتے ہیں:

"اقول یحتمل ان یکونا من الجنة فی الاصل اقتضت الحکمة ان یُراعی فیها نشأة الارض، فطمس نورها"(۶)

(حجر اسود اور مقام ابراہیم واقعی جنت کے پتھر ہیں۔ یہ حقیقت ہے یا مجاز۔ صحیح بات یہ ہے کہ یہ دونوں دراصل جنت کے پتھر ہے۔

جب ان کو زمین پر اتارا گیا تو حکمت الٰہی نے چاہا کہ ان پر دنیوی احکام مرتب ہوں، کیوں کہ جگہ کی تبدیلی سے احکام میں تبدیلی آ جاتی ہے۔ ایک اقلیم کا شخص دوسری اقلیم میں جا سکتا ہے لیکن رنگ، مزاج اور قد میں تبدیلی آ جاتی ہے۔

## 1.2 تعمیر کعبہ

حضرت آدمؑ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے مکہ معظمہ میں دنیا کا پہلا معبد تعمیر کیا:

﴿إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكاً وَهُدًى لِّلْعَالَمِينَ﴾(۷)

(پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کے لیے مقرر کیا گیا تھا، وہی ہے جو مکہ میں ہے۔ بابرکت ہے جہان والوں کے لیے)

---

۵۔ الخطیب العمری، امام ولی الدین محمد بن عبداللہ، المشکوۃ المصابیح، کتاب المناسک، باب دخول مکہ والطواف، مترجم مرآۃ المناجیح، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور، ج ۴، ص ۱۳۲۔

۶۔ دہلوی شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغہ، بمع شرح رحمۃ اللہ واسعۃ، زم زم پبلشرز، کراچی ج۴، ص ۲۴۳-۲۴۲

۷۔ سورۃ ال عمران: ۹۶

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

فأ وحى الله إلى آدم: انّ لى حَرَماً حيال عرشى فانطلق و ابن لى بيتا فيه ثم حفّ به كما رأيت ملائكتى يحفون بعرشى. هنالك أستجيب لك و لولدك من كان منهم فى طاعتى"(۸)

(ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو وحی کی کہ میرے عرش کے مقابل یا ساتھ ایک حرم ہے۔ میرے لیے زمین پر اسی کے مقابل ایک گھر بنا پھر اس سے اس طرح چمٹ جیسے فرشتوں کو میرے عرش سے چمٹے دیکھا۔ یہاں تمہاری اور تمہاری اولاد میں سے جو تابعدار ہیں ان کی دعائیں قبول کروں گا)

"و امره اللّٰه ببناء بيت يحاذى البيت المعمور ليطوف به هو و اولاده من بعده كما راى الملائكة تفعل حول البيت المعمور فبناه"(۹)

(اور اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ایک گھر میرے گھر یعنی (بیت المعمور) کے بالکل نیچے بناؤ تا کہ تم اور تمہاری اولادیں اس کا طواف کریں جیسا کہ فرشتے بیت المعمور کے گرد کرتے ہیں پس اس نے وہ گھر یعنی بیت اللہ بنایا)

﴿إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبَارَكاً وَهُدًى لِّلْعَالَمِيْنَ. فِيْهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَّقَامُ إِبْرَاهِيْمَ وَمَن دَخَلَهُ كَانَ آمِناً﴾(۱۰) ﴿و اذ جعلنا البيت مثابة للنّاس و امنًا﴾

(پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کے لیے مقرر کیا گیا تھا وہ ہی ہے جو مکہ میں ہے۔ بابرکت ہے اور جہان والوں کے لیے موجب ہدایت۔ اس میں کھلی ہوئی نشانیاں ہیں جن میں سے ایک ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے جو شخص اس مبارک گھر میں داخل ہوا، اس نے امن پا لیا)

(اور جب ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کے لیے جمع ہونے اور امن پانے کی جگہ مقرر کیا)

---

۸۔ ابن الاثیر، الکامل فی التاریخ، ج ا، ص ۳۸ ذکر اختلاف

۹۔ النویری، نہایۃ الارب، الجزء الثالث، ص ۲۵

۱۰۔ سورہ آل عمران: ۹۶-۹۷، سورۃ البقرہ: ۱۲۵

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

"قال ابن عباسؓ: فکان اوّل من أسس البیت و صلی فیه مطاف به، آدم علیه السلام حتّی بعث اللّٰه سبحانه الطّوفان فدرس موضع البیت فی الطوفان. حتی بعث اللّٰه تعالیٰ إبراهیم و إسماعیل علیهما السلام، فرفعا قواعده و اعلامة. ثم بنقه قریش بعد ذالک. وهو بجذاء البیت المعمور. لو سقط ماسقط اِلاّ علیه"(۱۱)

(ابن عباسؓ سے روایت ہے: اوّل جس نے اللہ کے گھر کی بنیاد رکھی اس میں نماز پڑھی اور اس کا طواف کیا وہ حضرت آدمؑ تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالی نے طوفان بھیجا پس طوفان میں اس جگہ کا نشان مٹ گیا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو مبعوث کیا۔ انہوں نے دوبارہ وہی بنیادیں استوار کیں اور اٹھائیں پھر قریش نے اس کو تعمیر کیا۔ اس کے بالکل اُوپر بیت المعمور ہے، اگر اُوپر بیت المعمور سے کوئی چیز گرے تو اس گھر کے اوپر گرے گا)

حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کی رائے کے مطابق حضرت آدمؑ کے اُترنے کی جگہ اکثر روایتوں کے موافق ملک ہند ہے۔ اس کو دجنا کہتے ہیں۔ حاکم و بیہقی کی روایات میں حضرت علیؓ کے مطابق ہندوستان کی خوشبوئیں اس سبب سے ہیں کہ حضرت آدم جنت کے پتے لائے تھے اور اکثر روایات کے مطابق حضرت حوا جدہ میں اُتریں۔ ابن ابی حاتم نے ابن عباسؓ سے اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں صحیح سند کے ساتھ حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت کی۔

"اهبط آدم بالهند و معه السندان، والکلبتان، والمطرفة والهبطت حواء بجده"(۱۲)

(حضرت آدم ہند میں اُتارے گئے اور تین اوزار لوہار کے ساتھ اتارے۔ آہرن، لوہا پکڑنے والا لکڑی والا ہتھوڑا)

---

۱۱۔ النویری، نہایۃ الارب، السفر الاولی، القسم الخامس، ص ۳۰۱، ۳۰۴

۱۲۔ محدث دہلوی، شاہ عبدالعزیز، تفسیر فتح العزیز، موسوم بہ تفسیر عزیزی، ترجمہ حاجی محمد زکی، ایچ ایم سعید کمپنی، ادب منزل، پاکستان چوک کراچی، ج ۱، ص ۳۵۵-۳۵۴،

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

## 1.3 عربوں کے ابوالآباء، حضرت نوح علیہ السلام

حضرت نوحؑ آدم ثانی ہیں۔ طوفان نوح کے بعد انہی سے نسل آدم کی آبادی ہوئی۔ حضرت نوح علیہ السلام تمام عربوں کے باپ ہیں۔ انہی کی اولاد میں سے سامی النسل لوگوں نے جزیرہ نما عرب پر بسیرا کیا اور انسانی تہذیب و تمدن کی طوفان نوح کے بعد دوبارہ بنیاد ڈالی۔ وہ تمام عربوں کے باپ ہیں۔

### 1.3.1 اوّل الرّسل حضرت نوح علیہ السلام:

حضرت نوح علیہ السلام تمام انبیاء، جو اللہ کی طرف دعوت دینے والے ہیں ان کے پیشوا ہیں۔ اس وجہ سے کہ ان سے پہلے حضرت آدمؑ کے وقت سے ان کی نبوت تک جہاں کے لوگ دعوت کے محتاج نہ تھے۔ وہ کفر و شرک میں مبتلا نہ ہوئے تھے۔ حضرت آدمؑ کی تعلیم و ہدایت اور اسی طرح دوسرے انبیاء کی رہنمائی اسی طرح لوگوں کو کافی تھی جیسے باپ کی تربیت اولاد کو اور قبیلے کے بزرگوں کی نصیحت اپنے چھوٹوں کو کافی ہوتی ہے۔ اس سے کوئی مقابل و طرف نہ رکھتے تھے۔ پہلے رسول جنہوں نے لوگوں کو ان کے اعتقاد کے خلاف انہیں تکلیف دی اور مالک الملک کا پیغام پہنچایا وہ حضرت نوحؑ ہیں۔ اس لیے شفاعت کی حدیث میں ان کے حق میں فرمایا۔

"اوّل رسول بعثه اللّٰه"(۱۳)

صحیح مسلم باب شفاعت میں یہ منقول ہے:

"ولکن ائتوا نوحاً اوّل رسولٍ بعثه اللّٰه"

لیکن تم جاؤ نوح علیہ السلام کے پاس، وہ پہلے پیغمبر ہیں جن کو بھیجا اللہ تعالیٰ نے۔

طوفان کے بعد حضرت نوح کی کشتی جودی پہاڑ سے لگی۔(۱۴) ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ وَقِيلَ بُعْداً لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾(۱۵)

جودی علاقہ موصل کی ایک پہاڑی ہے۔

---

۱۳۔ محدث دہلوی، شاہ عبدالعزیز، تفسیر عزیزی، ۔ اُردو ترجمہ، ج ۳، ص ۱۹۱

۱۴۔ مسلم بن حجاج، صحیح مسلم بشرح نووی، باب الشفاعۃ، ج ۳، ص ۵۴، ادارہ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی

۱۵۔ سورہ ہود: ۴۴

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

تورات میں جودی ارارا ط کے پہاڑوں میں بتایا گیا ہے۔ ارارا ط دراصل ایک جزیرہ ہے جو فرات اور دجلہ کے درمیان دیارِ مکہ سے بغداد تک مسلسل چلا گیا ہے۔ دجلہ و فرات دونوں آرمینیا کے پہاڑوں سے نکلے ہیں اور جدا جدا بہہ کر حصہ زیریں میں آ کر مل جاتے ہیں پھر خلیج فارس میں گرتے ہیں۔ آرمینیا کے یہ پہاڑ ارارا ط کے علاقہ میں واقع ہیں۔ اس لیے تورات نے اسے ارارا ط کے پہاڑ کہا لیکن قرآن نے پورے علاقے کی بجائے اس کا ذکر کیا جہاں کشتی جا کر ٹھہری۔ تورات کے شارحین کا خیال ہے کہ جودی اس سلسلہ کوہ کا نام ہے جو ارارا ط اور جارجیا کے سلسلہ کوہ کو ملاتا ہے۔(۱۶)

## 1.3.2 اولادِ نوح علیہ السلام

ارشاد ربانی ﴿وجعلنا ذرّيتهٗ هم الباقين﴾ حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے حام، سام اور یافث سے نسل انسانیت کی بقا ہوئی فالناس کلهم من نسلهٖ و کان له ثلاثه اولاد . (۱۷)

حضرت سمرہ بن جندب سے روایت ہے کہ ان النبی ﷺ قال سام ابو العرب و حام ابو الحبش و یافث ابو الروم. ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا سام ابو العرب ہیں، حام ابو حبش اور یافث ابو الروم ہیں (۱۷۔ الف)

وامّا سام بن نوح فولد خمسة اولاد ارفخشد وهو ابوالعرب ولاوز وهو ابوالعمالقة واشور وهو ابوالنسناس وعليم وهو ابوالعاديه (الاولٰى) وارم وهو عاد وثمود.(۱۸)

ترجمہ: سام بن نوحؑ کے پانچ بیٹے تھے ارفخشد ، ابو العرب، لاوذ، ابو العمالقہ، اشور ابو النسناس، علیم ابو العادیہ (اولیٰ)، ارم ، عادوثمود

## 1.3.3 عرب سام کی اولاد ہیں:

سمرةؓ سے روایت ہے کہ فرزندان نوحؑ میں عربوں کے ابوالآباء سام ہیں، حبشیوں کے حام اور رومیوں کے یافث ہیں۔

---

۱۶۔ سیوہاروی، حفظ الرحمٰن، قصص القرآن، دارالشاعت ، اردو بازار ، جناح روڈ کراچی، ۲۰۰۲ء، ص ۷۸

۱۷۔ سورۃ الصفت: ۷۷۔ سیوطی ، جلال الدین ، جلالین کلاں، قدیمی قطب خانہ ، آرام باغ کراچی، ص ۳۷۶، ابن الاثیر، الکامل فی التاریخ، ج ۱، ص: ۷۸۔

۱۷۔ الف سمرقندی ابولیث ، نصر بن محمد بن احمد، بحر العلوم ، دارالکتب العلمیہ ، بیروت، طبعۃ اولیٰ، ۱۹۹۳ھ، ج ۳، ص ۱۱۷

۱۸۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ج ۱، ص ۱۲۰، ۱۲۱

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

سعید بن المسیب کہتے ہیں کہ حضرت نوحؑ کے تین بیٹے تھے۔ سام، حام، یافث۔ [illegible] قوم عرب و فارس و روم پیدا ہوئے۔ کہ ان سب میں خیر و فلاح ہے حام سے اقوام سوڈان و بربر و قبط پیدا ہوئے۔ یافث سے ترک صقالبہ یاجوج و ماجوج کی قومیں پیدا ہوئیں۔(۱۹)

"و قال وهب بن منبّه إنّ سام بن نوح أبو العرب و فارس و روم، و انّ حام [illegible] السودان، و انّ يافث أبو ترک و ياجوج و ماجوج"(۲۰)

جودی پہاڑ پر کشتی لگنے کے بعد نوحؑ اور آپ کی اولاد و پہاڑ سے نیچے اترے اور [illegible] قائم کی۔ اسے سوق الثمانین یا قریۃ ثمانین کہتے ہیں۔

وامر نوح فبنيت قرية فى اسفل جبل الجودى وسميّت قرية الثمانين على عددهم قيل هي الجزيره.(۲۱)

حضرت نوحؑ نے اپنی اولاد میں زمین تقسیم کی۔

وهي اوّل قرية بنيت على وجهه الارض بعد الطوفان ثم قسم نوح الارض بين ولده الثلاثه. فأُطى السام الحجاز، واليمن، والشام، فهو ابو العرب فأُطى حام بلاد المغرب فهو ابو السودان فأُطى يافث بلاد المشرق فهو ابو الترک(۲۲)

(ترجمہ: طوفان کے بعد وہ پہلا قریہ تھا جو بسایا گیا۔ پھر حضرت نوحؑ نے اپنی اولاد میں زمین تقسیم کی۔ سام کو حجاز، یمن و شام ابوالعرب ہوئے۔ حام کو بلاد مغرب دیئے اور وہ ابوالسودان تھے جبکہ یافث کو بلاد مشرق دیئے اور وہ ابوالشرق تھے)

---

۱۹۔ ابن سعد، ابوعبداللہ محمد بن سعد البصری، طبقات ابن سعد، اخبار النبی ﷺ، ترجمہ: علامہ عبداللہ عمادی، نفیس اکیڈمی [illegible] کراچی۔ طبع ششم۔ ج ۱، ص:۶۰۔

۲۰۔ ابن الاثیر، الکامل فی التاریخ، ج ۱، ص ۷۸

۲۱۔ ابن الاثیر، الکامل فی التاریخ ج۱، ص ۶۹

۲۲۔ ابن الاثیر، الکامل فی التاریخ ج۱، ص ۶۹

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

### 1.3.4 وطن الساميين (Semites)

تاریخ کا یہ ایک اہم سوال ہے کہ سامی النسل افراد کا اصل مرکز کہاں تھا۔ یا یہ کہ اوّل کوئی تہذیب پروان چڑھی۔ سامی اوّل کہاں سے آئے۔ ان کا وطن اصلی کہاں تھا؟ بعد میں وہ کدھر کدھر گئے۔ اس میں مؤرخین کی مختلف آراء ہیں۔ ایک گروہ کی رائے یہ ہے کہ ارض بابل پہلا وطن تھا۔

"فرائی نفر منهمان ارض بابل، کانت المهد الاوّل لسامین ورأی آخرون أن جزيرة العرب هی المعهد الاوّل لابناء سام (۲۳)

(ترجمہ: ایک گروہ کی رائے ہے کہ وہ ارض بابل ہے جو سامی النسل کا پہلا ٹھکانہ تھا جبکہ دوسرے گروہ کی رائے میں جزیرہ نما عرب سامی اقوام کا پہلا گھر تھا)

کچھ لوگ افریقہ کی طرف بھی رائے لے گئے کہ وہ ان کا وطن اصلی تھا۔ سامی و حامی زبانوں کے ملنے جلنے کی وجہ سے (ملتی جلتی زبان) اور کچھ لوگوں کی رائے میں حضرت صالح علیہ السلام کا وطن ان کا مرکز تھا۔ اور کچھ لوگ ارض آرمینیا سے اس نسل کا سلسلہ جوڑتے ہیں۔ جن لوگوں کی رائے میں عرب ان کا مسکن ہے ان میں سب سے پہلے اسپرنگر کا نام آتا ہے۔ اسپرنگر کی رائے کے مطابق ان کا وطن اصلی جزیرۃ العرب ہے۔ یہاں سے سامی اقوام دیگر علاقوں کی طرف منتقل ہوتی ہیں۔ ان کی رائے میں زراعت و سرسبز علاقوں سے وادیٔ صحرا کی زندگی میں منتقل ہونا، عقلی و منطقی لحاظ سے غلط ہے۔(۲۴) مشہور مورخ فلپ کے ہٹی کا تجزیہ اس ضمن میں ان الفاظ کے ساتھ درج ہے:

"As the probable cradle of the semitic family the Arabian peninsula nursed these people who later migrated into fertile crescent and subsequently became the babylonions, the Assyrians the phoenicians and the hebrews of the history".(۲۵)

ترجمہ: سامی النسل اقوام کا ممکنہ گہوارہ جزیرہ نما عرب تھا۔ یہیں یہ پروان چڑھے بعدازاں زرخیز خطہ کی طرف ہجرت کر گئے اور تاریخ میں بابلی، شامی، فونیزین اوراسرائیلی کہلائے۔

---

۲۳۔ جوادعلی، ڈاکٹر المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، ساعدت جامعۃ بغدادعلی نشرہ الطبعہ الثانیہ ۱۴۱۳ھ، ۱۹۹۳ء ج ۱، ص ۲۳

۲۴۔ جوادعلی، المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، ج۱، ص ۲۳۱

۲۵۔ Philip K Hitti. History of the Arabs reiwed 10th edition, Palgrave Macmillan, p.3

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

سرزمین عرب کو سامی اقوام کا مرکز ہونے کے مفروضہ کی حمایت کرتے ہوئے ہٹی یوں رقمطراز ہے:

"But the arguments in favour of the Arabian peniusula considered in their cumulative effect, seem most plausible. The mesopotamian theory is vitiated by the fact that it asseses passage of people from an agriculturale stage of development on the bank of river to a nomadic stage, which is the reverse of the sociological law in history times. The Africa theory raises more questions than it answers".(۲۶)

ترجمہ: یہ دلائل وزن رکھتے ہیں کہ سامی اقوام کا ابتدائی گھر عرب تھا۔ جبکہ یہ قرین قیاس نہیں کہ زرخیز زمین اور دریا کے کنارے سے انسانی تمدن صحرا میں منتقل ہو جائے یہ سماجی قانون اور تاریخ کے برعکس ہے۔ یہ خیال کہ سامی اقوام افریقہ میں پلی بڑھی جواب دینے کے بجائے بہت سے سوالات اٹھاتا ہے۔

## 1.4 طبقات العرب

غابر کے دو بیٹے تھے۔ فالغ اور قحطان۔ غابر سے سلسلہ نسب یہ ہے: غابر بن شالخ بن قینان بن اَرفخشذ بن سام بن نوحؑ۔ فالغ سے حضرت ابراہیمؑ تک سلسلہ نسب یہ ہے:

"ثم ولد لفالغ أرغو، ......و وُلِد لارغو ساروغ، و وُلد لساروغ ناخور، ثم ولد لناخور تارَخ أبو ابراهيم و ولد لتارح وهو آزر، ابراهيم عليه السلام.

ترجمہ: حضرت ابراہیم علیہ السلام بن تارح، آزر، بن ناخوربن ساروغ بن ارغو بن فالغ

جبکہ قحطان کی اولاد اس طرح سے ہے:

"ووُلد لقحطان بن غابر يعرب، فوُلد يعرب يشجبُ، فولد يشجب سبأ، فولد سبأ حمير و كهلان، و عمراً والاشعر و انمار و مرّا". فولد عمر بن سبأ عديًّا، و ولد عدى لخماً و جذاماً"(۲۷)

ترجمہ: حمیر، کہلان، عمر، اشعر، انمار، مرا یہ سب سباء کی اولاد تھے۔ سباء بن یشجب بن یعرب، بن غابر بن قحطان عدی عمر بن سباء کی اولاد تھا اور عدی سے لخم اور جذام تھے۔

---

۲۶۔ Philip.K.Hitti, History of the Arabs, p.10

۲۷۔ ابن الاثیر، الکامل فی التاریخ، ج ۱، ص ۸۲

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ابن کثیر نے طبقات عرب کی تقسیم اس طرح کی ہے:

### 1.4.1 العرب العاربہ

والصحیح والمشهور انّ العرب العاربه قبل اسماعیلؑ، ومنهم، عاد و ثمود و طسم و جدليس و اميم، و جرهم و العماليق و امم آخرون لا يعلمهم الا الله كانوا قبل الخليلؑ.(۲۸)

ترجمہ: ابن کثیرؒ کے نزدیک صحیح و مشہور یہ ہے کہ عرب عاربہ قبل از حضرت اسماعیلؑ تھے۔ ان میں عاد، ثمود، طسم، جدیس، امیم، جرہم و عمالیق اور دوسری اقوام جنہیں اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا، حضرت خلیلؑ سے پہلے تھیں۔

"و يقال للعرب الذين كانوا قبل اسماعيل عليه السلام العرب العاربه وهم قبائل كثيرة منهم عاد، و ثمود، جرهم، و طسم و جديس، و اميم، و مدين، و عملاق، وعبيل، و حاسم، و قحطان و بنو بقطن وغيرهم"(۲۸ الف)

(جو عرب حضرت اسماعیلؑ سے پہلے تھے، انہیں عرب العاربہ کہا گیا۔ وہ بہت سے قبائل تھے۔ جن میں سے عاد، ثمود، جرہم، طسم، جدیس، امیم، مدین، عملاق، عبیل، جاسم، قحطان وبنو بقطن اور ان کے علاوہ تھے)

### 1.4.2 العرب المستعربہ

و أما العرب مستعربه وهم عرب الحجاز. فيمن ذرية اسماعيل بن ابراهيم عليهما السلام.(۲۸-ب)ترجمہ: عرب مستعربہ عرب حجاز ہیں یہ حضرت اسماعیلؑ بن حضرت ابراھیمؑ کی اولاد ہیں۔

### 1.4.3 العرب الیمن: وهم حمير فالمشهور انهم من قحطان و اسمه ميزم.(۲۸ ج)

ترجمہ: یمنی عرب حمیر کی اولاد سے ہیں اور مشہور یہ ہے کہ وہ قحطان سے ہیں جس کا نام میزم ہے

۲۸۔الف ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ج ۱، ص ۱۲۰،

۲۸-ب ابن کثیر، السیرۃ النبویہ، تحقیق: مصطفٰی عبدالواحد، دار احیاء التراث العربی، بیروت-لبنان، ج ۱، ص ۲-۱،

۲۸-ج ایضاً

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

## 1.5 قومِ عاد:

عاد، ثمود، الرّس اور اصحاب الایکہ، انہیں حافظ ابن کثیر نے عرب العاربہ کہا۔ اللہ تعالیٰ نے ان اقوام کا ذکر قرآن مجید میں کیا ہے:

﴿وَإِلَى عَادٍ أَخَاهُمْ هُوداً﴾(۲۹)

(ترجمہ: اور اسی طرح قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا)

﴿وَإِلَى ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحاً﴾(۳۰)

مثلاً عاد، ثمود، اصحاب الرس، اصحاب الایکہ۔ انہیں حافظ ابن کثیر نے عرب العاربہ کہا۔

﴿أَوَعَجِبْتُمْ أَن جَاءكُمْ ذِكْرٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَلَى رَجُلٍ مِّنكُمْ لِيُنذِرَكُمْ وَاذكُرُواْ إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاء مِن بَعْدِ قَوْمِ نُوحٍ وَزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَسْطَةً فَاذْكُرُواْ آلاء اللّهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾(۳۱)

(کیا تم کو اس بات سے تعجب ہوا کہ تم میں سے ایک شخص کے ہاتھ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس نصیحت آئی تاکہ وہ تمہیں ڈرائے اور یاد کرو جب اس نے تم کو قوم نوح کے بعد سردار بنایا اور تم کو پھیلاؤ زیادہ دیا۔ پس خدا کی نعمتوں کو یاد کرو تاکہ نجات حاصل کرو)

اہل تورات کا کہنا ہے کہ عاد و ثمود اور ھود و صالح علیہم السلام کا ذکر تورات میں نہیں ہے۔ لیکن جاہلیت میں وہ ایسے ہی مشہور تھے جیسے اسلام کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد۔ جبکہ بعض مؤرخین عاد کا ذکر تورات میں پاتے ہیں:

"وقد ذهب بعض الاخبار الى ان عادا هى هدورام) فى التوراة"(۳۲)

اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

---

۲۹۔ سورہ ھود: ۵۰ ۳۰۔ سورہ ھود: ۶۱ ۳۱۔ سورۃ الاعراف: ۶۹

۳۲۔ التکوین، الاصحاح العاشر الایۃ، ۲۷، بحوالہ جود علی، ڈاکٹر، المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، ساعدت جامعۃ بغداد علی نشرہ، الطبعۃ الثانیہ، ۱۹۹۳ء، ۱۴۱۳ھ، ج۱، ص ۳۰۰

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

﴿اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِعَادٍ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ. الَّتِیْ لَمْ یُخْلَقْ مِثْلُهَا فِی الْبِلَادِ﴾(۳۳)

ترجمہ: کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے عاد ارم جو ستونوں والے تھے کہ ساتھ کیا کیا۔ نہیں بنی ان جیسی شہروں میں۔

بعض کے نزدیک اس سے مراد شہر ہے جو عدن و حضرموت کے درمیان تھا۔ بعض کے نزدیک یہ دمشق یا الاسکندریہ مراد ہے۔(۳۴)

السدی اور قتادہ کا قول ہے کہ اِرم بیت مملکت عاد ہے۔ ابن کثیر اس قول کو حسن جید قوی کہتے ہیں۔ ابن جریر کے احتمال کو ابن کثیر نے نقل کیا کہ "قبیله أو بلدة کانت عاد تسکنها" کہ اس سے قبیلہ یا شہر مراد ہے جس میں قوم عاد رہتی تھی۔(۳۵)

بعض کے نزدیک ارم ذات عماد سے نسب مراد ہے کہ وہ عوص بن ارم کی اولاد سے تھے۔ قوم عاد نے شہر بنایا۔

"و هؤلاء عاد الاولی وهم ولد عاد بن عوص بن إرم بن سام بن نوح"(۳۶)

وہ عاد اولیٰ ہیں وہ عاد بن اوص بن ارم بن سام بن نوحؑ کی اولاد سے ہیں

بعض کے نزدیک یہ اسکندریہ شہر سے جو جنوبی عرب میں یمن میں بنایا۔ شداد بن عاد نے بنایا۔

## 1.5.1 مساکن عاد

قرآن مجید کے مطابق ان کے مساکن احقاف میں تھے۔

﴿واذکر اخا عاد، اذ انذر قومه بالأحقاف﴾(۳۷)

(اور قوم عاد کے بھائی ہود کو یاد کرو کہ جب انہوں نے اپنی قوم کو سرزمین احقاف میں ہدایت کی)

---

۳۳۔ سورۃ الفجر: ۶-۷

۳۴۔ جواد علی، المفصل، جلد اوّل، ص ۳۰۲

۳۵۔ ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر، ج ۴، ص ۵۰۸، امجد اکیڈمی، لاہور

۳۶۔ ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر، ابوالفداء اسماعیل بن کثیرؒ، امجد اکیڈمی، لاہور پاکستان، طبع ۱۹۸۲ء، ج ۴، ص ۵۰۷۔ البدایہ والنہایہ، الجزء الاول، ص ۲۰

۳۷۔ سورۃ الاحقاف: ۲۱

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

"والاحقاف وهى جبال الرمل و كانت باليمن بن عمان و حضر موت بأرض مطلة على البحر يقال لها الشحر و اسم وا ربهم مغيث"(۳۸)

(احقاف رمل کے پہاڑ ہیں۔ یہ یمن، عمان، حضر موت ہے۔ سمندر کے گرد اس زمین کو الشحر کہا جاتا ہے۔ ان کی وادی کو وادیٔ مغیث کہا جاتا ہے)

یمن و عمان سے حضر موت و الشحر کا علاقہ رمل کہلاتا ہے۔ والحقف جس کی جمع احقاف ہے۔

"وكانت الاحقاف رمالاً قبل عمان الى حضر موت"

(ترجمہ: احقاف سے مراد رمال ہے)

یہ منازل عاد تھیں۔ مالک بن نویرہ کا شعر عاد کے بارے میں ہے:

"افنين عاداً ثم ال محرق     فتركنهم بلدا و ما قد جمعو

الا لا تجزى و تكذبى     الملئكة من رب عاد و جرهم(۳۹)

ترجمہ: فنا ہوئی قوم عاد اور آل محرق انہوں نے اپنے شہر چھوڑ دیئے پھر جمع نہ ہوئے اور رب عاد اور جرھم کے ملائکہ کی تکذیب نہ کرو۔

## 1.6 قومِ ثمود:

ثمود ایک مشہور قبیلہ تھا جو اپنے جد ثمود کے نام پر تھا۔ ثمود اور جدیس دونوں عابر کے بیٹے تھے۔ عابر بن اِرم بن سام بن نوحؑ۔

"و كانوا عرباً بن العاربة، ليسكنون الحجربين الحجاز و تبوک. و قد مرّبه رسول الله ﷺ وهو ذاهبٍ الى تبوک معه من المسلمين كما سيأتى بيانه و كانوا بعد قوم عاد و كانوا لعبدون الاصنام فأولئک ضبعث الله فيهم رجلاً منهم وهو عبدالله و رسوله صالح بن ماسح بن عبيد بن حاجر ابن ثمود بن عابر"(۴۰)

۳۸۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ج ۱، ص ۱۲۰
۳۹۔ جواد علی، ڈاکٹر، المفصل، ج ۱، ص ۳۰۷
۴۰۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ج ۱، ص ۱۳۰

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

(یہ عرب العاربہ تھے۔ حجر میں مقیم تھے جو حجاز و تبوک کے درمیان ہے۔ تبوک جاتے ہوئے رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کے ہمراہ وہاں سے گزرے۔ یہ قوم عاد کے بعد تھے اور بتوں کو پوجا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں اپنا ایک بندہ اور رسول صالح بن عبید بن حاجر ابن ثمود بن عابر بھیجا)

"و أما اهل التوراة بزعمون انّه لا ذكر لعاد و هود و ثمود و صالح فى التوراة قال و أمرهم عند العرب فى الجاهلية والاسلام كشهرة إبراهيم الخليلؑ"(۴۱)

(اہل توراۃ کو یہ زعم ہے کہ عاد و ثمود اور حضرت ہود و صالح کا ذکر تورات میں نہیں ہے لیکن عربوں میں عہد جاہلیہ اور اسلام میں یہ ایسے ہی مشہور تھے جیسے حضرت ابراہیم خلیلؑ)

﴿وَثَمُودَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ﴾(۴۲)

یعنی یقطعون الصخر۔ وہ وادی میں پتھر تراشتے تھے۔

"و كانوا عرباً و كان منزلهم بالوادى القرى"(۴۳)

(وہ عرب تھے، ان کی منزل وادی قری تھی)

ثمود کے وطن وادی القری میں تھا۔ انہیں اصحاب الحجر بھی کہا گیا۔ یہ مقام وادی القری ہی میں ہے۔

"وقد زارها بعض الجخرافين، علماء البلدان والسياح، وذكروا أن بها بئرا تسمى بئر (ثمود) وقد نزل بها الرسول مع اصحابه فى غزوة تبوك.(۴۴)

---

۴۱۔ ابن اثیر، الکامل فی التاریخ، ج ۱، ص ۹۳

۴۲۔ سورۃ الفجر: ۹

۴۳۔ ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر، ج ۴، ص ۵۰۸

۴۴۔ جواد علی، ڈاکٹر، المفصل، ج ۱، ص ۳۲۴

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

(بعض جغرافیہ دان، علماء البلدان اور سیاح کہتے ہیں کہ یہاں ایک کنواں تھا جسے بئر ثمود کہا جاتا تھا۔ اس مقام پر رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک کی سمت جاتے ہوئے صحابہ کرامؓ کے ساتھ اُترے مگر جلد ہی کوچ کا حکم دیا)

مساکن: قال کعب: لما اھلک اللّٰہ عزو جل عاداً، جاء ت ثمود و عمرت الارض وکانوا بضع و عشر قبیلة...... و کانت منازلھم مابین الحجاز الی الشام، وھی دیار الحجر من وادی القری.(۴۵)

(کعب کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عاد کو ہلاک کیا تو ثمود نے زمین میں جڑ پکڑی۔ دس سے زائد قبائل تھے۔ ان کے ٹھکانے حجاز اور شام کے درمیان تھے۔ یہ وادی القریٰ میں دیار حجر ہیں)

"و ینسب النسابون ثمود الی ثمود بن جاثر أو کاثر بن ارم بن سام بن نوح"(۴۶)

نساب ثمود کی نسبت یوں کہتے ہیں:

بعض لوگ اس پر اکتفا کرتے ہیں کہ وہ انھم من بقیہ عاد۔ وہ قوم عاد کے بعد باقی رہ جانے والے تھے۔

## 1.7 جرہم الاولیٰ

ان سے جرہم قحطانی مراد نہیں ہیں۔ بعض مورخین کے نزدیک جرہم قحطانی کو جرہم ثانی کہتے ہیں۔ یہ عرب بائدہ میں سے ہیں۔ یہ عاد وثمود و عمالقہ کے عہد کے ہیں۔(۴۷)

"اما جرھم الثانیه، ای جرھم القحطانیین فینسبھم بعض اھل الاخبار الی جرھم بن قحطان بن یھود وھم اصھار اسماعیل"(۴۸)

ترجمہ: یہ کہ جرہم ثانیہ یہ جرہم قحطانیہ ہیں اور یہ اصحار (سسرال) اسماعیل تھے۔

---

۴۵۔ النویری، نہایۃ الارب ج۱۳، ص۷۱

۴۶۔ النویری، نہایۃ الارب ج۱۳، ص۷۱، جواد علی، ڈاکٹر، المفصل، ج۱، ص۳۲۴۔

۴۷۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ج۱، ص۱۲۰۔

۴۸۔ جواد علی، المفصل، ج۱، ص ۳۴۵

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

### 1.8 حضورا

"فذکروا أن (حضورا) کانوا یقیمون بالرّس. و کانوا یعبدون الاوثان، و بعث الیھم منھم نبی منھم اسمہ (شعیب بن ذی مھرة) فکذبوہ و ھلکوا"(۴۹)

ترجمہ: حضورا "الرس" کے مقیم تھے۔ یہ لوگ بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ ان کی طرف ایک نبی بھیجا جن کا نام شعیب بن ذی مھرا تھا۔ انہوں نے انہیں جھٹلایا اور ہلاک ہو گئے۔

"یقال لھا (الرس) منھا موضع بالیمامہ و موضع کان فیہ دیار نفر بن ثمود. وقال کعب ان اصحاب الرس کانوا حضر موت"(۵۰)

ترجمہ: کہا جاتا ہے کہ (الرس) یمامہ میں ایک مقام ہے۔ اس میں ثمود کا ایک گروہ رہتا تھا (یعنی باقی رہ جانے والے) کعب کے مطابق اصحاب الرس حضر موت پر تھے۔

### 1.9 عرب حضرت اسماعیلؑ کی اولاد ہیں

ابن کثیر ذکر کرتے ہیں کہ:

"قیل ان جمیع العرب ینتسبون إلی اسماعیل بن ابراھیم و قیل إن قحطان من سلالة إسماعیل حکاہ ابن اسحاق فقال بعضھم: ھو قحطان، ابن الھمسیع بن تیمن بن قیذر (بن نبت) بن اسماعیل و قیل غیر ذالک فی نسبہ الی اسماعیلؑ واللہ اعلم"(۵۱) ترجمة البخاری: باب نسبة الیمن إلی اسماعیل علیہ السلام حدثنا مسدد، حدثنا یحیی، عن یزید بن ابی عبید. حدثنا سلمہؓ قال خرج رسول اللہ ﷺ علی قوم من أسلم یتناضلون بالسوق فقال ارموا بنی إسماعیل فان ابا کم کان رامیا و انا مع بنی فلان لاحدی الفریقین......(۵۲)

---

۴۹۔ النویری، نہایۃ الارب ج ۱۳، ص ۸۷۔ ۵۰۔ نہایہ العرب، ج ۱۳، ص ۸۸۔ ۵۱۔ ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ، ج ۱، ص ۔

۵۲۔ ابن کثیر، السیرۃ النبویہ، تحقیق: مصطفیٰ عبدالواحد، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان۔ ج ۱، ص ۳-۴۔
بخاری، محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح، بشرح الکرمانی، کتاب بدء الخلق باب نسبۃ الیمن إلی اسماعیل، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان الطبعہ الثانیہ ۱۹۸۱ء

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ابن کثیرؒ نے ایک حدیث کا حوالہ دیا جس میں یمن کی نسبت حضرت اسماعیلؑ کی طرف ہے۔ انہی یمن والوں میں سے اسلم کی قوم تھی۔ جو خزامۃ کی شاخ ہے۔ اسلم قصی کا بیٹا تھا۔ وہ حارث کا، وہ عمر کا وہ عامر کا اور حارثہ یمن والوں میں سے تھا۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے بھی بن قحطان نے انہوں نے یزید بن ابی عبید سے ہم کہ سے مسطو بن اکوع نے بیان کیا کہ آنحضرتﷺ چند لوگوں کے پاس تشریف لے گئے جو بازار میں تیر اندازی کر رہے تھے۔ آپﷺ نے فرمایا اسماعیل کے بیٹو تیر لگاؤ کیوں کہ تمہارے باپ اسماعیلؑ تیر انداز تھے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا میں اس جماعت کے ساتھ ہوں۔ یہ سن کر دوسری جماعت نے ہاتھ روک لیے۔ آپ نے پوچھ کیوں انہوں نے کہا کہ آپ تو ادھر ہیں ہم کیسے تیر ماریں، آپﷺ نے فرمایا تیر لگاؤ میں تم دونوں کے ساتھ ہوں۔ اس کی تاویل یہ کی کہ اس سے جنس عرب مراد ہے لیکن یہ تاویل ظاہر کے خلاف ہے۔

ابن اسحاق نے اس کا سلسلہ نسب بھی دیا: قحطان ابن الھمیسع بن تیمن بن قیذر بن بنت بن اسماعیل اور ان کے نسب کی نسبت سے دوسری بات بھی کی گئی، اللہ بہتر جانتا ہے۔

## 1.10 عرب حضرت اسماعیلؑ اور قحطان کی اولاد ہیں

اس کے باوجود ابن کثیر اسی رائے کا ذکر کرتے ہیں کہ جمہور کی رائے یہ ہے کہ عرب القحطانیہ عرب الیمن میں سے ہیں۔ وہ حضرت ابراہیمؑ کی نسل سے نہیں۔ توراۃ میں سلسلہ نسب یہ ہے۔

"یقطان بن عابر بن سالخ بن ارفکشاذ بن سام ابن نوحؑ"(۵۳)

ترجمہ: یقطن بن عابر بن سالخ بن ارفکشاذ بن سام بن نوحؑ

مورخین نے اس کی تائید کی ہے۔

"و یقطن ھو قحطان"(۵۴) یقطن وہ قحطان ہی ہے

بعض اہل اخبار قحطان بن ہود کہتے ہیں جبکہ ہود سے مراد عابر ہے۔

---

۵۳۔ التکوین، الاصحاح العاشر، الایۃ ۲۵۔ بحوالہ جواد علی، المفصل، ج۱، ص ۳۵۵

۵۴۔ ابن سعد، طبقات ابن سعد، طبقات، اخبار النبیﷺ، نفیس اکیڈمی، اردو بازار، کراچی، ستمبر ۱۹۸۷ء، ج ۱، ص ۔۔

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

"الجمهور علی أن العرب الفحطانیه من عرب الیمن وغیرهم لسبوا من سلالة اسماعیلؑ"(۵۵) ترجمہ: مشہور یہ ہے کہ عرب قحطان یمنی عرب ہیں وہ حضرت اسماعیلؑ کی اولاد سے نہیں ہیں۔

لیکن ڈاکٹر جواد علی کی رائے ہے کہ:

"أما سائر الیمانیه، فتابی ذالک، و تذهب الی انه قحطان بن عابر بن سالخ بن ارفخشذ بن سام بن نوح"(۵٦)

عدنانی اگر حضرت اسماعیلؑ کی نسل سے ہونے پر فخر کرتے ہیں تو قحطانی بھی عابر کی نسل سے ہونے پر فخر کرتے ہیں کیوں کہ عابر حضرت ہودؑ ہیں اور ہود نبی من انبیاء اللہ۔(۵۷)

## 1.10 تمام عرب اسماعیل و قحطان کی اولاد ہیں

ابن ہشامؒ کی رائے یہ ہے کہ تمام عرب حضرت اسماعیلؑ و قحطان کی اولاد ہیں:

"فالعرب کلها من اسمعیل و قحطان"(۵۸)

ساتھی ہی بعض اہل یمن کی رائے بھی نقل کی کہ:

"و بعض اهل یمن یقول قحطان من ولد اسمعیلؑ و یقول اسمعیل ابو العرب کلها"

(بعض اہل یمن کہتے ہیں کہ اسماعیلؑ تمام عربوں کے باپ ہیں)

"فالقحطانیه شعبان سبأ و حضر موت. والعدنانیه شعبان ایضاً ربیعة و مضر ابنائز والشعب الخامس وهم قضاعة مختلف فیهم.(۵۹)

ترجمہ: قحطان میں دو گروہ ہیں۔ سبا و حضرموت۔ اسی طرح عدنان میں بھی دو شعب ہیں ربیعہ و مضر جبکہ پانچواں شعب قضاعہ ہے۔

---

۵۵۔ ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ، ج ۱، ص ۴

۵٦۔ جواد علی، المفصل، ج ۱، ص ۳۵٦

۵۷۔ جواد علی، المفصل، ج ۱، ص ۳۵٦

۵۸۔ ابن ہشام، محمد بن عبدالملک، السیرۃ النبویہ، عبدالتواب اکیڈمی، بیرون بوہڑ گیٹ، ملتان ج ۱، ص ۱۳۔

۵۹۔ ایضاً

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

## 1.11 العرب ثلاۃ جراثیم

و قال محمد بن سلام البصری النَّسَّابه: العرب ثلاۃ جراثیم، العدنانیة، والقحطانیہ و قضاعه. و قیل له: فایهما اکثر العدنانیه أو القحطانیه؟

فقال: ما شاء ت قضاعة، إن تیامنت فالقحطانیه اکثر وان تشامنت فالعدنانیه. اکثر

(محمد بن سلام البصری نساب العرب نے کہا کہ عرب میں تین جراثیم ہیں: عدنانیہ، قحطانیہ اور قضاعہ۔ قضاعہ جس طرف جھکے وہ تعداد میں بڑھ جاتا ہے)

"وقال ابن لهیعة. عن معروف بن سوید بن ابی عشابه محمد بن موسیٰ، عن عقبه بن عامرؓ، قال قلت: یا رسول اللّٰه أمّا نحن من معد؟ قال لا. قلت فمن نحن؟ قال أنتم بن قضاعة بن مالک بن حمیر"(٦٠)

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ ہم معد سے ہیں پھر آپ نے دریافت کرنے پر فرمایا نہیں تم قضاعہ بن مالک بن حمیر سے ہو

### 1.11.1 اولادِ قحطان

مورخین نے قحطان کی اولاد کے بارے میں تفصیل سے ذکر کیا۔ اس کے بیٹوں کی تعداد ۱۰ سے ۳۰ تک ذکر کی۔ جواد علی نے ان کی تفصیل ذکر کی ہے:

ہمدانی نے ذکر کیا کہ قحطان کے ۲۴ بیٹے تھے(٦١) جبکہ مشہور عالم یہ ہیں:

**یعرب:** قحطان کے بعد یہ ہی بادشاہ ہوا۔ اس کا ملک یمن تھا۔ اس نے قوم عاد کے بقایا پر قبضہ کیا۔

**حَضَر موت:** حَضَر موت نے اس سرزمین میں قرار پایا جو اس کے نام سے موسوم ہے۔ یعنی حضر موت۔

**عمان:** عمان نے سرزمین عمان میں قدم رکھا۔

---

٦٠۔ ابن کثیر، السیرۃ النبویہ، ج ۱، ص ۵۴

٦١۔ جواد علی، المفصل، ج ۱، ص ۳۵۸

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

## جرہم

جرہم حجاز کی طرف بڑھا۔

"و جرهم بن قحطان، و يقال جرهم بن يقطن بن عبير بن شالخ بن أرفخشد بن سام ابن نوح لجرهمی"(۶۲)

اس سے مراد جرہم ثانی ہیں۔ انہوں نے مکہ میں اقامت اختیار کی۔ یہ لوگ بعد میں بیت اللہ کے ارباب اختیار بنے۔ انہی میں حضرت اسماعیلؑ، پلے بڑھے اور شادی کی۔

"وجرهم طائفة من العرب العاربة...... ثم لما كبر تزوج بن جرهم"(۶۳)

(جرہم عرب العاربہ سے ہے جو مکہ میں آ بسا۔ ان میں حضرت اسماعیلؑ نے شادی کی اور وہ ان کے سسرال ہیں"۔

زہیر بن ابی سلمہ ایک شعر میں اسی طرف اشارہ کرتا ہے:

"فأقسمت بالبيت الذى طاف حوله    رجال، نبوة، من قريش و جرهم(۶۴)

میں قسم کھاتا ہوں اس گھر کی جس کے گرد طواف کیا جاتا ہے اچھے افراد اور نبوت تو قریش اور جرہم ہی میں ہے۔

## یعرب بادشاہ یمن

اکثر مورخین کے نزدیک یعرب نے عربیت کی ابتداء کی:

"كان اوّل من اعرب فی لسانه و هذا قيل للسانه العربيه"(۶۵)

یعرب نے عربیت کی ابتاء کی یہ بھی کہا گیا کہ اسی کی زبانی عربی تھی

یعرب نے ملک یمن میں سکونت اختیار کی۔

---

۶۲۔ جواد علی، المفصل، ج ۱، ص ۳۱۸

۶۳۔ ابن کثیر، السیرۃ النبویہ، ج ۱، ص ۵۲-۵۷

۶۴۔ جواد علی، المفصل، ج ۱، ص ۳۶۰۔

۶۵۔ ابن سعد، طبقات، ج ۱، ص ۶۲

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

"و کان اوّل من سبی من العرب فسمی سبأ لذالک۔ و یقال انه اوّل من تتوّج"(٦٦)

(یہ پہلا ہے جس نے عرب میں غلام بنائے اور پہلا ہے جس نے تاج پہنا)

**اولادِ سبا**

"وجعل (المسعودی) لسباء عشرة اولاد تشاء م منهم اربعة و تیامن منهم ستہ.(٦٧)

جن لوگوں نے تشاء م کیا۔یعنی شام کی طرف گئے۔

لخم، جذام، و عاملة و غسان

جن لوگوں نے تیامن کیا۔یعنی یمن کا قصد کیا۔حمیر، الازد، مذحج، و کنانہ، الاشعریوں و انمار۔

ابن کثیرؒ نے مسند احمد سے ایک روایت نقل کی جس کے مطابق ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ سبأ کون ہے؟ یہ مرد ہے، عورت ہے یا زمین کا نام ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ ایک آدمی ہے جس کے دس بیٹے تھے۔یمن میں چھ نے قیام کیا اور چار نے شام میں۔یمن والوں میں مَذحج، کندہ، الأزد، الاشعری وانمار وحمیر جبکہ شام میں لَخم، جُذام، عاملہ وغسان تھے۔(٦٨)

"و عن ابن عباسؓ قال: بین عدنان و اسماعیل ثلاثون أباه لا نعرفون"

(حضرت ابن عباسؓ نے کہا کہ عدنان و اسماعیلؑ کے درمیان تیس باپ ہیں جنہیں ہم نہیں جانتے)

---

٦٦۔ ابن کثیر، السیرۃ النبویہ، ج ۱، ص ۹

٦٧۔ جواد علی، المفصل، ج ۱، ص ۳٦۴

٦٨۔ ابن سعد، طبقات، ج ۱، ص ٦۵۔ ابن کثیر، السیرۃ النبویہ، ج ۱، ص ۹

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

## 1.12 العرب المستعربہ

عرب مستعربہ یا متعربہ تو عدنانی، نزاری یا معدی بھی کہتے ہیں۔ یہ حضرت اسماعیلؑ کی اولاد سے ہیں۔ اور ان کی بیوی حضرت السیدہ رملة بنت مفاض بن عمر الجرھمی تھیں۔(۶۹)

حضرت اسماعیلؑ کے ۱۲ بیٹے تھے:

نابت، اکبرھم، قیدز، اذبل، ومیشا، ومسمعا، ماشی، ودما، واذر، وطما، ویطور ونبش، وقیذما.(۷۰)

ان سے یہ اولاد پیدا ہوئی۔ جو پھیل گئی۔ اس منطقہ میں جو حویلہ سے ثور تک پھیلا ہوا ہے۔ باقی تمام عرب قحطان و عدنان کی اولاد ہیں۔

رسول اللہ ﷺ سلسلۂ نسب معد بن غدنان بن اود سے آگے نہ بڑھاتے۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نسب کا تذکرہ فرماتے تو اپنے سلسلۂ نسب کو معد بن عدنان اُود سے آگے نہ بڑھاتے بلکہ یہاں پہنچ کر رُک جاتے اور ارشاد فرماتے: سلسلۂ نسب بیان کرنے والے جھوٹے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں: "و قُرونا بین ذالک کثیرا"(۷۱)

مزید یہ کہ یہ طریق اگر صحیح و درست ہوتا اور اس سلسلہ میں کوئی غلطی نہ ہوتی تو سب سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کو علم ہونا چاہیے تھا۔ ہمارے نزدیک تو امر حق یہ بھی ہے کہ معد بن عدنان تک ہم اس سلسلہ کو تیقن مانتے ہیں۔ پھر اس سے اوپر عدنان سے لے کر اسماعیل بن ابراہیم تک خاموش رہتے ہیں۔(۷۲)

---

۶۹۔ جواد علی، المفصل، ج ۱، ص ۳۷۵

۷۰۔ ایضاً

۷۱۔ ابن سعد، طبقات ابن سعد، ترجمہ علامہ عبداللہ عمادی، نفیس اکیڈمی، کراچی۔ ج ۱، ص ۲۴۔ ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ لابن کثیر، ج ۱، ص ۷۵

۷۲۔ ابن سعد، طبقات، ج ۱، ص ۷۷

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

# فصل دوم

# مکہ معظّمہ اور تولیت کعبہ

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

# فصل دوم: مکہ معظّمہ اور تولیت کعبہ

## 2 تعارف

حضرت ابراہیمؑ اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیلؑ کو مکہ کی وادی غیر ذی زرع میں بیت اللہ کے مقام پر چھوڑ گئے۔ حضرت ابراہیمؑ خاموش رہے اور کچھ نہ کہا تو حضرت ہاجرہ نے پوچھا:

"آللّٰہ امرک ان تدعنی و ھذا الصبی فی ھذا البلد الموحش و لیس معنا انیس فقال نعم، فقالت اذا و لایضیعنا"(۷۳)

ترجمہ: حضرت ہاجرہ نے پوچھا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو مجھے اور اس بچے کو اس وحشت میں چھوڑنے کا حکم دیا ہے۔ اور ہمارے پاس کوئی نہیں۔ آپ نے فرمایا، ہاں! تو حضرت ہاجرہ نے فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔

حضرت اسماعیلؑ ابھی چھوٹے تھے، کھانے پینے کا سامان ختم ہوا تو پیاس سے حضرت اسماعیل بیتاب ہوئے۔ حضرت ہاجرہؓ پانی کی تلاش میں صفا پر گئیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی:

"فقامت علی الصفا تدعواللّٰہ و تستغیثہ لاسمٰعیل ثم اتت المروۃ ففعلت مثل ذالک"(۷۴)

(وہ صفا پر کھڑی ہوئیں اور اللہ تعالیٰ کو پکارا۔ وہ اسماعیلؑ کے لیے پانی طلب کر رہی تھیں پھر مروۃ پر آئیں اور یہی عمل دہرایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریلؑ کو مبعوث کیا اور ایک چشمہ جاری کیا اور حضرت ہاجرہؓ نے اس کے گرد ہاتھ سے دیوار بنا دی کہ پھیل نہ جائے۔

---

۷۳۔ السہیلی، ابی قاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن احمد السہیلی، الروض الانف (۵۰۸-۵۸۱ھ) و بہاشیہ السیرۃ النبویہ عبدالملک بن ہشام المتوفی ۲۱۳ھ، عبدالتواب اکیڈمی، بیرون بوہڑ گیٹ ملتان، پاکستان۔ ج ۱، ص ۷۹۔

۷۴۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج ۱، ص ۷۹

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

قال رسول اللہ ﷺ: رحم اللّٰہ ھاجر لو ترکتھا کانت عیناً معیناً عن أنس بن عباس یرحم اللّٰہ أم اسماعیل لو ترکت زمزم لکانت زمزم عیناً معیناً۔

"قال النبی ﷺ لو ترکتہ لکانت عینا او قال نھرا"(۷۵)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت حاجرہؓ پر رحم کرے اگر وہ اس (زم زم) کو بہنے دیتیں تو وہ ایک صاف چشمہ بن جاتا اور ایک روایت کے مطابق آپ انہیں نہ روکتیں تو وہ ایک چشمہ یا نہر بن جاتی۔

## 2.1 قبیلۂ جرہم کا نزول

قبیلۂ جرہم قریب ہی مکہ کی ایک وادی میں تھا۔ یہ قافلہ یمن سے شام کی طرف رواں دواں تھا کہ پرندوں کو زمین کی طرف اترتے دیکھا تو سوچا کہ:

"وما لزمۃ الا ومنہ ماء"(۷۶)

(کہ پرندہ صرف پانی پر اترتے ہیں)

"وان الطیر لا تنقص الاعلی الماء والعمارۃ"

ترجمہ: کہ پرندے صرف پانی اور عمارت پر اُترتے ہیں۔

آگے بڑھے تو حضرت ہاجرہ، حضرت اسماعیلؑ اور پانی کو دیکھا تو آپ کے بارے میں دریافت کیا۔ انہوں نے بتایا کہ خلیل اللہ کی بیوی ہوں۔ یہ ان کا بیٹا ہے۔ وہ ہمیں یہاں چھوڑ کر شام گئے ہیں۔

قبیلہ جرہم کے افراد نے آپ سے پانی پینے اور سکونت اختیار کرنے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے انہیں اجازت مرحمت فرما دی:

"فاستاذنوھا فی الماء فاذنت لھم. ثم قالوا ھل احدٌ ینازعک علی الماء؟ قالت لا فان اللّٰہ اخرجہ لی ولولدی، قالوا ان حضرنا باھلینا و سکّنا فی جوارکم ھل تمنعنا من ھذا الماء؟ قالت لا فانہ للّٰہ لیشربہ خلق اللّٰہ"(۷۷)

---

۷۵۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، قصص الانبیاء، الجزء الاوّل، ص ۸۸۳، فتح الباری، شرح صحیح البخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ۹، یزفون۔ ج ۶ ص ۴۷۸۔۴۷۹

۷۶۔ ابن اثیر، الکامل فی التاریخ، ج ۱، ص ۱۰۴

۷۷۔ ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ، ج ۱، ص ۵۶

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ترجمہ: انہوں نے پوچھا کہ اس میں تمہارے ساتھ کوئی پانی میں شریک جھگڑا کرنے والا تو نہیں؟ آپ نے فرمایا کہ اسے اللہ تعالیٰ نے میرے اور میرے بیٹے کے لیے جاری کیا ہے۔ انہوں نے پوچھا اگر ہم اپنے گھر بار کے ساتھ تمہارے پڑوس میں رہ جائیں تو تم اس پانی کے استعمال سے ہمیں روکو گی تو نہیں۔ آپ نے فرمایا نہیں یہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہے تاکہ خلق اللہ اس سے فائدہ لے''

بنو جرہم کا سلسلہ نسب یہ ہے:

جرہم بن یقطن (قحطان) بن عیبر بن شالخ بن ارفخشذ بن سام بن نوحؑ۔(۷۸)

## 2.2 حضرت اسماعیلؑ کا شباب اور شادی

حضرت اسماعیلؑ بنو جرہم ہی کے ساتھ رہ کر شباب کی منزل میں داخل ہوئے تو انہی کی ایک لڑکی سے شادی کی۔ حضرت ابراہیمؑ حضرت اسماعیلؑ کی غیرموجودگی میں آئے تو اسے ناپسند کیا۔ آپ نے اطلاع دے کر طلاق دی۔ دوسری شادی بھی بنو جرہم میں کی۔ عمر بن حارث بن مضاض نے اسی کا ذکر اس شعر میں کیا ہے:

و صاھرنا من اکرم النّاس والدا　　　　فابناه منّا و نحن الاصاھر

ترجمہ: ہمارے ہاں اس شخص نے شادی کی جو اپنے باپ کی وجہ سے معزز ترین شخص تھا۔ اس کی اولاد ہم سے ہے اور ہم اس کے سسرال ہیں۔(۷۹)

## 2.3 اولادِ اسماعیلؑ

حضرت اسماعیلؑ کے بارہ بیٹے تھے: نابت، قذر، ومشاء، ومسمع، وماشی، ودما، و اذبر، و یطور، نبش، طیما، قیذ ما۔ ان کی صرف ایک بیٹی تھی جس کا نام تھا نسمہ۔(۸۰)

---

۷۸۔ السہیلی، الروض الانف، ج۱، ص ۸۰

۷۹۔ طبری، ابی جعفر محمد بن جریر الطبری، تاریخ طبری، مترجم: سیّد محمد ابراہیم ایم-اے، نفیس اکیڈمی کراچی، ج ۱، ص ۴۰

۸۰۔ ابن کثیر، السیرہ النبویۃ، ج۱، ص ۵۶

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

حضرت اسماعیلؑ کی وفات کے بعد ان کے بیٹے نابت بن اسماعیل نے کعبہ کی تولیت سنبھالی۔

نبئیت اور قیذر۔ قیذر کے معنی صاحب ملک کے ہیں۔ حضرت اسماعیلؑ کی اولاد سے سب سے پہلا حکمران یہی ہوا۔(۸۱)

ہشام نے اپنے والد قصی سے یہ شعر نقل کیا:

فلست لحاضن ان لم تاتلّ بها اولاد قیذر والنبیت (۸۲)

(میں کسی ماں کو نہیں مانتا اگر اس سے قیذر و نبیت کی اولاد ثابت نہ ہوتی ہو)

### صفی بن البنیت، سب سے بہتر بادشاہ

ابن صفا یہ ہی سمر ہے۔ جو صفی ہے۔ یہ سب سے بہتر بادشاہ تھا جو روئے زمین پر ہوا۔ امیہ بن ابی الصلت کا شعر ہے:

انّ الصفی بن النبیت کان مملکا اعلی و اجود من هرقل و قیصر

ترجمہ: بے شک صفی بن نبیت بادشاہ تھا وہ ہرقل اور قیصر سے بھی زیادہ عظیم اور سخی تھا

اس کا بیٹا مجشر تھا۔ امیہ بن ابی الصلت نے روم کے بادشاہ ہرقل کو یہ کہا:

کن کالمحشیر اذ قالت رعیئته کان المجشرا وفاناً بما حملا

تم بھی محشر جیسے بنو۔ جس کی قوم نے کہا تھا کہ وہ ہم میں سب سے زیادہ عہدہ وفا کرنے والا ہے۔(۸۳)

## 2.4 تولیت کعبہ کی منتقلی

کچھ عرصہ گزر جانے کے بعد خانہ کعبہ کی تولیت مضاض بن عمر الجرہمی کے ہاتھ چلی گئی۔ مضاض بن عمر جرہمی نابت بن اسماعیل کا نانا تھا۔

---

۸۱۔ ابن جریر طبری، تاریخ طبری، ج ۱، ص ۵۷

۸۲۔ ایضاً، ج ۱، ص ۵۴

۸۳۔ ابن جریر، تاریخ طبری، ج ۱، ص ۵۷

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اس لیے نابت کی اولاد ننھیال والوں سے مل گئی۔ اس وقت مکہ کے اکناف و اطراف میں دو قبیلے آباد تھے: ''جرہم اور قطورا'' یہ دونوں ایک ہی جد کی اولاد تھے۔ سیل عرم کے بعد یمن سے نکلے اور پانی و سرسبزی پر کر رہ پڑے۔ قبائل یمن میں چونکہ حکومت و سلطنت کا رواج تھا اس لیے وہ جہاں کہیں بھی نکلتے اپنا کوئی سردار و حکمران ضرور مقرر کر لیتے۔

جرہم و بنی قطورا نے مکہ میں طرح اقامت ڈالتے ہی اپنے سرداروں کا تقرر کر لیا تھا۔ جرہم کا فرمانبرو مضاض بن عمر تھا جبکہ قطورا کا فرمانروا صمیدع (سمیدع) تھا۔

مضاض بن عمر جرہمی نے شہر کے بالائی حصہ قیقعان اور اس کے مضافات میں قیام کیا۔ قبیلہ قطورا کا بادشاہ سمیدع تھا۔ وہ اپنی قوم کے ساتھ شہر کے نشیبی حصہ اجیاد اور اس کے مضافات میں قیام پذیر ہوا۔ ہر ایک حکمران اپنے حصے کا خراج وصول کرتا۔(۸۴)

☆ اجیاد کو جیاد خیل کی وجہ سے جیاد کہتے ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جیاد جمع ہے جید کی۔ مضاض نے یہاں ممالقہ کے ۱۰۰ افراد کو قتل کیا تھا۔

☆ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب تبع نے مکہ میں نزول کیا اور قربانی کی اور کھانا کھایا تو اپنا اسلحہ یہاں اتار لشکر کے ساتھ۔

''فسمی قعیقعان بقعقعة السّلاح فيه، والله اعلم''(۸۵)

☆ عمر بن مفاض جرہمی کی جمعیت نیزہ بند اور زرہ پوش اور شمشیر زن ہوئی۔ جب وہ اپنے مخالفوں پر حملہ کے لیے چلی تو ہتھیاروں کی چکا چوند کی صدا بلند ہوئی، اس کے .......... سے یہ جگہ قعقیعان کہلائی۔(۸۶)

☆ سمدع کے لشکر میں اسپ سوار (گھوڑ سوار) اکثر تھے۔ گھوڑوں کی زیادتی کے باعث اسے اجیاد کہا گیا۔

---

۸۴۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج ا، ص ۸۰

۸۵۔ السہیلی، الروض الانف، ج ا، ص ۸۰

۸۶۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج ا، ص ۸۰

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

جرہم و بنی قطورا اپنے اپنے علاقہ میں عشر وصول کرتے لیکن ایک دوسرے پر دست درازی نہیں کرتے تھے۔

"و كان السميدع يعشر من دخل مكه من اسفلها"(۸۷)

جبکہ دوسری روایت میں ہے کہ دونوں میں سے ہر ایک مالِ تجارت پر عشر وصول کرتے تھے۔

"و كل منهما يعشر من مرّبه محتازا إلى مكة"(۸۸)

## جرہم و بنی قطورا میں آویزش

کچھ عرصہ بعد دونوں میں آویزش شروع ہوئی۔ مضاض کے ساتھ اولاد حضرت اسماعیلؑ تھی۔ کثیر جمعیت کے ساتھ مضاض حملہ کے لیے روانہ ہوا۔ باہم معرکہ ہوا، جرہم غالب آئے اور سمیدع مارا گیا۔ فریقین میں صلح ہوئی، بالائے شہر مکہ کی ایک پہاڑی پر جس کا نام مطابخ ہے، معاہدہ صلح کی تکمیل ہوئی، تمام قوم مضاض کے زیر اطاعت ہوئی۔

مفاض نے بلاشرکت غیر مافروائے مکہ ہو جانے کی خوشی دھوم دھام سے منائی، خوب دعوتیں دیں اور ضیافتیں کھلائیں۔

اولادِ اسماعیلؑ نے اپنے ننھیال سے حکومت و سلطنت چھیننے کی فکر نہ کی۔ اول رشتہ داری کا خیال تھا، دوسرے اللہ تعالیٰ کے معزز شہر میں جنگ و فساد کرنا خلاف ادب تھا۔

بنی اسماعیلؑ کے خاندان کی کثرت ہونے لگی تو وہ مکہ سے نکل کر ارد گرد پھیلنے لگے۔ جس قوم سے جنگ کرتے اللہ تعالیٰ کے حکم سے غالب آتے۔ تولیت کعبہ اور حکومت و سلطنت جرہم میں آئی تو اس پر فخر کرنے لگے۔ عمر بن الحارث ابن مضاض نے اپنے ایک شعر میں اشارہ کیا:

---

۸۷۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج ۱، ص ۸۱

۸۸۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج ۱، ص ۵۷

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

وکنّا ولا البیت من بعد نابت

تطوف بذاک البیت والخیر ظاہر

ترجمہ: نابت کے بعد ہم کعبہ کے متولی ہوئے۔ اب ہم اس گھر کے چاروں طرف طواف کرتے ہیں اور یہ بات سب ہی جانتے ہیں۔(۸۹)

## 2.4.1 اساف و نائلہ

"اساف و نائلة رجلا وامرأة من جرھم ھو اساف بن بغی و نائله بنت دیک فاوقع اساف علی نائله فی الکعبه فمسخھما اللّٰه حجرین"(۹۰)

ترجمہ: اساف اور نائلہ بنو جرہم سے مرد وعورت تھے۔ اساف نے کعبہ میں نائلہ سے بدفعلی کی، دونوں پتھر بن گئے۔

ان دونوں کو وہاں سے نکال کر صفا و مروہ میں نصب کر دیا گیا:

"لیکونا عبرة و موعظة.(۹۱)

عمر بن لحی نے انہیں کعبہ میں منتقل کر دیا۔ زمزم کے پاس نصب کر دیا۔ لوگ کعبہ کے ساتھ ان کا بھی طواف کرتے یہاں تک کہ اللہ کے علاوہ ان دونوں کی بھی عبادت کرنے لگے۔

## 2.4.2 بنو جرہم کی سرکشی، حرمت حرم کی پامالی

اولاد اسماعیلؑ کے مکہ سے ترک وطن کر جانے کے بعد جرہم نے مکہ کی حرمت کو اپنے لیے حلال کر لیا۔ بدکاری اور ظلم پر کمر باندھی، حرم کی بے حرمتی کی۔ بیت اللہ کی آمدنی ہدیہ کھا گئے اور کئی بدعنوانیاں شروع ہوئیں۔(۹۲)

---

۸۹۔ ابن جریر، تاریخ طبری، ج۱، ص ۶۴

۹۰۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج۱، ص ۶۴

۹۱۔ السہیلی، روض الانف، ج۱، ص ۶۵، ۶۴

۹۲ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج۱، ص ۸۱

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

"استحلال جرهم لحرمة الكعبة فمن ذالک ان ابراهیمؑ كان احتفر بئرا قریبة القصر عندالباب الكعبه كان يلقى فيها ما يهدى اليها فلما فسد أمر جرهم سرقوا مال الكعبة مرة بعد مرة فيذكران رجلاً منهم دخل البر لسيرق مال الكعبه فسقط عليه الحجر من شفير"

(جرہم نے حرمت کعبہ کو حلال کر لیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے باب الکعبہ میں القصر کے قریب ایک کنواں کھودا جس میں کعبہ کے ہدایہ کو ڈال دیتے تھے۔ جب جرہم کے ہاتھ میں کعبہ کے امور آئے تو اس نے کئی مرتبہ اس سے چوری کی۔ ذکر کیا جاتا ہے جب ایک شخص چوری کے لیے کنویں میں اترا تو اوپر سے پتھر گرا اور ایک سانپ مسلط ہوا جس کا سر سیاہ اور پیٹ سفید تھا۔ یہ اس کو ڈراتا جو کنویں کے قریب آتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ کنویں اور اس کے اردگرد (نواح) میں پانچ سو سال رہا۔(۹۳)

عمرو بن الحارث الغبشانی کعبہ کا متولی ہوا اور ایک شعر میں اظہار کیا:

و نحن ولينا البيت من بعد جرهم لنعمره من كل باغٍ و محلد(۹۴)

ترجمہ: جرہم کے بعد بیت اللہ کے ہم ولی ہوئے۔ تاکہ اسے ہر ظالم اور بے دین سے بچا کر آباد رکھیں۔

## 2.5 جرہم کا اخراج اور بنی خزاعہ کی تولیت

جرہم کی حرکتوں کی وجہ سے بنو بکر بن عبدمناۃ بن کنانہ نے قبیلۂ خزاعہ کے خاندانِ غبشان کے ساتھ مل کے جرہم پر حملہ کیا۔ زمانہ جاہلیت سے شہر مکہ کے اندر ظالم و بدچلن کا گزر نہیں ہوتا تھا۔ جو بادشاہ اس پر حملہ کرتا اس کو ہلاک کر دیا جاتا۔ اس لیے اس کو کعبہ کے نام سے موسوم کیا۔ کہ یہ گردن کشوں کا گردن شکن ہے یعنی سرکش توڑ دیتا ہے۔

---

۹۳۔ السہیلی، الروض الانف، ج۱، ص ۸۱

۹۴۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج۱، ص ۸۳

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

جرہم مکہ سے نکلتے وقت ان کے سردار عمر بن حارث بن مضاض الجرہمی نے خانہ کعبہ کے اندر سے کے دو ہرن اور رکن کا پتھر لے کر ان کو چاہ زمزم میں ڈال دیا۔ اور اس کنویں کو پاٹ دیا۔ بنی جرہم مکہ سے نکل کر ملک یمن کو چلے گئے۔ انہیں مکہ کی تولیت سے علیحدگی کا بڑا دکھ تھا۔ انہوں نے اپنی اس حالت پر سخت افسوس کیا۔

قبیلہ خزاعہ کا خاندان غبشان جرہمیوں کے اخراج کے بعد متولی بیت اللہ بن بیٹھا۔ بنی بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ کو کچھ نہ ملا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ قریش کے خاندان کا شیرازہ اس وقت پراگندا تھا۔ اور بنی کنانہ میں ایسا اتفاق نہ تھا۔ فریق مخالف کو دبا کر اپنا حق حاصل کر سکتے۔(۹۵)

عمر بن الحرث الغشبانی متولی بن بیٹھا۔ مدتوں یہ عہدہ وراثتاً اس کے خاندان میں رہا۔ یہاں تک کہ آخری متولی خلیل بن حبشہ بن سلول خزاعی ہوا۔

## 2.5.1 قریش کے پاس تین خدمتیں

بنوخزاعہ بیت اللہ کے متولی بنے، البتہ دوسرے قبائل مضر میں تین خدمتیں باقی رہیں۔

۱۔ عرفہ سے لوگوں کو حج کرانے لے جانا۔ یہ خدمت غوث بن مُر کے سپرد تھی۔ یہ ہی صوفہ ہے۔ چنانچہ جب عرفہ سے اجازت ملتی تو عرب کہتے ''اجیزی صوفہ''۔

۲۔ دوسری خدمت حاجیوں کو قربانی کے دن منیٰ لے جانے کی تھی۔ یہ بنو زید بن عدوان کے سپرد تھی۔ ان میں آخری شخص جو اس خدمت کا متولی ہوا، وہ ابو سیارہ عملیہ بن اعزل بن خالد بن سعد بن الحارث بن وابش تھا۔

۳۔ تیسری خدمت نسئ تھی۔ یعنی مقدس مہینوں کا التواء یہ قلمس کے سپرد تھا۔ اس کا اصل نام حذیفہ بن فقیم بن عدی تھا جو مالک بن کنانہ سے تعلق رکھتا تھا۔ یہ خدمت اس کے بعد اس کے بیٹوں کو ملی۔ یہ ثمامہ جنادہ بن عوف بن امیہ بن قلع بن حذیفہ تھا۔ اسلام نے آ کر یہ رسم نسئ مٹا دی۔(۹۶)

---

۹۵۔ ابن جریر، تاریخ طبری، ج۱، ص ۶۵

۹۶۔ ایضاً

اگر آپ کواپنے مقالے یاریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔
mushtaqkhan.iiui@gmail.com

### 2.5.2 بت پرستی کی ابتداء

خزاعہ کی تولیت تقریباً تین سو سال رہی۔ انہوں نے بت پرستی کی ابتداء کی:

"وذالک لأن فی زمانهم کان اوّل عبادة الاوثان بالحجاز"

(ترجمہ: انہی کے زمانہ میں اوّل بتوں کی پوجا شروع ہوئی)

اس کا سبب ایک سردار عمر بن لحی تھا:

"لعنة اللّٰه اوّل من دعائهم إلی ذالک"(۹۷)

حضرت ابراہیمؑ کے عہد سے ان میں جو تعظیم بیت اللہ دیگر امور چلے آ رہے تھے، ان میں یہ چیزیں باقی تھیں:

"وفيهم على ذالک بقايا من عهد ابراهيمؑ يتمسكون بها من تعظيم البيت والطواف به والحج والعمرة "والوقوف" على عرفات والمزدلفه، وهدى البدن والهلال، بالحج والعمرة مع ادخالهم فيه ما ليس منه"(۹۸)

(ان میں تعظیم بیت اللہ، طواف، حج، عمرۃ، وقوف عرفات و مزدلفہ، ہدایہ، چاند کا دیکھنا اور حج وعمرہ کا اس کے ذریعے خیال کرنا شامل تھا)

ابن اسحاق نے ایک حدیث روایت کی:

"أن رسول اللّٰه ﷺ قال رأيت عمر بن لحى يجر قصبه فى النار فسالته عمن بينى و بينه من النّاس فقال هلكوا"(۹۹)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے عمر بن لحی کو دیکھا کہ آگ میں ہے، میں نے اس سے ان لوگوں کے درمیان کے بارے میں پوچھا جو میرے اور اس کے درمیان ہیں تو کہا کہ ہلاک ہو گئے یعنی آگ میں ہیں۔

---

۹۷۔ ابن کثیر، السیرۃ النبویہ، ج۱، ص ۶۱

۹۸۔ ایضاً، ج۱، ص ۶۳

۹۹۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج۱، ص ۶۱

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ابن اسحاق ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں:

"سمعت رسول اللہ ﷺ یقول لاکثم بن الجون الخزاعی "یا اکثم رأیت عمرو بن لحی بن قمعه بن خندف یجر قصبه فی النار...... انّه کان اوّل من غیر دین اسمعیل فنصب الاوثان و بحر الجیرة و سبب السائبه و وصل الوصیلة و حمی الحام"[۱۰۰]

(ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ وہ اکثم بن جون خزاعی سے کہتے تھے کہ اے اکثم میں نے عمر بن لحی کو آگ میں دیکھا۔ وہ پہلا شخص تھا جس نے دین اسماعیل میں تبدیلی کی۔ بت نصب کیے۔ بحیرہ سائبہ، وصیلہ و حام کی رسم ڈالی۔

الیاس بن مضر کے بیٹے قمعہ کا پوتا عمرو بن لحی بن قمعہ پہلا شخص جو شام کے علاقے بلقاء سے ہبل نامی بت مکہ لایا۔ اس نے لوگوں کو بت پرستی کی طرف مائل کیا۔ عمر بن لحی نے خود یہ تعلیم بنی عمالقہ سے لی۔ عمالقہ کا سلسلہ نسب یہ ہے: عملیق ابن لاوذ، بن سام بن نوح عرب میں اس کی تعلیم خوب پھیلی۔

علاوہ ازیں عربوں میں بت پرستی اور دین ابراہیمی سے روگردانی کی ایک وجہ یہ بھی بتائی جاتی ہے کہ اولاد اسماعیل جب مکہ سے سفر کرتی تو اپنے ساتھ یہاں کا کوئی پتھر بطور تبرک ساتھ لے جاتی۔ جہاں کہیں قیام ہوتا اس پتھر کے گرد طواف و عبادت کیا کرتے تھے۔

**شرک:** چند نسلوں بعد یہ سنگ پرستی ان میں رواج پکڑ گئی۔ وہ دین ابراہیمی کو فراموش کر بیٹھے۔ اس دین کی صرف چند باتیں باقی رہ گئیں۔ مثلاً خانہ کعبہ کی تعظیم، اس کا طواف، عمرہ وقوف عرفات مزدلفہ، قربانی اور دیگر رسمیں کہ ان میں بہت سی ناروا باتیں اپنی طرف سے داخل کر کے ان کو بگاڑ دیا۔ تا آنکہ قریش حج کے لیے تکبیر و تہلیل کرتے وقت یوں گویا ہوتے:

"اللّٰھم لبیک لبیک لا شریک لک الا شریکاً ھولک تملکه ما ملک"[۱۰۰ الف]

(ہم حاضر ہیں تیرا کوئی شریک نہیں، بجز ایک شریک کے اس کا تو ہی مالک ہے اور ان چیزوں کا بھی تو مالک ہے جن کا وہ مالک ہے)

---

۱۰۰۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج۱، ص ۶۲ ۱۰۰ الف۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج۱، ص ۵۰

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

گویا وہ توحید بیان کرتے مگر اس کے ساتھ اپنے بتوں کو شامل کر لیتے۔

ابن اسحاق کے مطابق انہوں نے ہر گھر میں بت رکھے تھے۔ سفر پر جانے سے پہلے اسے چھوتے اور سفر سے واپسی پر بھی اسے چھوتے۔ آپ ﷺ کے ایک خدا کو عجیب خیال کرتے۔ عربوں نے کعبہ کے ساتھ [illegible] طاغوت بنا رکھے تھے۔ یعنی جو خانہ کعبہ کے مماثل اس جیسے گھر بنا رکھے تھے۔ ان کا طواف کرتے۔ ان کی ایسے تعظیم کرتے جیسے کعبہ کی کی جاتی ہے۔ اس کے لیے بھی پاسبانی اور حجابہ کے لیے افراد قبیلہ ہوتے۔ [illegible] دیئے جاتے۔ قربانی کرتے، چڑھاوے چڑھاتے جیسے کہ کعبۃ اللہ کے لیے کرتے۔ [illegible] اس بات سے واقف تھے کہ خانہ کعبہ اس سے افضل ہے۔

"و کانت لقریش و بنی کنانة العزی بنخلة و کانت سدنتها وحجابها بنی شیبان من سلیم حلفاء بنی هاشم. حلفاء أبی طالب خاصه"(۱۰۱)

(ترجمہ: قریش اور بنی کنانہ کا بت عزیٰ تھا جو کہ نخلہ میں تھا۔ اس کی حفاظت و [illegible] و دیگر امور بنی شیبان کے پاس تھی جو کہ بنی ہاشم کے حلیف تھے۔ ابن ہشام کے مطابق [illegible] ابی طالب کے حلفاء میں سے تھے۔

"قال ابن اسحاق و کانت قریش قد انخذت صنما علی بئر فی جوف الکعبه یقال له هبل"

(قریش کا ایک بت ہبل بھی تھا جو کنویں کے پاس رکھتے، اسی طرح اہل طائف کا بت لات تھا جس کے امور اور حجابہ بنی معتب کے پاس تھی جو قبیلہ ثقیف سے تھے)

"واتخذوا اسافاً و نائله علی موضوع زمزم بنحرون عندهما"(۱۰۲)

ترجمہ: انہوں نے اساف نائلہ کے بت زمزم کے قریب رکھے، ان کے پاس بھی قربانی کرتے۔

---

۱۰۱۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج ا، ص ۶۵

۱۰۲۔ ایضاً، ج ا، ص ۶۴

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

سائبہ، بحیرہ، وصیلہ، حام۔

اوہام پرستی اور جہالت کا امتیاز یہی ہے کہ انسان حقائق سے دور مجازات و توہمات کے قریب ہو جاتا ہے۔ عرب سائبہ، بحیرہ، وصیلہ اور حام کے نام سے بعض جانوروں کو آزاد چھوڑ دیتے، پھر ان کی تعظیم و تکریم کا بھی رواج پڑا۔

سائبہ و بحیرہ

وہ اُونٹنی جو دس مرتبہ مادہ بچہ دے، اس کے بعد اسے سواری اور کام سے بری کر کے معظم و محترم جانتے تھے۔ پھر اگر کوئی اس کا بچہ ہوتا تو اسے بھی کام میں نہ لاتے بلکہ ماں ہی کی طرح آزاد کر دیتے تھے۔ اس کا کان کاٹ دیتے، اس کو بحیرہ کہتے تھے۔ بحیرہ و سائبہ کا دودھ بھی کوئی نہیں پیتا تھا، مگر مہمان پی سکتا تھا اور اس کو اچھا سمجھتے۔ وصیلۃ وہ بکری کہلاتی تھی جو دس بچے مادہ جنے پھر اس کو کسی کام میں نہ لاتے اور آزاد چھوڑ دیتے۔ بعد میں اس کے بچے ہوتے تو اسے مالک کی اولاد نرینہ کا حق متصور کرتے۔ اس کے مردہ بچے کا گوشت زن و مرد سب کھا سکتے تھے۔

حام: وہ نر اُونٹ ہوتا تھا جو دس مادہ بچے جنا چکے۔ اس کے بعد اسے سانڈ بنا کر چھوڑ دیا جاتا اور اس سے کوئی کام نہیں لیا جاتا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اس طرح کی ساری رسموں کو بند کر دیا۔ (۱۰۳)

لات: ثقیف کا بت چاہتا تھا۔ اس کے سُدانہ حجابہ بنی معتب بن ثقیف تھے۔

مناۃ: لاوس و الخزرج۔ عرب ان کی بہت عزت کرتے جیسے کعبہ کی عزت کرتے۔

ترجمہ: یہ اوس اور خزرج کا بت تھا اور ان کا جو ان کے دین پر چلے اہل یثرب میں سے ان کے سدانہ و حجابہ ہوتے اور ہدی۔

لها سدانة و حجابه، و نهدى اليها كما هدى للكعبه

و تطوف بها كطوافها بهاء تنحر عندها. (۱۰۴)

---

۱۰۳۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج ۱، ص ۶۵

۱۰۴۔ ایضاً، ج ۱، ص ۶۴

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ترجمہ: ان کے سدانہ و حجابہ ہوتے۔ ان کو ہدیے دیئے جاتے۔ جیسے کعبہ میں ہدیہ پیش کیے جاتے۔ ان کے مرد طواف کرتے جیسا کہ کعبہ کے گرد طواف کرتے ہیں اور ان کے پاس قربانی کرتے۔

**العزیٰ:**

کانت لقریش و بنی کنانه العزی بنخلة. السدنة: الذین یقومون بامر الکعبه.

ترجمہ: العزیٰ قریش اور بنی کنانہ کا نخلہ میں بت تھا۔ السدنۃ سے مراد وہ لوگ تھے جو کعبہ کے امور سرانجام دیتے۔

## قریش کی وجہ تسمیہ

قریش کو یہ نام کیوں دیا گیا اور سب سے پہلے یہ کس کے لیے استعمال ہوا؟ اس میں مختلف اقوال ہیں: ابن کلبی کہتا ہے کہ قریش کا معنی نسب کا دیوان ہے۔ یہ نہ کوئی باپ ہے نہ ماں، نہ مربی نہ مربیہ۔(۱۰۵)

ابن اسحاق کے مطابق النضر قریش ہے جو اس کی اولاد سے ہیں وہ قریشی ہے۔(۱۰۶) جو اس کی اولاد نہیں وہ قریشی نہیں۔

ولده فهو قرشی و من لم یکن من ولده فلیس بقرشی.

و یقال فهر بن مالک فهو قرشی و من لم یکن من ولده فلیس لقرشی.(۱۰۷)

قریش تقرش سے ہے تقرش کا معنی التجارة والاکتساب سے ہے۔

ابن اسحاق نے کہا کہ یہ کہا جاتا ہے:

سمعت قریش قریشا لتجمعها من بعد تفرقها. و یقال لتجمع التقرش.(۱۰۸)

---

۱۰۵۔ ابن جریر، تاریخ طبری، ج ا ص ۴۶

۱۰۶۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج ا، ص ۷۰

۱۰۷۔ ایضاً، ج ا ص ۷۰

۱۰۸۔ ابن جریر، تاریخ طبری، ج ا ص ۴۷، السہیلی، الروض الانف، ج ا ص ۷۰

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

قریش کی وجہ تسمیہ تفرقہ و پراگندگی کے بعد ان کا اکٹھا ہوتا ہے کیوں کہ جمع ہونے کو تقرش کہتے ہیں۔

قریش کا یہ نام ایک بحری جانور کے نام پر رکھا گیا جسے قرش کہتے ہیں جو دوسرے تمام بحری جانداروں کو کھا لیتا ہے۔

نضر بن کنانہ لوگوں کے حالات کی تفتیش کر کے اپنے مال سے ان کی حالت برابر کرتا تھا۔ قریش کے معنی تفتش کے ہیں۔ یہ شعر بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔ حارث بن معزہ۔

ایھا الناطق المقرش عنا　　عند عمرو فھل لھن انتھاء (۱۰۹)

(وہ شخص جو ہمیں عمرو کے ہاں دریافت کر رہا ہے کچھ ہماری مجبوریوں کی بھی خبر ہے؟)

جب تک قصی بن کلاب نے تمام بنونضر بن کنانہ کو یکجا نہیں کر لیا یہ بدستور بنونضر ہی رہے۔ جب سب جمع ہو گئے تو انہیں قریش کہا جانے لگا۔ تجمع ہی تقرش ہے۔ اس بناء پر عرب کہنے لگے۔

تقرش بنو النضر. یعنی تمام بنونضر جمع ہو گئے۔

یہ بھی کہا گیا کہ بنونضر کو قریش اس لیے کہا گیا کہ انہوں نے غارت گری چھوڑ دی تھی۔(۱۰۹ الف) ایک مرتبہ عبدالملک بن مروان نے محمد بن جبیر مطعم سے دریافت کیا کہ قریش کا یہ نام کس وقت ہوا۔ انہوں نے کہا کہ جب انتشار کے بعد قریش حرم میں جمع ہوئے اور یہ اجتماع تقرش ہے۔ عبدالملک نے کہا کہ میں نے یہ بات نہیں سنی۔ مجھے تو یہ معلوم ہے کہ قصی کو قرشی پکارا جاتا تھا اور اس سے پہلے قریش کا یہ نام نہیں تھا۔(۱۱۰)

حضرت اسماعیلؑ کی اولاد میں تولیت مکہ کچھ ہی وقت تک باقی رہی کہ ان کے ننھیال بنو جرہم نے یہ منصب ان سے لے لیا۔ بنو جرہم کی بد اعمالیوں کے بعد بنوخزاعہ نے بنو بکر کی مدد سے انہیں نکال باہر کیا اور متولی بنوخزاعہ بن بیٹھے۔

---

۱۰۹۔　ابن سعد، طبقات ابن سعد، ج ۱، ص ۸۷۔

۱۰۹۔ الف　ابن جریر، تاریخ طبری، ج ۱، ص ۴۷

۱۱۰۔　ایضاً

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

بنی اسماعیلؑ سے قصی وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنے اس منصب کو واپس لینے کے لیے کوئی قدم اٹھایا۔ اس میں کامیاب ہوئے اور انہوں نے مکہ معظّمہ میں قریش کی نہ صرف ولایت قائم کی بلکہ ایک منظم شہری مملکت کی بنیاد رکھی اور قریش کو مکہ میں اکٹھا کیا۔

## 2.6 قریش میں تولیت کعبہ اور مملکت مکہ کی واپسی

قال ابن اسحق: فولد کلاب بن مرة رجلین: قصی بن کلاب و زهرة بن کلاب

(ابن اسحاق کے مطابق کلاب کے دو بیٹے تھے، قصی بن کلاب اور زہرہ بن کلاب۔ اور ان کی ماں فاطمہ بنت سعد تھی)

"وامهما فاطمة بنت سعد ابن سهلؓ الجدرة بن جعثمه الازد من اليمن حلفاء بني والديل بن بكر بن عبد مناة بن كنانه".(۱۱۱)

ترجمہ: اور ان دونوں کی ماں فاطمہ بنت سعد ابن سہل الجدرہ بن جاثمہ یہ یمن کے ازد قبیلے سے تھیں۔ جو بنی دیل بن بکر بن عبدمناۃ بن کنانہ کے حلفاء میں سے تھے۔

### قصی بن کلاب

قصی کے والد کلاب بچپن ہی میں فوت ہو گئے۔ ان کی والدہ کا نکاح قبیلہ عذرہ بن سعد بن زید کے ایک نامی گرامی شخص ربیعہ بن خرام سے ہوا۔ وہ قصی اور ان کے بڑے بھائی زہرہ کو ساتھ لے گئیں۔ ربیعہ سے ان کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام رزاح بن ربیعہ تھا۔

جوان ہونے پر انہیں یہ معلوم ہوا کہ یہ ربیعہ میرا باپ نہیں۔ والدہ سے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ تیرا باپ اعلیٰ نسب کا ہے اور تمہاری قوم حجاز میں بستی ہے اور مکہ کے سردار ہیں۔ انہوں نے واپسی کا ارادہ کیا تو والدہ نے کہا کہ حج کا موسم آنے دو جب قافلے جائیں گے تو تم بھی ساتھ چلے جانا۔

قصی بن کلاب حجاز آئے تو وہیں رہنے کا فیصلہ کیا۔ اس وقت تک زہرہ زندہ تھے لیکن بصارت جاتی رہی تھی، انہوں نے بتایا کہ میں تمہارا بھائی ہوں اور انہوں نے قریب کیا اور پہچان لیا۔

بنو خزاعہ سے اس وقت مکہ کے متولی حلیل بن حبشیہ بن سلول بن کعب بن عمرو بن ربیعہ الخزاعی تھے۔ انہوں نے اس کی بیٹی حبّی سے نکاح کا پیغام بھیجا۔ اس نے نسب کی تفتیش کی اور شادی کر دی۔

---

۱۱۱۔ ابن سعد، طبقات، ج۱، ص ۸۸-۸۹

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

قصی کے چار بیٹے حُبّی بنت حلیل سے پیدا ہوئے:

عبدالدار، عبدمناف، عبدالعزیٰ، عبد بن قصی (۱۱۲)

ایک روایت کے مطابق حلیل بن حبشہ نے قصی کو خانہ کعبہ کی تولیت اور مکہ کی حکومت سنبھالنے کی وصیت کی۔ جبکہ دوسری روایت میں ہے کہ قصی نے ان سے خرید لی۔ (۱۱۳)

## 2.6.1 اخراج بنو بکر و خزاعہ

قصی کے دل میں یہ خیال آیا کہ خانہ کعبہ کی تولیت اور مکہ کی حکومت کے حقدار حضرت اسماعیلؑ کی اولاد ہے۔ قصی نے اس باب میں قریش اور بنی کنانہ سے بات کی اور اپنے بھائی رزاح کو مدد کے لیے بلایا۔

غوث بن مر کی اولاد کو پہلے یہ حق حاصل تھا کہ رمی جمار کر کے لوگوں کو اجازت دیتے۔ قصی نے دعویٰ کیا کہ یہ ہمارا حق ہے، اس معاملے پر لڑائی ہوئی اور صوفہ کو شکست کھانی پڑی۔ قصی نے رمی جمار کر کے لوگوں کو اجازت دی۔ اس زمانے سے افاضہ انہی کے خاندان سے ہے۔ یعنی قصی کی اولاد میں ہے۔

خزاعہ و بنی بکر اس بات پر قصی سے الگ ہوئے تو اس نے ان پر بھی حملہ کیا اور شکست دے دی۔ حَکَم نے فیصلہ کیا کہ:

۱۔ تولیت خانہ کعبہ اور مکہ کی حکومت کے حق دار قصی بن کلاب ہیں۔

۲۔ قصی نے جو خون کیا وہ میرے قدموں تلے پامال ہیں۔

۳۔ خزاعہ و بنی بکر نے قریش و بنی کنانہ کے جو خون کیے اس کا خون بہا دینا ہوگا۔

۴۔ قصی کے لیے تولیت خانہ کعبہ و حکومت مکہ خالی کر دی جائے۔

ابن اسحٰق کی روایت کے مطابق قصی ولایت کعبہ اور مکہ کا حاکم بن گیا:

---

۱۱۲۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ ج۱، ص ۷۶

۱۱۳۔ ابن سعد، طبقات، ج۱، ص ۹۰

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

"فولی قصی البیت و أمر مكة و جمع قومه من منازلهم و تملک علی قومه و اهل مكه. فملكوه الا انه قد أقر للعرب، ما كانوا عليه ذاک انه كان يراه دينا في نفسه لا ينبغي تغيره"(۱۱۴)

(ترجمہ: پس قصی بیت اللہ اور مکہ کا والی بنا۔ اس نے اپنی قوم کو جمع کیا اور انہیں مکہ میں بسایا۔ اپنی قوم اور اہل مکہ پر حکومت کی

کعب بن لوی سے قصی پہلے شخص تھے جسے حکومت ملی اور قوم نے اس کی اطاعت کی ... تمام یہ مناصب جسے چاہیں اجازت دیں۔

الحجابہ : خانہ کعبہ کی بردہ برداری، یا دربانی

السقایہ : حاجیوں کو پانی پلانا

والرفادہ : حاجیوں کے لیے کھانے کا انتظام کرنا

والندوہ : مشاورت، ایوان حکومت، مجلس شوریٰ

واللوا : علم جنگ بلند کرنا

عشر : اہل مکہ کے علاوہ جو مکہ میں داخل ہوگا قصی اس سے عشر وصول کرتے۔(۱۱۵)

وقال الشاعر:

قصی لعمری كان يدعى مجمعاً

به جمع الله القبائل من فهر

ترجمہ: میری عمر کی قسم قصی کو جمع کرنے والا کہا جاتا تھا
اُسی کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے فہر کے قبائل کو جمع کیا

---

۱۱۴۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج۱، ص ۸۷۔۸۸

۱۱۵۔ ابن سعد، طبقات، ج۱، ص ۹۲، ۹۴، ۹۵

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

قصی نے مکہ کے مختلف حصہ کر کے اپنی قوم میں تقسیم کر دیئے، اس میں قریش کی جماعتیں آباد ہیں۔ مکہ میں عضاۃ وسلم کے درخت بکثرت موجود تھے۔ انہیں کاٹنے سے قریش پر ہیبت طاری ہوئی تو قصی نے خود کاٹے کہ یہ تو محض مکانات و محلات بنانے کے لیے کاٹتے ہیں، خرابی چاہنے والوں پر خدا کی لعنت۔ یہ کہہ کر درخت کاٹے اور پھر سب نے تعاون کیا۔ اسی وجہ سے قصی کو مُجمِّع (جمع کرنے والا کہا جاتا ہے۔

## 2.6.2 قریش البطاح وظواہر

قصی نے قریش کی جماعتیں ابطح میں لا بسائیں یعنی یہ بطحاء وسیع و فراخ زمین کو کہتے ہیں، انہیں قریش البطاح کہا جاتا ہے۔

قبائل بنی معیص بن عامر بن لوی و بنی تیم ، بن غالب بن فھر و بنی محارب بن فھر.

ظہر مکہ یعنی اسے بالائی حصہ میں مقیم رہے، یہ ہی لوگ ظواہر کہلائے۔ البتہ ابو عبیدہ بن الجراح جو کہ حارث بن فہر سے تھا، بطحا میں آ بسے۔

فلو شهدتنى من قريش عصابة

قريش ابطاح لا قريش الظواهر

اے کاش قریش کی ایک جماعت میرے ساتھ ہوتی۔ اور یہ قریش بطاح ہوتے ظواہر نہ ہوتے۔

ابو كم قصى كان يدعى مجمّعا　　　به جمع الله القبائل من فهر

تمہارے ہی باپ قصی بن کلاب مجمع کیے جاتے تھے۔ انہی کی وجہ سے اللہ نے قبائل فہر کو اکھٹا کر دیا۔(۱۱۶)

---

۱۱۶۔ ابن سعد، طبقات، ج۱، ص ۹۶

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

### 2.6.3 حجاج کو کھانا کھلانے اور پانی پلانے کی رسم قصی نے ڈالی

قصی نے قریش کو جمع کیا اور انہیں اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ حجاج کی خدمت کریں۔

"یا معشر القریش انکم جیران اللّٰہ واھل بیتہ و اھل حرم. و ان الحجاج ضیف اللہ واھلہ و زوار بیتہ، وھم احق الضیف بالکرامۃ فاجعلوا لھم طعاماً و شراباً فی ایام الحج حتی بصد روا عنکم فافعلوہ. فکانوا یخرجون ذالک......"[117]

ترجمہ: اے معشر قریش! تم اللہ تعالیٰ کے پڑوسی اور اس کے گھر والے، حرم والے ہو حجاج اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں۔ اس کے گھر کے اور اس کے گھر کی زیارت کرنے والے ہیں۔ عزت کے ساتھ ان کی مہمان نوازی کے بڑے حقدار ہیں، پس ان کے لیے کھانا اور پانی کا انتظام حج کے ایام میں کرو۔ پس انہوں نے ایسا ہی کیا۔ وہ ہر سال اپنے مالوں میں اسے دے دیتے، وہ ان پیسوں سے حجاج کے لیے اکرام کرتا، ایام منیٰ میں یہاں تک کہ حج پورا ہو جاتا۔

جاہلیت میں اس کا یہ کام جاری ہوا۔ اسلام نے بھی اسے باقی رکھا اور آج تک یہ سلسلہ جاری ہے، اب سلطان یہ کام کرتا ہے۔

### 2.6.4 تمام اختیارات عبدالدار کے حوالے

قصی نے تمام اختیارات وفات سے قبل عبدالدار کے حوالے کر دیئے اور کہا کہ کوئی کعبہ میں داخل نہ ہو گا، جب تک کہ تو اس کے لیے اس کا دروازہ نہ کھولے۔ جنگ کا جھنڈا صرف تیرے ہاتھ سے باندھا جائے گا۔ تیرے ہاتھ سے پانی پیا اور کھانا کھایا جائے گا اور قریش کے معاملات تیرے گھر میں طے ہوں گے۔

---

۱۱۷۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج۱، ص ۸۹

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ولا بعقد لقريش لواء لحربها الا انت بيدك ولا يشرب أحد بمكة الا من سقايتك ولا يأكل احد من اهل الموسم طعاماً الا طعامك ولا يقطع قريش امراً من امورها الا في دارك فاعطاه داره' دارالندوة التي لا تقضى قريش امرأ من امورها الا فيه واعطاه الحجابه و اللواء، والسقايه، والرفادة.(۱۱۸)

## 2.7 اختلاف قریش

قصی کے بعد اس کے بیٹوں نے جن کی تعداد چار تھی۔ قوم پر حکمران بن کر شہر مکہ کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا اور ایک ایک حصہ کے مالک ہو گئے۔ قصی نے تو اسے پوری قوم کی جاگیر بنایا تھا مگر اس کے بیٹوں نے اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر اس کے مالک بن گئے۔ قریش نے اس بات سے بھی اتفاق کیے رکھا یہاں تک کہ بنی عبد مناف بن قصی کے بیٹوں عبدالشمس، ہاشم، نوفل اور مطلب نے تجویز کیا کہ قصی نے جو خاص خدمات عبدالدار کے حوالے کی تھیں، ہم ان کے حق دار ہیں۔ وجہ یہ تھی کہ عبد مناف اپنے تئیں عبدالدار سے بہتر و افضل جانتے تھے۔ اس طرح قریش میں توڑ ہوا۔ ایک گروہ کا خیال تھا کہ عبدمناف کی اولاد اس کی حقدار ہے۔ جبکہ دوسرے لوگوں کا خیال تھا کہ عبدالدار بڑا تھا اور قصی نے جو امور انہیں عطا کیے ان ہی کے پاس ہونے چاہئیں۔ ان کا سردار عامر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار تھا۔

- عبدمناف کے ساتھ جو خاندان تھے:

بنو اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی. بنو زهره بن كلاب، بنو تيم بن مرة بن كعب، بنو الحرث بن فهر بن مالك بن النصر بن مع عبد مناف.(۱۱۹)

- عبد الدار کے ساتھ جو خاندان تھے:

بنو مخذوم بن يقظه' بن مرة' بنو سهم، بن عمر بن حصيص بن كعب، بنو جمع بن عمر بن هيص بن كعب. بنو عدى بن كعب'.

اس طرح بنو فہر میں لڑائی کی تیاری ہوئی۔

۱۱۸۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج۱، ص ۸۹

۱۱۹۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج۱، ص ۹۰

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

☆ دو خاندانوں نے کسی کا ساتھ نہ دیا۔ عامر بن معری اور محارب بن فہر۔ اور ایک دوسرے کے مدمقابل آئے۔ باہم معاہدہ ہوا۔ ہر گروہ کے شرکاء نے لڑائی میں ساتھ دینے کے لیے حلف اٹھائے۔

"فعقد کل قوم علی امرھم حلفاً مؤکدا علی ان لا یتخاذلوا ولا یسلم بعضھم بعضا مابل بحر صوفہ"(۱۲۰)

''ہر گروہ نے اپنے معاملہ میں حلف لیا کہ نہ تو کسی کو رسوا کریں گے اور نہ دوسرے کے سپرد کریں گے جب تک کہ پانی میں صوف کو بھگونے کی صفت باقی ہے''۔

## 2.7.1 مطیبین اور احلاف

عبد مناف کی بعض عورتوں نے خوشبو کا ایک شاہ کا کاسہ نکالا اور خانہ کعبہ کے سامنے رکھا۔ تو شرکاء معاہدہ اس میں اپنا ہاتھ ڈالتے اور حلف اٹھاتے اور خانہ کعبہ کا ہاتھوں سے مسح کرتے کہ معاہدہ مزید موثق ہو جائے کہ اپنی جماعت کو مخذل نہ کریں گے اور اپنے سے کسی کو مقابل کے سپرد نہ کریں گے اور یہ معاہدہ اس وقت تک قائم رہے گا جب تک دریا میں بھیڑ اور دنبے کی اُون کو تر کرنے کی صلاحیت باقی رہے۔

اس زمانہ میں قول و قرار کو مؤکد کرنے کے لیے یہ ہی محاورہ استعمال ہوتا تھا۔ مطلب یہ تھا کہ کبھی اس کی خلاف ورزی نہ کریں گے۔(۱۲۱)

جبکہ بنی عبدالدار اور ان کے ہمنواؤں نے خون کا بھرا ہوا ایک کاسہ نکالا جس میں ہاتھ ڈال کر انہوں نے عہد کیا کہ اپنی جماعت کو رسوا نہ ہونے دیں گے۔ جب تک کہ دریا میں روئی تر ہوتی رہے گی۔ (مابل بحر صوفہ) انہیں احلاف کہا گیا۔(۱۲۲) جبکہ خوشبوؤں میں ہاتھ ڈال کر عہد کرنے والوں کو مطیبین کہا گیا۔

---

۱۲۰۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج۱،ص ۹۰

۱۲۱۔ ابن سعد، طبقات، ج۱،ص ۱۰۶

۱۲۲۔ ایضاً

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

## 2.7.2 مصالحت

جنگ کی تیاری ہوئی۔ دونوں جماعتیں آمادہ پیکار تھیں کہ سلسلۂ مصالحت شروع ہوا۔ بالآخر قوم کے معززین نے آگے بڑھ کر صلح کروائی اور اس سے بچ گئے اور فیصلہ یہ ہوا کہ: ''سقایہ و رفادہ بنی عبد مناف کے پاس آئے گا جبکہ حجابہ و لواء اور دارالندوۃ بدستور بنی عبدالدار کے پاس ہوگا۔

یوں جنگ تو ٹل گئی مگر قبیلہ کے گھرانوں کا جو اتفاق اور جتھہ بندی جس طرح ہوئی وہ اسی طرح قائم رہی۔ اسلام کے زمانہ تک اس میں کوئی فرق نہ آیا۔ اسلام نے اس معاہدے کو اور زیادہ پائیدار و مستحکم بنا دیا۔

> حتی جاء اللّٰہ تعالیٰ بلا سلام فقال رسول اللّٰہ ﷺ ما کان من حلف فی الجاھلیۃ فان الاسلام لم یزدہ اِلاَّ شدہ.(۱۲۳)

دارالندوۃ پر فرزندان عبدالدار متصرف ہوئے تا آنکہ عکرمہ بن عامر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار سے حضرت معاویہؓ نے اپنے عہد میں خرید لیا اور اسے دارالامارہ بنایا۔ یہ آج تک بعہد مصنف خلفاء ہی کے پاس ہے۔(۱۲۴)

## 2.7.3 بنی عبد مناف کی قومی خدمات

عبد مناف کے چھ بیٹے تھے اور چھ بیٹیاں تھیں۔ ان میں عبدالمطلب، ہاشم، عبدالشمس اور نوفل نے بڑی شہرت پائی۔ اور اپنی قوم کے لیے بڑی خدمات سرانجام دیں۔ انھوں نے درج ذیل امور سرانجام دیئے۔

مطلب: یہ بڑے لڑکے تھے۔

### شاہ حبشہ سے تجارتی معاہدہ

قریش کے لیے نجاشی، شاہ حبشہ سے تجارتی معاہدہ کیا تاکہ قریش اس ملک میں تجارت کر سکیں۔

---

۱۲۳۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج۱،ص ۹۰

۱۲۴۔ ابن سعد، طبقات، ج۱،ص ۱۰۷

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ہاشم جن کا نام عمر تھا۔ انہوں نے ہرقل جو کہ فرمانروائے شام و روم تھا، سے معاہدہ کیا کہ قریش کے قافلے امن و حفاظت کے ساتھ سفر کر سکیں۔(۱۲۵)

کسریٰ ایران سے نوفل بن عبد مناف نے اجازت نامہ حاصل کیا کہ قریش عراق میں سفر تجارت کر سکیں۔(۱۲۶)

## 2.7.4 سقایہ و رفادہ ہاشم بن عبد مناف

بنی عبد مناف نے اس منصب کو خوب نبھایا۔ حج کے موسم میں قریش کو اللہ تعالیٰ کے مہمانوں کی خدمت پر ابھارتے اور جو پیسہ جمع ہوتا، حجاج کی خدمت کرتے۔ حجاج کے لیے ثرید تیار کرتے۔ اس سبب سے ان کا نام ہاشم پڑا کہ شوربے میں روٹی توڑ توڑ کر کھلاتے تھے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مکہ میں قحط پڑا تو ہاشم شام سے گندم یا اس کی روٹی لایا۔ جن اونٹوں پر سامان آیا اسے ذبح کروایا، گوشت تیار کر کے روٹی بھگو کر نرم کر کے کھلائی تو ہاشم کے نام سے ملقب ہوا۔

## 2.7.5 گرمی و سردی کا سفر

وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے سال میں دو مرتبہ بغرض تجارت سفر کے طریقے نکالے۔ ایک سفر جاڑے میں کرتے جس میں یمن و حبشہ تک جاتے، نجاشی حبشہ انکی عزت و احترام کرتا اور انہیں عطیات دیتا۔ جبکہ گرمیوں میں امۃ الصیف جس میں شام تک جاتے۔ کبھی غزہ سے انقرہ تک پہنچے۔ جسے آپ انگورہ کہتے ہیں۔ اور قیصر روم سے ہدیہ حاصل کرتے۔

عمر الذی هشم الثرید لقومه      قوم بمکه مسنتین عجاف

عمرو العلی هشم الثرید لقومه      و رجال مکه سنتین عجاف(۱۲۷)

---

۱۲۵۔ ابن سعد، طبقات، ص ۱۰۴، ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج ۱، ص ۹۴

۱۲۶۔ ابن سعد، طبقات، ص ۱۰۴

۱۲۷۔ ابن سعد۔ طبقات، ج ۱، ص ۱۰۵۔

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

سنت الیہ الرحلتان کلاھما

سفر الشتاء و رحلة الایلاف(۱۲۸)

ترجمہ: بلند مرتبہ عمرو نے اپنی قوم کے لیے روٹیاں توڑ کر ثرید تیار کی۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے کہ مکہ کے لوگ قحط زدہ اور لاغر ہو رہے تھے۔ اسی نے دو سفروں کی سنت جاری کی۔ اسی نے ایلاف کے قافلے اور گرمی کا سفر جاری رکھا۔

ہاشم نے سفر تجارت شروع کیا تو راستہ یعنی مدینہ میں قیام کے دوران ایک عورت پر نظر پڑی جو شرافت و جمال کا پیکر تھی۔ اس کا نام سلمٰی بنتِ عمر تھا اور وہ بنی نجار سے تھی آپ نے انہیں شادی کا پیغام بھیجا جو قبول ہوا۔ اس قافلہ میں بنو عبد مناف، بنی مخزوم، اور بنی سہم تھے۔ ان کے علاوہ دوسرے لوگ بھی اس میں شریک ہوئے۔ ان سے عبد المطلب پیدا ہوئے۔ ان کا شیبہ تھا کیونکہ سر پر کچھ بال سفید تھے۔ ہاشم تو سفر میں غزہ پہنچ کر بیمار ہوئے اور وہیں فوت ہو گئے۔

ہاشم کے بعد تولیت سقایہ رفادہ مطلب کے پاس آیا۔ انہیں کسی نے خبر دی کہ ایک بچہ مدینہ میں جب تیر نشانہ پر لگاتا ہے تو اعلان کرتا ہے کہ میں ہاشم کی اولاد ہوں۔ مطلب کو خبر ملی تو فوراً اپنے بھتیجے کو لینے چل دیے اور واپس آیا تو شیبہ پیچھے سوار تھا۔ لوگوں نے انہیں مطلب کا غلام سمجھا۔ یعنی عبدالمطلب نے خانہ کعبہ میں لوگوں سے آپ کا تعارف کروایا۔(۱۲۹)

مطلب بن عبد مناف نے تجارت کی غرض سے یمن کا سفر کیا اور مقام ردمان میں انتقال کر گئے۔ ان کے بعد رفادہ و سقایہ کی تولیت عبد المطلب کے پاس آئی۔(۱۳۰)

---

۱۲۸۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج ۱، ص ۹۵۔

۱۲۹۔ ابن سعد، طبقات، ج ۱، ص ۱۰۴

۱۳۰۔ ابن ہشام کے مطابق یہ ردمان ہے۔ ج ۱، ص ۹۵،

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ابن حبیب نے بھی اپنی کتاب المحبر میں یہ بات تفصیل سے درج کی۔

فکان متجر (هاشم) إلى الشام، فهلک بغزه وکان هاشم أول من رحل الرحلتين

ترجمہ: ہاشم شام کی تجارت کرتے تھے۔ پس غزہ میں آپ کا انتقال ہوا۔ آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے دو تجارتی سفروں کی طرح ڈالی۔

و يقول الحارث وكان اخاه لامه:

| | |
|---|---|
| والله ما هاشم ليس أخا واحد | والله ما هاشم بناقص كاسد |
| والخير في ثوبه في جفرة الاحد | الآخذ الإلف والوافد للقائد |
| مات الندى بالشأم يوم ثوى كما | اودى بغز هاشم لا يبعد |

١. وكان متجر عبد (الشمس) الى الحبشه فمات بمكة.

٢. وكان متجر (المطلب) الى اليمن فمات بموضع يقال له ردمان.

٣. وكان متجر (نوفل) إلى العراق فمات بموضع يقال له سلمان. وكان اخذه الايلاف من الملوك ومن أشراف القبائل. فهؤلاء سادة قريش و فاعشرهم

۱۔ (ترجمہ) عبدالشمس حبشہ کی تجارت کرتے تھے وہ مکہ میں فوت ہوئے۔

۲۔ ترجمہ: مطلب یمن کی تجارت کرتے وہ یمن میں ایک مقام ردمان میں فوت ہوئے۔

۳۔ ترجمہ: نوفل عراق کی تجارت کرتے، وہ عراق کے راستے میں ایک مقام سلمان میں انتقال کر گئے۔

یہ حضرات بادشاہوں اور قبائل کے سرداروں سے پرامن سفر کے اجازت نامے اور معاہدے حاصل کرتے اور یہ قریش کے سردار تھے۔

وقال مطرود بن كعب الخزاعي:

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

قبر بردمان، و قبر بسلمان، و قبر عند غزات

و میت مات قریبا لدی الحجون من شرق الثنیات(۱۳۱)

## 2.8 عبدالمطلب کی تولیت سقایہ و رفادہ

مطلب کی وفات کے بعد ان کے بھتیجے عبدالمطلب بن ہاشم نے سقایہ و رفادہ کے مناصب سنبھالے۔ اور اپنی قوم میں وہ عزت و وجاہت پیدا کی جو اس سے قبل کسی کو حاصل نہ ہوئی۔ قوم میں اس قدر محبوب و دلعزیز کوئی نہ ہوا تھا۔

### 2.8.1 چاہ زمزم کی کھدائی

حضرت عبدالمطلب کی ایک خاص فضیلت و شرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں خواب میں آب زمزم کے کنویں کی نشاندہی کی اور انہوں نے اس کو کھودا اور دوبارہ کنویں کو جاری کیا۔ یہ کنواں بنو جرہم چھوڑ گئے ہوئے پاٹ گئے تھے۔ اس میں سے سونے کے دو ہرن اور تلواریں نکلیں۔ حضرت عبدالمطلب نے اس میں دیگر خاندان قریش کو شریک کرنے سے انکار کیا۔ یہ صرف ہمارے خاندان کا شرف ہے جو خدا نے دیا۔ جب قوم نے اس بات میں جھگڑا کیا تو ایک کاہن کی طرف فیصلہ کے لیے روانہ ہوئے۔ جس کا قیام ملک شام میں تھا۔

راستہ میں عبدالمطلب کا پانی ختم ہوا، جاں بلب ہوئے۔ دیگر قبائل کے لوگوں کے پاس پانی تھا پر نہ دیا۔ حضرت عبدالمطلب نے مرنے کی بجائے پانی تلاش کرنے کی جستجو کی۔ جونہی سانڈنی کو اٹھایا اس کے سم سے پانی نکل آیا۔ پانی دیکھتے ہیں ان کے رفقاء نے صدائے تکبیر بلند کی۔ سیراب ہوئے اور دوسروں کو بھی پانی دیا۔ یہ حال دیکھ کر ان لوگوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے حق میں فیصلہ دے دیا۔ اس نے تمہیں چاہ زمزم بخشا ہم اس میں تم سے جھگڑا نہیں کریں گے۔(۱۳۲)

### 2.8.2 عبدالمطلب کی نذر

عبدالمطلب نے نذر مانی کہ دس بیٹے ہوئے اور بالغ ہوئے تو ایک اللہ کے نام پر قربان کریں گے۔ عبدالمطلب نے وفائے نذر کا ارادہ کیا۔ بیٹوں سے کہا تو وہ راضی ہوئے کہ جو حکم، حضرت عبداللہ کا نکلا۔

---

۱۳۱۔ ابن حبیب، محمد بن حبیب، کتاب المحبر، دار نشر الکتب الاسلامیہ، لاہور، پاکستان، ص ۶۳۔

۱۳۲۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج۱، ص ۹۸-۹۹

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

قرعہ حضرت عبداللہ کے نام نکلا، وہ انہیں بہت محبوب تھے اور چھوٹے تھے۔ لوگوں نے انہیں [illegible] سے کو کہا۔ ان کے ننھیال نے کہا کہ انہیں قربان نہ کرو اور جتنا مال ہو صدقہ کر دیتے ہیں۔ طے ہوا کہ کاہنہ سے مشورہ کیا جائے۔ کاہنہ نے پوچھا کہ تمہارے ہاں ایک آدمی کی دیت کتنی ہے؟ انہوں نے کہا دس اونٹ۔ اس نے کہا کہ دس اونٹ ایک طرف رکھو اور ایک طرف عبداللہ کا نام رکھو۔ اگر عبداللہ کا نام نکلے تو [illegible] اسی طرح کرتے رہو یہاں تک کہ اونٹوں کا نام نکل آئے۔

اُونٹوں کی تعداد سو ہونے پر حضرت عبداللہ کا نام نکلا۔ اسے تین مرتبہ جانچ کیا گیا تب اونٹوں [illegible] کر کے چھوڑ دیا کہ جس کا جی چاہے لے جائے۔

حضرت عبداللہ کی شادی خاندان بنو زہرہ کے سردار وہب بن عبد مناف بن زہرہ سے طے ہو گئی۔ وہ ان کے گھر آئے اور حضرت آمنہ سے نکاح کر دیا۔ جن سے حضرت محمد ﷺ پیدا ہوئے اور حضرت عبداللہ آنحضرت ﷺ کی پیدائش سے پہلے ہی مدینہ سے واپسی پر وفات پا گئے تھے۔(۱۳۳)

---

۱۳۳۔ ابن سعد، طبقات، ج ۱، ص ۱۲۷، ۱۳۷

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔
mushtaqkhan.iiui@gmail.com

# فصل سوم

# عرب کی حکومتیں

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

# فصل سوم: عرب کی حکومتیں

## 3 ''الدولۃ المعینیہ''

جزیرہ نما عرب میں اب تک جن حکومتوں اور سلطنتوں کی خبر ملتی ہے ان میں سلطنت معین سب سے پہلی ہے۔ اس کے حالات مستند حوالوں سے کتب میں موجود ہیں۔(۱۳۴) جبکہ اسلامی تاریخ میں اس سلطنت کا ذکر نہیں ملتا ہاں ''معین'' نامی ایک شہر، قلعہ کا ذکر ہے جو کہ یمن میں ہے۔

"تعدّ الدولة المعينية من اقدم الدول العربيه التى بلعنا خبرلها"(۱۳۵)

''ترجمہ: دولت معینیہ کا شمار ان پہلی عربی سلطنتوں میں ہوتا ہے جس کی خبریں ہم تک پہنچی ہیں''۔

بعض علماء کی رائے کے مطابق اس کا زمانہ ۱۳۰۰-۶۳۰ قبل مسیح ہے۔(۱۳۶)

اس کا دارالخلافہ ''قرن'' تھا۔ Carna Karne

اس سلطنت کے شہر قوم سباء کے شہروں کے شمال میں تھے۔ جبکہ حضر موت، معین کے شہروں کے مشرق میں واقع ہے۔(۱۳۷)

اس سلطنت کی تفصیلات کا کھوج لگانے کے لیے کئی سیاحوں نے کوشش کی جو کہ قابل ذکر ہیں۔

- یوسف ہالویہ Joseph Holevy نے اس کی سیاحت کی اور نقوش و آثار جمع کیے۔ بعد ازاں محمد توفیق اور الدکتور احمد فخری نے اس کی سیاحت کی اور ان کے آثار سے معلومات جمع کیں۔

---

۱۳۴۔ الحموی، الشیخ الامام شہاب الدین ابی عبداللہ یاقوت بن عبداللہ البغدادی، معجم البلدان، دار صادر، بیروت، ج ۵، ص ...

۱۳۵۔ جواد علی، المفصل، ج ۲، ص ۷۳

۱۳۶۔ جواد علی، المفصل، ج ۲، ص ۷۹

۱۳۷۔ جواد علی، المفصل، ج ۲، ص ۷۴

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

یہ سلطنت جوف یمن میں پھلی پھولی۔ جوف وہ علاقہ ہے جو نجران اور حضرموت کے درمیان ہے۔ والجوف أرض خصبة ذات مياه.(۱۳۸)اور جوف سرسبز و شاداب زمین ہے جہاں کثرت سے پانی پایا جاتا ہے۔ یہ سطح سمندر سے ۱۱۰۰ فٹ بلند ہے۔ اس کے تین اطراف سے پہاڑ ہے۔

تاریخ نگاروں کی رائے میں تورات میں لفظ ماعون، معون اُو معونم اور معینم Meunim Meinim اس سے مراد ''المعینیون'' ہیں۔

اس سے مراد وہ باشندے ہیں جو النقب سے طور سینا تک پھیلے ہوئے ہیں۔ ... petra کے رہنے والے ہیں۔ توراۃ میں یہ ذکر آخر میں قبائل عرب کے ذکر کے ساتھ ہے۔(۱۳۹)

اس میں مختلف آراء ہیں۔ بعض کے خیال میں یہ ۵۰ ق م اور ۱۰۰ ق م سے پہلے ختم ہو چکی تھی جبکہ بعض کی رائے میں یہ ۱۰۰ء میں ختم ہوئی۔

## 3.1 حکومت معین

سلطنت معین کا ایک حاکم ہوتا تھا جس کو ملک کہا جاتا تھا۔ اس بات کی اجازت تھی کہ ... ایک دو یا تین شخص اس لقب میں شرکت اختیار کریں۔ وہ اس کے بیٹے یا بھائی ہو سکتے ہیں۔

سلطنت میں دراصل چھوٹے چھوٹے شہروں کی حکومتوں پر مشتمل ایک بڑی حکومت تھی۔ ہر شہر ایک چھوٹی حکومت تھی۔ ہر حکومت کا اپنا خاص خدا تھا اور اپنی دینی حیثیت تھی۔ اس اجتماع کو خوعم کہتے تھے۔ ... معنی رمۃ، قوم اور جماعت کے ہیں۔

سلطنت معین اسی علاقہ تک محدود نہ تھی بلکہ یہ یمن سے باہر تک پھیل گئی۔ ان کی ثقافت اور حکومت کے نقش دور تک قائم ہیں۔ ان کے زیر اثر علاقہ میں اعالی الحجاز (حجاز کا اوپر کا علاقہ) حتیٰ ... فلسطین شامل تھے۔

---

۱۳۸۔ جوادعلی، المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، ج۲، ص ۷۶

۱۳۹۔ اخبار الایام لاول، الاصحاح الرابع، آلایہ ۴۱، بحوالہ جوادعلی، المفصل، ج۲، ص ۷۷

۱۴۰۔ جوادعلی، المفصل، ج۲، ص ۱۰۹

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

"العلاء" سے مراد موضع "دیدان" ہے جو تورات میں Ulat علت کے نام سے ہے۔ جس سے مراد العلاء یعنی شمالی عرب کے قبائل مراد ہیں۔

"وقد معتدبه فیها شعب عربی من الشعوب العربیه الشمالیه"(۱۴۱)

دولۃ معین کے اکثر محققین کی رائے یہ ہے یہ منطقہ (یعنی منطقہ دیدان) اور اس کے ارد گرد کے علاقہ سلطنت معین کا حصہ تھے اور یہ سرزمین ان کے تابع تھی۔ ان کا درجہ درجہ کبر یہ کبیر کا تھا اور یہ لوگ سلطنت معین کے نام ہی سے حکومت کرتے تھے۔ ڈاکٹر جواد کی رائے ہے کہ:

"و معنی هذا ان دولة معین، کانت تحکم من معین کل ما یقال له الحجاز فی عرب هذا الیوم الی فلسطین وان هذا الارض خاضعة لها اذا ذاک"(۱۴۲)

"ترجمہ: اس کے معانی یہ ہیں کہ دولۃ معین کا حکم معین سے لے کر حجاز اور آج کل جسے فلسطین کہتے ہیں، کی سرزمین ان کے تابع تھی"۔

## 3.2 نظم حکومت

سلطنت معین کے کتبوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حاکم مطلق العنان نہیں تھے۔ کہ جو چاہتے کرتے اور ظلم کرے۔ وہ معتدل مزاج حکمران تھے۔ اقرباء، روساء اور سرداران قریش سے مشاورت کرتے اور پھر حکم صادر کرتے۔ ان کے احکام و رسوم ان کے اللہ کے نام سے شروع ہوتے اور پھر بادشاہ کا نام آتا۔

### مجلس مشاورت

ہر شہری حکومت کی ایک مجلس شوریٰ تھی۔ روساء زمانہ امن و جنگ میں باہم مشاورت کرتے، وہ لوگ خصومات یعنی لوگوں کے درمیان تنازعات کا فیصلہ کرتے اور امت کے مختلف امور پر غور کرتے۔

روساء قبائل ایک مجلسی مقام تعمیر کرتے جہاں مجالس منعقد ہوتیں جن میں اجتماعی معاملات طے کرتے اور لوگوں کے درمیان تصفیہ کرتے اور اہم فیصلے ہوتے۔ یہ دار المجالس "مزود" یا مزاود کے نام سے متعارف تھے۔

---

۱۴۱۔ جواد علی، المفصل، ج۲، ص ۱۰۹

۱۴۲۔ جواد علی، المفصل، ج۲، ص ۱۲۰، ۱۲۱

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ڈاکٹر جواد علی کی رائے میں یہ دارالندوۃ کی مشابہ کوئی ادارہ ہو گا جیسا کہ وہاں [illegible]
و جنگ کے امور طے ہوتے تھے۔

"ویمکن تشبیه المزود بدار الندوة عند اهل مكة، وهی دار القصی بن کلاب [illegible]
كانت قريش لا تفضی أمراً، اِلَّا فيها، يتشاورون فيها في [illegible]
والحروب"(۱۴۳)

(ہر شہر کا ایک مزد یعنی مجلس مشاورت تھی اور ممکن ہے کہ مزد اہل مکہ کے دارالندوہ [illegible]
ہو جو کہ قصی کا گھر تھا جہاں قریش اپنے امور کا فیصلہ کرتے اور امن و جنگ کے [illegible]
مشورہ کرتے۔

## کبر یا کبیر (کبراء)

ان قطعات اور شہری حکومتوں کے سردار یا حکم کبر، یا کبیر کے نام سے معروف تھے۔ [illegible]
حکومت کرتے اور یہ لوگ تحریر میں یا کسی حکم نامہ میں سب سلطنت معین کا نام ہی درج کرتے۔ [illegible]
خداؤں کا نام آتا پھر ملک کا اور پھر کبیر کا نام آتا۔ یہ ان کے کتبات سے ظاہر ہوتا ہے۔

## 3.3 تجارت

سلطنت معین میں تجارت کا سلسلہ یمن سے لے کر یونان تک پھیلا ہوا تھا۔ محققین [illegible]
معین مصر تک آئے اور وہیں تجارت کی غرض سے مستقل سکونت اختیار کر لی جنہیں معین مصر [illegible] جاتا ہے۔
تورات میں ذکر ہے کہ الدیدانین وہ قبائل تھے جو سوق میں مال لے جایا کرتے تھے۔

"وذكر في التورات ان الديدانيين كانوا من شعوب التی ترسل حاصلاتها [illegible]
سوق"(۱۴۴)

ایسے نقوش اور کتبات محققین نے دریافت کیے جن میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ [illegible] کے ساتھ
بھی تجارت کرتے تھے اور وہاں قیام کرتے۔

---

۱۴۳۔ جواد علی، المفصل، ج۲، ص ۱۰۹

۱۴۴۔ حز قیال، الاصحاح السابعه والعبرون، الآیة ۲۰، بحوالہ، جواد علی، المفصل، ج۲، ص ۲۰

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

"وورد في اليونانيه: "يا ود إله معين يا ود"

یہ تحریر اس بات کی علامت ہے کہ یہ لوگ یونان میں بسے مگر اپنے خداؤں کی عبادت ترک نہ کی اور اس دین پر قائم رہے۔

اور یہ لوگ ان شہروں میں بغرض تجارت ہی آئے تھے۔

"فلعلها كانت لتصل بيلادها، و تتاجر، و تتراسل، معها، تصدر اليها حاصلات اليونان، و تستور دمنها حاصلات اليمن والعربيه الجنوبيه وافريقيه و الهند و تعمل مع اليونان شركة أو تعاوناً فى اسواق التجارة العالميه ذالك"(۱۴۵)

"ترجمہ: "ہوسکتا ہے کہ ان شہروں سے تجارت اور دیگر تعلقات ہوں۔ یونان سے سامان حاصل کیا جاتا ہو اور یمن، افریقہ اور ہند اور اس طرح عالمی تجارت میں ان سے شرکت تعاون کا سلسلہ جاری ہو"۔

### 3.3.1 محاصل حکومت

کتبات سے یہ بھی علم ہوا کہ وہ محصول یا جزیہ وصول کرتے تھے جنہیں "فرعم" کہا جاتا تھا یعنی (فرض) اور ایک ٹیکس "عشرم" کے نام سے معروف تھا۔ یعنی عشر دسواں حصہ وصول کرنا اسلام نے بھی عشر کو نافذ کیا(۱۴۶)

### 3.3.2 معابد

سلطنت معین میں معابد خانوں کی کافی اہمیت تھی۔ انہیں نذر و ہدایہ دیئے جاتے تھے۔ جب کوئی شخص مرض سے شفایاب ہوتا، یا سفر سے محفوظ لوٹتا، غزوہ یا جنگ سے واپس لوٹتا، فصل کی پیداوار اچھی ہوتی یا تجارت میں نفع کماتا، ایسے میں ان معبودوں یا عبادت خانوں میں نذر دی جاتی۔ اس لیے عبادت خانے یا معبود یعنی بت کی ہاں خوب پیسے ہوتے۔ گویا یہ لوگ اس طرح اپنے معبودوں کے قریب ہوتے۔ معین کے خداؤں کے مشہور نام یہ ملے ہیں:

---

۱۴۵۔ جواد علی، المفصل، ج۲، ص ۱۲۴

۱۴۶۔ جواد علی، المفصل، ج۲، ص ۱۱۰

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

۱۔ عشتر، ود، نکرح: ان کے لیے یہ جملہ لکھا ہوتا:

"الالت معن" الھة معن.(۱۴۷) یعنی معین کے خدا۔

### 3.4 حضر موت

حضر موت کی حکومت و سلطنت معین کی معاصر تھی۔ یہ تقریباً میلادِ عیسیٰؑ سے تقریباً سو سال پہلے ختم ہو گئی۔ اس کی حکومت جنوبی حضر موت کے ساحلوں پر تھی۔

اکثر محققین کی یہ رائے ہے کہ حضر موت ایک شخص تھا جس کے نام پر اس خطہ ارضی کا نام رکھا گیا تھا یعنی وہ جگہ وہ مقام جہاں اس کی موت واقع ہوئی۔ یہ شخص ابن یقطن اُو قحطان تھا۔(۱۴۸) تورات میں اس کا ذکر موجود ہے:

"هزر ماوت" حزر ماوت

یہ کہ یقطن کے بیٹوں میں سے تیسرا بیٹا تھا۔(۱۴۹) حضر موت کا لغوی معنی "دارالموت" ہے۔ (وادی الموت) اسلامی تواریخ میں بھی یہ اسی طرح سے وارد ہے:

"قال ابن الكلبي: و سمعت بحضر موت بن يقطن ابن عابر بن شالخ"(۱۵۰)

ترجمہ: ابن قلبی کے مطابق سلسلہ نسب یہ ہے حضر موت بن یقطن بن عابر بن شالخ

### 3.4.1 حکومت کی ابتداء شعب سے ہوئی

حضر موت کے حکام کے احوال کی خبر جنوبی یمن کی دوسری حکومتوں کی طرح کچھ زیادہ نہیں ہے۔ حضر موت سے ملنے والے کتبات اور نقوش سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ پہلے پہل مکربین شعب حضر موت پہ حکومت کی تھی۔ کلبی نے حضر موت کے بعض ایسے حکام کا ذکر کیا۔ ابھی یہ شعب مملکت میں تبدیل نہیں ہوا تھا۔ جنہوں نے بعد میں حکام کی شکل اختیار کر لی۔

---

۱۴۷۔ جواد علی، المفصل، ج۲، ص۱۱۴

۱۴۸۔ جواد علی، المفصل، ج۲، ص۱۱۴

۱۴۹۔ التکوین الاصحاح العاشہ آلایۃ ۲۶۔ اخبار الایام اوّل بحوالہ جواد علی، المفصل، ج۲، ص۳۰

۱۵۰۔ یاقوت الحموی، معجم البلدان ج۳، ص۲۹۲

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ان میں یہ حکمران شامل ہیں:

- المکرّبین المکرّب (یرعش بن ابیشع)

برعش بن اَب لیشع — یرعش بن اَب یشع

یسکر ایل یرعش بن اَب یشع — یسکر ایل یرعش بن ابیع

شکم سلحن بن رضون

**سلطنت حضر موت کا سقوط**

سلطنت حضر موت کے سقوط کا صحیح اندازہ لگانا مشکل ہے۔ محققین نے اس کے بارے میں مختلف آراء دی ہیں۔ بعض کے نزدیک حضر موت کی سلطنت کا زوال مملکت سباء کے ساتھ اور دوسری حکومتوں سے جنگ کے ساتھ ہوا۔

شمر یہرعش کے دور میں تقریباً ۳۰۰ سال بعد میلاد ہوا۔ ۳۰۰ ب م

اس مملکت کا سقوط اور اس کا مملکۃ سباء میں اس کا اندراج بعض محققین کا کہنا ہے کہ اس کا سقوط (قرن رابعہ بعد المیلاد) میں ہوا۔

## 3.4.2 مدن و مواقع حضرمیہ

''شبوۃ'' حضر موت کا دارالحکومت تھا۔ یہ کلاسیکل کتابوں میں Sabbatha- Sabotha- Sabota ہے۔

بعض محققین کے نزدیک توراۃ میں مذکور Sabtah یہ ہی ہے۔(۱۵۱)

'وذکر الھمدانی موضع شبوۃ فی جملہ ما ذکرہ من معون حضر موت و ھی فدھا''(۱۵۲)

---

۱۵۱۔ جواد علی، المفصل، ج۲، ص ۱۵۷

۱۵۲۔ یاقوت الحموی، معجم البلدان، ج۵، ص ۲۳۴۔

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

فلبی نے شبوہ کی سیاحت کی۔ وہاں کے قدیم محلات اور عبادت گاہوں کے آثار دیکھے۔ اسی طرح اس نے وہ رکاوٹیں بھی دیکھیں جو پانی کو روکنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کے لیے بنائی گئی تھی۔ جنوبی عرب میں اسی طرح وہ انتظامات دیکھے جو بارش کے پانی کو روکنے، سیلاب سے بچنے اور پانی کو استعمال کرنے کے لیے کیے اور اسے انسان کی خدمت اور فائدے کے لیے بنایا۔

دوسرا شہر میفعت ہے۔ میفعہ۔ یہ گمان کے مطابق پہلا دارالخلافہ تھا۔ یہ شہر پناہ گاہ تھا۔ یسبیل یینی تجب نے شہر پناہ کے دروازے لگائے۔ اس کے لیے پتھر اور گارے سے تعمیر کیا۔ اس میں گھر اور معابد خانے تعمیر کیے۔

"وكانت ميفعه من مدن المهمة"(۱۵۳)

یہ شہر ان شہروں میں سے تھا جو مہم جوئی کے لیے تھا۔ یعنی حملہ آوروں کی روک تھام اور لشکر کے ٹھہرانے اور حملہ کرنے کے لیے تھا۔ ایک کتبہ میں اس کا نام لبنۃ ر لبنا بھی ہے۔

## المیناء Cane Exporiom(قنا)

حضر موت کے شہروں میں ایک اہم شہر جسے کلاسیکین Cane Emporiam کہتے ہیں۔ یہ حضر موت کی بندرگاہ تھا۔ یہ ارض اللبان کی سب سے بڑی بندرگاہ تھی۔ کہا جاتا ہے کہ مصر سے جو جہاز ہند جاتے وہ اسی راستے سے جاتے۔ یا جو جہاز ہند سے مصر جاتے اسی راستہ کو اختیار کرتے۔(۱۵۴)

(قنا) Cane حضر موت کی بڑی بندرگاہ تھی۔ اس کے راستے بڑی تجارت ہوئی۔ عمان اور خلیج فارس اور سواحل ہند اور افریقہ وصومالیہ تک تجارت کا یہ مرکز تھا۔

بندرگاہ قنا میں للبان اور تاجر جمع ہوتے اور یہیں سے برآمد کیے جاتے۔ اگر ہوا سازگار نہ ہوتی تو زمینی راستے سے قافلے روانہ کیے جاتے۔ یہ بندرگاہ عدن کے مشرق میں واقع ہے۔

---

۱۵۳۔ جوادعلی، المفصل، ج ۲، ص ۱۵۸

۱۵۴۔ جوادعلی، المفصل، ج ۲، ص ۱۵۹

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

آجکل کے زمانے میں یہ جگہ محل غراب کے نام سے جانی جاتی ہے۔ یہاں معین غراب ... کا قلعہ بھی موجود ہے۔

## 3.5 حکومت قتبان

جنوبی عرب کی مملکتوں میں سے ایک مملکت قتبان تھی۔ یہ سلطنت معین کی ہم عصر تھی۔ قتبان جنوبی عرب کے مغربی حصہ میں قیام پذیر تھے۔ ان کی آبادیاں باب المندب تک پھیلی ہوئی ہیں۔(۱۵۵)

"وذكر ياقوت الحموى أن قتبان موضع فى نواحى عدن(١٥٦) و بعد وادى بيحان من صميم أرض قتبان، و يقع شمال الجهذ الغربيه من عدن"(١٥٧)

(یاقوت الحموی نے قتبان کو عدان کے نواح میں ایک جگہ بتائی ہے۔ وادی بیحان ... قتبان میں شمار کیا گیا جو عدن کے شمال میں مغرب کی جہت پر ہے)

عربی ذرائع سے ہم اس مملکت کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ قبل از اسلام ایک زمانے سے ان کے حالات نہیں ملتے۔ ان کے بارے میں اتنا ذکر ملتا ہے کہ یہ حمیر کے قبائل سے ہیں اور عدن میں ایک مقام ہے جسے قتبان کہتے ہیں۔ قتبان رعین من حمیر کابطن ہے۔ سلسلہ نسب یہ ہے۔

قتبان بن ردمان بن وائل بن الغوث.(١٥٨)

فلپ کے ہٹی نے اپنی کتاب میں مختصر سا ذکر کیا ہے:

Other than the Minaean and sabaean kingelom two other imporiant states arose in the area of Qatban of Hazara mawt. The land of Qatban lay east the side of Adan(۱۵۹)

ترجمہ: معین اور سباء کی سلطنتوں کے علاوہ وہ اور اہم ریاستیں ابھریں جو حضرموت اور قتبان کے علاقے میں تھیں قتبان کی سرزمین عدن کے شرق میں واقع ہے۔

---

۱۵۵۔ جواد علی، المفصل، جلد دوم، ص ۱۷۱ ۱۵۶۔ یاقوت الحموی، معجم البلدان، ج ۷، ص ۳۳

۱۵۷۔ جواد علی، المفصل، ج ۲، ص ۱۷۳ ۱۵۸۔ ایضاً

۱۵۹۔ Philip K. Hitti, History of the Arabs, 10th editor 2002, Palgrave, Macmillan, p. 55.

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

کتابات قتبانیہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ قتبان کا لہجہ معینیہ کے زیادہ قریب ہے۔ بہ نسبت سبیہ کے۔

### 3.5.1 حکومت قتبان کا زمانہ

حکومت قتبان کا زمانہ محققین کی رائے میں مختلف ہے۔ ہومل کے نزدیک یہ ایک ہزار برس ق م قائم ہوئی۔ البرائٹ کے نزدیک یہ ساتویں صدی قبل از میلاد ہے۔ میلاکر کے نزدیک اس کی ابتداء ۴۲۵ ق م سے ہوئی اور اس کا استقلال دوسری صدی ق م تک رہا۔(۱۶۰) کلاسر کے مطابق اس حکومت کی انتہا ۱۰۰۰ ق م سے ۲۴ ق م تک ہے۔ البرائٹ کے نزدیک یہ حکومت ۵۰ برس ق م تک قائم رہی۔

### 3.5.2 قتبان کے اہم شہر

قتبان کا دارالخلافہ تمنع تھا۔ کلاسک محققین کے نزدیک اسی کا نام Thamna, Thomna, Tamna تھا۔(۱۶۱)

یہ دارالخلافہ اپنے وقت میں بین الاقوامی طور پر مشہور تھا۔ اس کی شہرت رومان و یونان تک تھی۔ علماء محققین کا اس کے صحیح مقام کا تعین نہ سکے اور اس میں اختلاف پایا جاتا ہے۔(۱۶۲)

ماضی میں یہ شہر سونے اور بت کدوں کی وجہ سے بھی مشہور تھا۔(۱۶۳) یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جغرافیہ بطلیموس میں جو لفظ تومہ Thoma ہے یہ ہی مدینہ تمنع ہے۔ یہ شہر غزہ سے ۲۴۳۶ میل کی مسافت پر ہے۔ اونٹ اس مسافت کو ۶۵ دنوں میں طے کرتے ہیں۔

اسی کے ساتھ ایک شہر Nogia سے دونوں جنوبی عرب کے بڑے شہر تھے، اس میں ۶۵ بت مندر یا عبادت خانے تھے۔

---

۱۶۰۔ جواد علی، المفصل، ج ۲، ص ۱۷۷، ۱۷۶

۱۶۱۔ Ency, 2. p. 118, Glaser, Abess, s. 112، بحوالہ جواد علی، المفصل ج ۲، ص ۱۷۷

۱۶۲۔ Glaser, ZDMG, xiiv, 184, skizza 12, 18، بحوالہ جواد علی، المفصل ج ۲ ص ۸۷

۱۶۳۔ جواد علی، المفصل، ج ۲، ص ۲۲۴

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

## 3.5.3 تماثیل

آثار سے یہ ظاہر ہوا کہ شہر میں دو شیروں کی تماثیل بھی تھی۔ ایک شیر کے اوپر بچہ سوار تھا جیسے یوعد ہو (الہ الحب) کیوبد ابن فینوس ہے جو یونانی و رومان میں محبت کی طرف اشارہ کرتا ہے یعنی محبت و عام کرتا ہے۔ بچہ کے ایک ہاتھ میں تیر جبکہ دوسرے میں اس زنجیر کا سلسلہ ہے جس کا حلقہ طوق شیر کی گردن میں ہے۔ اسی طرح دوسرے شیر پر بھی راکب سوار ہے۔ یونان میں اس نوع کی تماثیل ۱۵۰ ق م سے پہلے بھی پائی جاتی۔

## 3.5.4 کثیر المنزلہ عمارت و گھر

شہر تمنع کے آثار میں غور کرنے والے اور اس کی کھدائی کرنے والوں نے یہ معلوم کیا کہ اس شہر میں گھر بھی کثیر المنزلہ ہوتے تھے۔ یہ گھر اینٹ کے بنے تھے اور وہ اینٹ جو گارے سے بنا کر دھوپ میں خشک کر لی جاتی تھیں۔ جب مزید ترقی ہوئی تو لوگوں نے مٹی کی اینٹ سے گھر بنانا چھوڑ دیئے اور پتھر کے گھر بنائے۔ پرانے گھروں پر نئے گھر تعمیر کیے۔ قبروں اور مقبروں کی کھدائی سے معلوم ہوا کہ لوگ ان کے ساتھ خزانہ دفن کرتے اور چرانے والے وہاں سے کھدائی کر کے خزانے کی تلاش کرتے تھے۔(۱۶۴)

قتبان کے دوسرے شہروں میں سے ایک اشور (شوم) تھا۔ جہاں قبیلہ ذھربت ذوجرت آباد تھا۔

اسی طرح ایک شہر 'حرب' یا 'حربب' تھا۔ الہمدانی نے اسے مریب کہا۔ یہ تقریباً صنعاء سے تقریباً ۵۵ کلومیٹر شمال مشرق میں واقع ہے۔

## 3.5.5 قتبان کا خدا

(عم) یہ شعب قتبان کا خدا تھا اور اسی سے اس شعب کا نام رکھا گیا۔ اس سے نسبت [illegible] عم)۔ اس کی قربت حاصل کرتے، نذر نیاز دے کر اور اس کے سامنے ذبح کر کے قتبان کی سرزمین پر [illegible] کئی معابد تھے۔ سب سے مشہور عم ذبح، معد عم تھا۔ (۱۶۵)

---

۱۶۴۔ جواد علی، المفصل، ج۲، ص ۲۱۸

۱۶۵۔ Qatban and Sheba p.100, Bowen Albrghi, Discoversies in south arabia, p.155

بحوالہ جواد علی، المفصل، ج ۲، ص ۲۱۹

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

## 3.6 قومِ سبا

یمن میں طویل عرصہ تک اس قوم کی حکومت و سلطنت رہی۔ اس قوم کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ ناشکری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی پکڑ کا شکار ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی خوشحالی کا تذکرہ یوں فرمایا:

﴿لقد كان لسباءٍ فی مسكنهم اٰیةٌ جنّتٰن عن یمین و شمال كلوا من رزق ربكم واشكروا له بلدةٌ طیبةٌ و ربٌّ غفور﴾(۱٦٦)

(تحقیق قوم سباء کو تھی اس کی بستی میں نشانی، دو باغ داہنے اور بائیں۔ کھاؤ روزی اپنے رب کی اور اس کا شکر کرو، شہر ہے پاکیزہ اور رب ہے بخشنے والا)

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

﴿فمكث غیر بعیدٍ فقال احطتُّ بما لم تحط به وجئتک من سباءٍ بنبا یقین﴾(۱٦٧)

(پھر بہت دیر نہ کی کہ آ کر کہا، میں لے آیا خبر ایک چیز کی کہ اس کی تجھ کو خبر نہ تھی اور آیا ہوں تیرے پاس سبا سے ایک تحقیقی خبر لے کر)

فروہ بن مسیک غطیفی نے رسول اللہ ﷺ سے اہل سباء سے لڑنے کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے انہی کو اس لشکر کا امیر بنا دیا۔ ابھی وہ نکلے ہی تھے کہ اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی اور آپ ﷺ نے مجھے واپس بلایا اور فرمایا:

"اُدع القوم، فمن اجابک منهم فا قبل ومن ابی فلا تعجل علیه حتی تحدث اِلیَّ"(۱٦٨)

(قوم سباء کو اسلام کی دعوت دے جو مان لے اور مسلمان ہو جائے اس کو قبول کر اور جو انکار کرے اس پر جلدی نہ کر تاوقتیکہ مجھے اطلاع دے)

---

۱٦٦۔ سورۃ السباء: ۱۹

۱٦٧۔ سورۃ النمل: ۲۲

۱٦٨۔ ابن سعد، طبقات، ج ۱، ص ٦۵

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

حاضرین مجلس سے ایک شخص نے سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ کوئی زمین ہے یا عورت کا نام ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا! نہ زمین ہے نہ عورت بلکہ یہ ایک شخص تھا جس سے عرب کے قبائل پیدا ہوئے۔ چھ تو یمن میں آباد ہوئے اور چار شام میں۔ شام میں لخم، جذام، غسان اور عاملہ آباد ہوئے اور یمن میں ازد، کندہ، حمیر، اشعر، انمار، اور مذحج ہیں۔ پھر ایک شخص نے سوال کیا کہ یہ انمار کیا ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جن سے قبائل خثعم نکلے۔(۱۶۹)

یمن میں طویل عرصہ تک اس قوم کی حکومت رہی۔ اس کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ سباء بن یشجب بن یعرب بن قحطان۔ سباء کا اصلی نام عبدالشمس تھا۔ اس کا لقب سباء اس لیے پڑا کہ پہلی مرتبہ اس نے غلام بنانے کی رسم ڈالی اور یہ کہ پہلا بادشاہ تھا جس نے قحطان کی نسل کو قیدی بنا کر رکھا۔ اس نے شہر مآرب کی بنیاد ڈالی۔ یہ شہر یمن کے خوبصورت ترین شہروں میں تھا۔ یہ صنعاء کے درمیان کی جنوب مشرقی جانب واقع ہے۔ اس کے اور صنعاء کے درمیان تین دن کی مسافت ہے۔

کلاعی اپنے قصیدے میں کہتا ہے:

هی الخضراء فاسئل عن رباها　　ینجرّت الیقین المخبرونا

یہ خضراء ہے تو اس کے ٹیلوں کی بابت دریافت کرے تو تجھے بتانے والے یقینی بات بتا دیں گے۔

و یمطرها المهیمن فی زمانه به کُلُّ البریّة یظمونا(۱۷۰)

(اللہ تعالیٰ یہاں اس زمانے میں بارش برساتے ہیں جب ساری دنیا پیاسی ہو)

P. Lamore کے ایک مجموعے میں بھی ایک کتبہ کی عبارت ظاہر کرتی ہے جو کہ ھداق کے درمیان دریافت ہوا اس میں یہ سلسلہ نسب درج تھا:

عبدالشمس، سباء بن یشجب، یعرب بن قحطان۔(۱۷۱)

---

۱۶۹۔　ابن سعد، طبقات، ج ۱، ص ۶۵

۱۷۰۔　آلوسی، محمود شکری، بلوغ الارب، اُردو سائنس بورڈ، اپر مال، لاہور۔ ترجمہ: ڈاکٹر پیر محمد حسن، مطبع شیخ غلام [illegible] طبع [illegible] ۲۰۰۱ء، ج ۱، ص ۴۴۵۔

۱۷۱۔　جواد علی، المفصل ج ۲، ص ۲۵۹۔

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

بعدازاں یمن کی طرف ہجرت کی۔

"ان السمیئن کانوا فی الاصل سکان المواطن الشمالیه من جزیرة العرب ثم هاجروا الی جنوب"(۱۷۲)

### 3.6.1 تورات اور سباء

تورات میں سبائین کو کبھی کوش بن حام یا حام کی نسل سے کہا اور ایک مقام پر انہیں سامی نسل کہا اور انہیں اولاد یقطن سے ذکر کیا۔ اس میں واضح فرق ہے۔ علماء تورات کی رائے یہ ہے کہ انہیں حام و سام کی طرف منسوب کرنا ان کے انتشار کی طرف اشارہ ہے کہ ان کی سکونت سواحل افریقہ اور جنوبی عرب میں ہے۔(۱۷۳)

تورات میں ارض (شبا) کی صفت یہ ہے کہ بیان کی گئی کہ وہاں سے لبان آتا ہے۔(۱۷۴) اور وہ تاجر مشہور ہیں۔ یہ تاجر مختلف قسم کی خوشبوئیں، پتھر اور سونے کی تجارت کرتے۔ اس خطہ کی شہرت اس کے سونے کی وجہ سے بھی ہے اور اس کے سونے کو "ذہب شباء" بھی کہا گیا۔(۱۷۵)

### 3.6.2 قوم سباء کی زراعت و تجارت میں مہارت

قوم سباء نے زراعت و تجارت میں مہارت حاصل کی۔ ان کے تجارتی قافلے ملک شام کے شہروں تک پہنچتے اور یہ ۹۲۲ ق م کی بات ہے۔ اس کا ذکر تورات میں ملتا ہے:

"وقد مارس السبیئون الزارعة والتجارة، فکانت قوافلهم التجارة تصل الی بلاد شام. و ذالک حوالی السنة ۹۲۲ ق م. علی ما یستنبط من توراة"(۱۷۶)

---

۱۷۲۔ جوادعلی، المفصل فی تاریخ الارب، ج ۲، ص ۲۶۱

۱۷۳۔ جوادعلی، المفصل، ج ۲، ص ۲۶۱

۱۷۴۔ جوادعلی، المفصل، ج۲، ص ۲۶۱

۱۷۵۔ المزامیر: المذمور الثانی والسبعون الایة ۱۵ بحوالہ المفصل ج ۲، ص ۲۶۱۔

۱۷۶۔ الملوک الاوّل، الاصحاح التاسع، الایة ۱۱، بحوالہ المفصل، ج۲، ص ۲۶۰

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

### 3.6.3 حضرت سلیمان علیہ السلام اور ملکہ سباء

حضرت سلیمانؑ اور ملکہ سبا کی ملاقات کا قصہ تورات میں بھی مدون ہے۔ یہ قصہ اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ عبرانی لوگ سبیین سے متعارف تھے۔

تورات میں اس کی مملکت دارالخلافہ اور ارض سباء کا ذکر تو نہیں لیکن حضرت سلیمانؑ کی عظمت کا پتہ چلتا ہے۔

"فانت الی أورشلیم بمرکب عظیم جدا بحمال حامله أطیابا و ذهب کثیر جدا وحجارة کریم"(۱۷۷)

(بس وہ یروشلم ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ آئی۔ اُونٹوں پر خوشبوئیں اور سونا اور قیمتی پتھر لائے تھے)

ارشادِ ربانی:

﴿إِنِّي وَجَدتُّ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِن كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ﴾

(میں نے پایا کہ ایک عورت کو جو ان پر بادشاہی کرتی ہے اور اس کو ہر چیز ملی ہے اور اس کا ایک تخت ہے بڑا)

ملکہ سباء کا عہد اور حضرت سلیمانؑ سے ملاقات کا زمانہ تقریباً ۹۵۰ ق م ہے۔ اس وقت جنوبی عرب کے باشندے مملکت و تجارت کے مالک تھے۔ اس زمانے میں بھی ان کی تجارت شام کے شمال تک تھی۔(۱۷۸)

---

۱۷۷۔ جوادعلی، المفصل ج۲،ص۲۶۲

۱۷۸۔ سورۃ النمل: ۲۲

۱۷۹۔ جوادعلی، المفصل، ج ۲،ص۲۶۴

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

### 3.6.4 امکربون: حکام سباء

ابتداء میں سباء کے حکام کا لقب مکرب تھا جس کی جمع المکرّبون ہے۔ یہ لفظ مقرب کے ہم معنی ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ یہ لوگ اللہ کے قریب ہے۔ یا اللہ اور لوگوں کے درمیان واسطہ ہے۔ مکربون کا زمانہ تقریباً ۷۵۰ ق م سے ۴۵۰ ق م تک ہے۔ ان کا قیام سباء کے دارالحکومت جرواح میں ہوتا تھا۔(۱۷۷)

کرب ایل وتر وہ بادشاہ تھا جس نے ملک کا لقب اختیار کیا۔ علماء عرب نے انہیں ملوک سبا کا نام دیا تا کہ قوم سباء کے عہد اوّل کے حکمرانوں سے ممتاز کیا جا سکے۔ آنے والا عہد ملوک سبا و ذو ریدان کا ہے۔ W.F. Albright کے نزدیک یہ زمانہ ۴۵۰ ق م کا ہے۔ جبکہ Homel کی رائے میں ۶۵۰ ق م کا عہد ہے۔(۱۷۸)

ملوک سباء نے دارالحکومت تبدیل کیا۔ مکربین کا دارالخلافہ صرواح تھا۔ ملوک سباء نے مارب بنایا۔ قصر سلحن ان کی قیام گاہ تھا۔(۱۷۹)

کرب ایل وتر اور بعثر ذو وقاَم کا ذکر ان کے کارناموں کی وجہ سے درج ہے۔ کرب ایل وتر اور اس کے بعثر ذو وضام کا ذکر ان کے کارناموں کی وجہ سے درج ہے۔ زارعت کو ترقی دیئے، نہریں کھدوانے اور پتھر کی گرد دیواریں بنانے یعنی ڈیم وغیرہ کی تعمیر قابل ذکر ہے۔(۱۸۰)

### 3.6.5 ملوک سبا و ذو ریدان

عہود تاریخ مملکت سباء میں ایک عہد ملوک سبا و ذو زیدان کا بھی ہے۔ پہلے یہ لوگ ملوک سباء کا لقب رکھتے لیکن بعدازاں ملوک سباء زو زیدان کا لقب اختیار کیا۔

کم و بیش ۱۱۸-۱۰۹ ق م میں ملوک سبا نے پہلا لقب ترک کر کے جدید لقب اختیار کیا وہ یہ تھا:

---

۱۷۷۔ جواد علی، المفصل، ج۲، ص ۲۶۹

۱۷۸۔ ایضاً، ص ۳۱۵

۱۷۹۔ ایضاً، ص ۳۱۶

۱۸۰۔ ایضاً، ص ۳۲۲

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

"ملک سبا ذی ریدان"(۱۸۱)

یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ تاج ریدان اب ملوک سبا میں ضم ہو گیا۔ یہ نئی حکومت میں وسعت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یہ لقب شہر یہرعش تک جاری رہا۔

ملوک سباء و ذی ریدان میں سے ایک بادشاہ الملک ذمر علی یہبر بن یاسر یہصدق نے ایک شخص کو قتل کیا جو بنی حز ضرم سے تھا۔ آل حذفر یہ ذخیل کے قریبی تھے۔ اس معاملے پر جنگ ہوئی اس جنگ میں حمیر نے ملک دارالحکومت مآرب پر چڑھائی کی اور غلبہ حاصل کیا۔(۱۸۲) اس طرح سباء حمیر کے زیر تحت آ گئے اور سباء سے مکربین اور ملوک میں سے تقریباً ۷۰ بادشاہوں نے حکومت کی۔(۱۸۳)

## 3.6.6 الحمیریون

حمیر کی تاریخ کا آغاز اس وقت سے ہوتا ہے جب ملوک سباء نے نیا لقب اختیار کیا۔ پہلے ان کا لقب (ملک سباء و ذو ریدان) تھا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ملوک سباء نے اپنی سلطنت میں اضافہ کیا اور ذوریدان کی سرزمین بھی اپنی حکومت میں شامل تھی۔ ارض الریذائینین، وہم حمیرین۔ اس طرح انہوں نے اپنی مملکت وسیع کی۔ اور یہ ۱۱۰۵ یا ۱۰۹ قبل المیلاد ہوا۔(۱۸۴)

جنوبی عرب کی سیاست میں جو شعب سینکڑوں سال دخیل رہا اور بہت بعد تک بھی جنوبی قبائل عرب میں ان کا کردار رہا وہ حمیر تھے۔

حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش سے کچھ کم و بیش تک یہ قبیلہ رومان و یونان تک معروف تھے۔ ان کو وہ درج ذیل نام سے جانتے تھے:

Homeritoi, Omymitai, omeritae, etc(۱۸۵)

---

۱۸۱۔ جواد علی، المفصل، ج۲، ص ۳۴۴

۱۸۲۔ ایضاً، ص ۴۱۶

۱۸۳۔ ایضاً، ص ۴۸۴

۱۸۴۔ ایضاً، ص ۴۹۳

۱۸۵۔ ایضاً، ص ۵۱۰

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔
mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ان کے نزدیک ان کا دارالخلافہ Sapphor تھا۔ اس سے ان کی مراد (ظفار) ہے جو آج کل Hemer کے نام سے مشہور ہے۔(۱۸۶)

اپنے دور میں حمیری ایک بہت بڑے خطے پر حکومت کرتے رہے۔ بحر احمر کے سواحل، ساحل نجد سے حضر موت تک اور اسی طرح افریقہ میں ساحل عزانیہ Azania تک ان کی حکومت تھی۔ ان کا ایک حکمران ''کرب ال'' جس کا دارالخلافہ شہر ظفار Taphar تھا۔(۱۸۷) اس کے سلطنت روم سے اچھے تعلقات تھے۔

مورخین کے ہاں حمیر نامی ایک شخص حمیریون کا جد تھا جو سباء کا بیٹا تھا۔ اس کا سلسلہ نسب یہ ہے:

حمیر بن سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان۔(۱۸۸)

مورخین عرب کے نزدیک حمیر پہلا بادشاہ تھا۔ یہ اپنے والد سباء کے مرنے کے بعد بادشاہ بنا۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے تاج پہنا۔ پچاس برس کی عمر میں بادشاہ بنا اور تین سو سال زندہ رہا۔ اس کے چھ بیٹے تھے۔ جن میں قبائل حمیر بٹ گئے اور ان کے درمیان لڑائی جاری رہتی تھی۔(۱۸۹)

## 3.6.7 التبابعۃ یمن

مورخین کے ہاں یمن میں حکومت کرنے والے (تبع) کے لقب سے بھی مذکور ہیں۔ اس کی جمع ''التبابعۃ'' ہے۔ تبع اسم لکل ملک، ملک الیمن والشحر۔(۱۹۰)

تبع لقب اختیار کرنے کی وجہ یہ بتائی گئی کہ یہ ایک دوسرے کا اتباع کرتے تھے۔ جب ایک حکمران مر جاتا تو دوسرا اس کی سیرت پر کھڑا ہو جاتا۔ یا اس لیے کہ قوم اس کی اتباع کرتی تھی۔ یا کثرت اتباع کی وجہ سے تبع کہا جانے لگا۔

---

۱۸۶۔ جواد علی، المفصل ج ۲، ص ۵۱۰

۱۸۷۔ جواد علی، المفصل فی تاریخ العرب، ج ۲، ص ۵۱۱

۱۸۸۔ ابن حزم، جمہرۃ النساب العرب، ص ۴۰۶

۱۸۹۔ جواد علی، المفصل ج ۲، ص ۵۱۲

۱۹۰۔ السہیلی، روض الانف، ج ۱، ص ۱۳۵

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

### 3.6.8 لوہے کو نرم کرنا

تبابعہ میں سے ایک بادشاہ کے ہاتھ میں لوہا ایسے ہی نرم ہوا جیسے حضرت داؤدؑ کے ہاتھ میں تھا۔

"و ذکروا أن احد التبابعه کان قد صنع الماذیات من الحدید، و ان الحدید سخر له کما سخر للنبی داؤد"(۱۹۱)

قال ابو ذؤیب:

و علیهما ما ذیتان فضاهما　　　داوود أو صنع السوانج تبع

قرآن مجید میں قوم تبع کا ذکر آیا ہے:

﴿أَهُمْ خَيْرٌ أَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ﴾(۱۹۲)

(یہ لوگ (قوت و شوکت میں) زیادہ بڑھے ہوئے ہیں۔ تبع (شاہ یمن) کی قوم اور وہ قومیں جو ان سے پہلے ہو گذری ہیں)

﴿وَأَصْحَابُ الْأَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيدِ﴾(۱۹۳)

(اور اصحاب ایکہ اور قوم تبع تکذیب کر چکے ہیں۔ سب نے اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا سو میری وعید ان پر محقق ہو گئی)

پہلا شخص جس نے یہ لقب اختیار کیا وہ الحارث بن ذی شحر وہ الرائش تھا۔ یہ لقب یمن کی حبشہ پر حکومت ختم ہونے تک رہا۔(۱۹۴)

مورخین کے نزدیک جس طرح مسلمانوں کے ہاں خلیفہ، اہل فارس کے ہاں کسریٰ، اور اہل روم کے ہاں قیصر تھا، اسی طرح اہل یمن کے حکمران کا لقب تبع تھا۔

---

۱۹۱۔ جواد علی، المفصل، ج ۲، ص ۵۱۳۔ تفسیر ابن کثیر ج ۴، ص ۱۴۲

۱۹۲۔ الدخان: ۳۷

۱۹۳۔ ق: ۱۴

۱۹۴۔ جواد علی، المفصل، ج ۲، ص ۵۱۳

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

"وکان یکتب اذا کتب: بسم الذی ملک براً و بحراً(۱۹۵)

(جب وہ لکھتے تو یوں لکھنا شروع کرتے: "اس کے نام سے جو بر و بحر کا مالک ہے"

قرآن مجید میں کس تبع حمیری کا ذکر ہے اس میں علماء مفسرین کا اختلاف ہے۔

۱۔ انّہ حیرّ الحیرۃ و اتی سمرقند فھدمھا۔

(جس نے حیرہ کو تہ و بالا کیا اور سمرقند کو فتح کیا رگرایا۔

۲۔ بعض کے نزدیک وہ ایک صالح تبع تھا۔ حمیری بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ اس نے انہیں اپنے دین کی طرف بلایا۔ یہ دین بہتر ہے۔ آگ پر محاکمہ ہوا۔ اس کے ساتھ حیران تھے (جمع حبر یعنی یہودی عالم) حبران آگ پر غالب آئے۔ اس طرح حمیر نے یہودیت اختیار کر لی۔ تبع نے بیت رئام گرایا۔ وہ اس کا احترام کرتے وہاں قربانی کرتے اور اس سے مدد مانگتے۔(۱۹۶)

۳۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ وہ تھا جس نے پہلی مرتبہ خانہ کعبہ پر غلاف چڑھایا۔

حدیث مبارکہ میں تبع کو گالی دینے سے منع کیا گیا ہے:

"وان الرسول نھی عن سبّہ"

بعض کے نزدیک وہ اسعد ابو کرب تھا جس نے نصرانیت اختیار کی۔(۱۹۷)

ابن کثیرؒ کے نزدیک وہ تبع الاوسط تھا جس نے ۳۲۶ سال حکومت کی۔ وہ آنحضرت ﷺ سے تقریباً ۷۰۰ سال پہلے فوت ہوا۔(۱۹۸)

---

۱۹۵۔ ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر ج۴، ص ۱۴۳
جواد علی، المفصل، ج۲، ص ۵۱۳

۱۹۶۔ جواد علی، المفصل، ج۲، ص ۵۱۴

۱۹۷۔ ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر، ج۴، ص ۱۴۳

۱۹۸۔ ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر، ج۴، ص ۱۴۴

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

یہ آنحضرت ﷺ کی شہادت دیتا تھا۔ ان کی بعثت سے قبل ہی ان پر ایمان لے آیا۔ وہ آرزو اور امید کرتا تھا کہ میری عمر بڑھ جائے اور مجھے آنحضرت ﷺ کا دور نصیب ہو تاکہ میں ان کی مدد کروں اور ان کے دشمنوں سے لڑوں۔ وہ تبع اسعد ابو کرب ملیکرب تھا۔

| | |
|---|---|
| شهدت على احمد أنه | رسول من الله بارى القسم |
| فلو مدّ عمرى الى عمره | لكنت وزيرا له وابن عم |
| وجاهدت بالسيف أعداءه | و فرجت عن صدره كل غمّ(۱۹۹) |

ترجمہ: میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ بیشک احمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ کاش میری عمر ان کے عہد تک ہو تو میں اُن کا وزیر اور ابن عم بنوں اور تلوار سے اُن کے دُشمنوں سے جہاد کروں اور آپ کے سینے سے تمام غم دور کر دوں۔

بعض کے نزدیک تبع نے اوس وخزرج سے کہا کہ ......... رہو جب تک کہ رسول اللہ ﷺ کا ظہور نہ ہو۔

"ان تبعاً قال لاوس والخزرج، كونوا هنا حتى يخرج هذا النبى ﷺ"(۲۰۰)

"و كانت عائشةؓ تقول: لا تسبوا تبعاً فانه كان رجلا صالحاً"(۲۰۱)

"عن عكرمه عن ابن عباسؓ عن النبى ﷺ: قال رسول الله ﷺ، لا تسبوا تبعاً فانه قد كان أسلم"(۲۰۲)

بعض اہل اخبار کے نزدیک یہ فاتح تھے۔ ان کی فتوحات مشرق میں چین اور مغرب میں روم تک پہنچی تھیں۔

## 3.6.9 ارضِ حمیر

حمیر کی حکومت قتبان وحضر موت کے حصوں پر مشتمل تھی۔

---

۱۹۹۔ جواد علی، المفصل، ج ۲، ص ۵۱۴

۲۰۰۔ ایضاً، ج ۲، ص ۵۱۵

۲۰۱۔ ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر، ج ۴، ص ۱۴۴-۱۴۵

۲۰۲۔ ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر، ج ۴، ص ۱۴۴-۱۴۵

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

"و حدود أرض حمیر فی مواطنها القدیمه: ارض رشائی و حبان فی شمال و أرض حضر موت فی الشرق و أرض ذیب (فیاب) فی الغرب وقد کانت فی الاصل جزء من حکومت قیتان"(۲۰۳)

(ارض حمیر کی حدود پہلے شمال میں ارض رشائی، حبان مشرق میں حضر موت اور مغرب میں ارض ذیب پر مشتمل تھی۔ دراصل یہ اجزاء حکومت قتیان تھے)

کتب عربیہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ حمیری منطقہ ظفار، ورداع، سرو حمیر و نجد حمیر میں سے تھے۔(۲۰۴) وہ سرزمین جہاں حمیری کا قیام معروف ہے، وہ ذو ریدان ہے۔ ملوک حمیر کا محل ان کے دارالخلافہ ظفار میں تھا۔ حمیری کے ہاں وہ قوم سباء کے قصر سلحن اور قصر غمدان کی طرح تھا۔ ۱۰۹ ق م سے ۱۱۵ ان م کا دور سلطنت حمیر کے ظہور سے نشوونما کا ہے۔ اہل حجاز میں حمیری اپنے محلات کی وجہ سے مشہور تھا، جنہیں مصانع حمیر کہا جاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے وفد کندہ سے فرمایا:

"ان اللّٰه أعطانی ملک کنده، و مصانع حمیر، و خزائن کسریٰ و بنی صفیر و حبس عنی شر بنی قحطان، و أذل الحیابرة من نبی ساسان، و أهلک بنی قنطور بن کنعان"(۲۰۵)

(رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حمیر کے محلات، کسریٰ اور بنی اصفر کے خزانے عطا کیے اور مجھ سے قحطان و ساسان کے جبار کو دور رکھا اور بنی قنطور بن کنعان کو ہلاک کیا۔(۲۰۶)

## شمالی عرب کی حکومتیں

### 3.7 مملکت نبط

یہ مملکت جزیرہ نما عرب کے شمال مغرب میں پروان چڑھی۔ یہ مقام یونان و رومان میں عربیہ الحجریہ Arabia Patraea کے نام سے مشہور ہے۔

---

۲۰۳۔ المفصل، ج ۲، ص ۵۱۷ ۲۰۴۔ ایضاً
۲۰۵۔ جواد علی، المفصل، ج ۲، ص ۵۲۷ ۲۰۶۔ ایضاً

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

یہ مملکت ارمی ثقافت و زبان کے زیر اثر رہنے کی وجہ سے عرب میں مقبول نہیں ہوئی لیکن علماء تاریخ کی رائے یہ ہے کہ نبط عرب تھے۔ وہ حجاز کے بالائی حصہ میں منتقل ہوئے اور وہیں قیام کیا۔ زراعت، تجارت میں شریک ہو کر تمدن کا سفر شروع کیا۔(۲۰۷)

بعض مورخین نبط کا سلسلۂ نسب یوں بیان کرتے ہیں:

نبط بن ماش بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام(۲۰۸)

ماش آرام کے بیٹوں میں سے ہے۔تکوین میں ارم کا ذکر ہے:

ارم ھو ابن سام بن نوح فی توراۃ(۲۰۹)

مسعودی کی روایت کے مطابق ماش کو ارم کا بیٹا تو کہا لیکن یہ نہیں کہا کہ نبط ماش کا بیٹا ہے۔ مسعودی کا مقصد نبط یا نبیط سے حضرت اسماعیلؑ کا بڑا بیٹا مراد ہے۔(۲۱۰)

حدیث عمرؓ میں نبط کی طرف اشارہ ہے:

"تمعددوا ولا تستنبطوا أی لا تشبهوا بانبط"(۲۱۱)

(حدیث عمرؓ میں ذکر ہے کہ معد کے ساتھ مشابہت پیدا کرو، نہ کہ نبط کے ساتھ)

"وفی الحدیث الآخر لا تنبطوا فی المدائن أی لا تشبهوا بالنبط"(۲۱۲)

(یہ کہ مدائن میں نبط کے ساتھ مشابہت پیدا مت کرو)

---

۲۰۷۔ جواد علی، المفصل، ج ۳، ص ۱۰

۲۰۸۔ ایضاً، ج ۳، ص ۱۱

۲۰۹۔ التکوین: الاصحاح العاشر الایۃ، ۲۲ بحوالہ جواد علی، المفصل ج ۳، ص ۱۲

۲۱۰۔ جواد علی، المفصل، ج ۳، ص ۱۲

۲۱۱۔ ابن منظور، لسان العرب، ج ۷، ص ۴۱۱

۲۱۲۔ ایضاً

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

حضرت عباسؓ تک ایک مرفوع خبر ہے کہ:

"نحن معاشر قریش من النبط من اهل کوثی ریّا، قیل: ان ابراهیم الخلیل ولد بها وکان النبط سکانها"(۲۱۳)

وفی حدیث اوفی: کنا نسلف نبیط اهل الشام(۲۱۴)

ڈاکٹر جواد علی کی رائے میں نبط عرب تھے بلکہ وہ حجازی عربوں سے زیادہ قریب تھے بنسبت جنوبی عربوں سے۔(۲۱۵)

## 3.7.1 مملکت نبط کی وسعت

یہ سلطنت دمشق، فلسطین، موران، مدین سے دوان اور بحر احمر کے سواحل پر مشتمل تھی۔ Josephus کے مطابق یہ سلطنت نہر فرات سے حدود شام اور بحر احمر تک پھیلی ہوئی تھی۔ اور یہ کہ نبط حضرت اسماعیلؑ کا بیٹا تھا۔ Jerome کی بھی یہ ہی رائے تھی۔(۲۱۶)

نبط تاجر تھے۔ کچھ لوگوں نے زراعت کا پیشہ بھی اختیار کیا۔ یہ پتھر کے گھر بناتے تھے۔ یہ لوگ جنوبی عرب اور شام و یونان کے درمیان تجارتی واسطہ تھے۔(۲۱۷)

تجارت پر حاوی ہونے کی وجہ سے مال و دولت کی فراوانی بڑھ گئی۔ سونے و چاندی کے ذخیرے ان کے پاس جمع ہو گئے۔ لہذا ان کی تجارت مصر، شام، غزنی، مدن اور بحر متوسطہ سے جنوبی یمن تک تھی۔ اسی طرح ہند کے مصنوعات اور ایران کے تجارتی اشیاء بھی انہی کے ذریعے آگے پہنچی۔ اس عہد کی ابتداء تقریباً ایک صدی ق م ہوئی۔

---

۲۱۳۔ ابن منظور، لسان العرب، ج ۷، ص ۴۱۱

۲۱۴۔ اابن منظور، لسان العرب، ج ۷، ص ۴۱۲

۲۱۵۔ جواد علی، المفصل، ج ۳، ص ۱۴

۲۱۶۔ جواد علی، المفصل، ج ۳، ص ۱۶۔

۲۱۷۔ ایضاً، ج ۳، ص ۱۷

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

### 3.7.2 مدن النبط

سلطنت النبط کے مشہور شہروں میں سے سب سے اہم اور مشہور شہر بطراء، وبراء، ابتراء petra ہے۔ عربی میں اس کا معنی ہے۔ 'الصخر' یہ ہی قدیم نبط کا دارالخلافہ ہے۔ اس کا قدیمی نام "سلع" Sela Selah اس کے معنی بھی "الصخر" ہے۔ یہ شہر جنوب کی طرف بحر میت (Dead Sea) سے پچاس میل کی مسافت پر ہے۔ یہ قدیم مشہور ترین شہروں میں سے ایک ہے۔

یاقوت الحموی نے اسے وادی موسیٰ جو بیت المقدس کے قریب ہے، اس کے قلعہ وسیع کہے۔ وادی موسیٰ کے قریب اب بھی اس کے آثار باقی ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت موسیٰ نے جب اپنے عصا کو پتھر صخر پر مارا تو چشمے پھوٹ پڑے۔ اسے عین موسیٰ کہا جانے لگا۔ بطراء نبط کے حکمرانوں کا دارالخلافہ اور ٹھکانہ تھا۔(۲۱۸)

### 3.7.3 الحجر

حجر عالمِ قدیم کا مشہور شہر تھا جو عالمی تجارت کی شہ رگ پر واقع تھا۔ بعض محققین نے اسے "مدائن الصالح" بھی کہا ہے۔ بعد میں کچھ لوگوں نے العلا کو مدائن الصالح کہا۔(۲۱۹)

ابن حبیب نے ذکر کیا کہ:

"أن قوم ثمود تربوا الحجر"(۲۲۰) وذکر علماء اللغة أن الحجر دیار ثمود بناحیة الشام عند وادی القری"

(ابن حبیب کے مطابق ثمود حجر میں اترے۔ بعض علماء لغت کے نزدیک حجر دیار ثمود ہیں شام کی طرف سے وادی القری کے پاس۔ یہ حضرت صالحؑ کی قوم تھی جس کا ذکر قرآن مجید میں آیا:

﴿وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الحِجرِ الْمُرْسَلِينَ﴾(۲۲۱)

---

۲۱۸۔ یاقوت الحموی، معجم البلدان، ج۵، ص ۱۰۵

۲۱۹۔ جواد علی، المفصل، ج ۳، ص ۵۵

۲۲۰۔ ابن حبیب, محمد بن حبیب، کتاب المحبر، ص ۳۸۴،

۲۲۱۔ سورۃ الحجر: ۸۰

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اسی طرح Adra جو اذرعات کے نام سے مشہور ہے۔ تورات میں اسے اذرعی کہا۔ ایک اور شہر باشان ہے جس کے معنی تربۃ الخفیفۃ ہے۔

باشان حوران، الجولان اور للجاۃ پر پر مشتمل تھا۔ اس کے شمال میں دمشق، مشرق میں شام اور جنوب میں ارض جلعاد اور مغرب میں عذر الاردن ہے۔ جولان سے سلسلہ تلال شمال سے جنوب کی طرف جاتا ہے۔(۲۲۲) اس شہر کے لوگ کافی طویل قد و قامت کے تھے۔

### 3.7.4 بصریٰ:

ان میں ایک اہم شہر بصری بھی ہے۔ یہ حوران کا قصبہ ہے۔ سیرت کی کتابوں میں بصری شہر کا نام ملتا ہے جہاں بحیرا نامی راہب کا قصہ ہے۔ شام کی فتوحات میں اس کا نام ہے۔

### 3.7.5 اصحاف الکھف

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ كَانُوا مِنْ آيَاتِنَا عَجَبًا﴾(۲۲۳)

علماء تفسیر کا کہنا ہے کہ الرقیم کوئی وادی ہے، فلسطین کی وادی کے علاوہ جہاں الکھف ہے۔ یہ ایلۃ کے قریب ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ الرقم عمان کے قریب ہے یا بحر میت (Dood Sea) کے قریب ایک قریہ ہے۔ یا یہ Petra البتراء ہے۔ جبکہ فلپ کے ہٹی کی رائے یہ ہے کہ:

> 'Petra a Greek word meaning rock, is a translator of the Hebrew sela mentioned in isaiah 16:1, 42:11 and 2 kings 14:7. Al-Raqim is the Arabic correspondent and the modern name is wadi musa (the valey of moses).(۲۲۴)

---

۲۲۲۔ جواد علی، المفصل، ج ۱، ص ۶۱

۲۲۳۔ سورۃ الکھف: ۹

۲۲۴۔ Philip K. Hitti,History of the Arabs, p. 66

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

یہ سلطنت تقریباً ۱۰۶ء تک قائم رہی۔

"In A.D 105 Emperor Irajan put an end to the Nabataean auto mony and in the following year their janitory become a regular Roman province.(۲۲۵)

(۱۰۵ء میں Trajan ٹروجن بادشاہ نے اس مملکت کو زیر کیا اور اگلے سال ہی یہ روم کا صوبہ بن گیا)

## 3.8 مملکت تدمر

نبط کے ساتھ ایک اور مملکت تھی جس کا نام تدمر تھا۔ مغرب میں اسے Palmyra کہتے ہیں۔ یہ نام انہوں نے رومان و یونان سے لیا۔ کتبات میں اس کا نام "تدمر امور" مذکور ہے۔

"تغلت فلامر الاوّل Tiglah-Piles (۱۱۱۷-۱۰۸۰) ق م(۲۲۶)

محققین کے نزدیک Palma ایک لاطینی لفظ ہے، جس کے معنی نخل کے ہیں۔ جب سکندر ذوالقرنین نے اس علاقہ کو فتح کیا تو اسے Palmyra کہا، یعنی مدینۃ النخل (کھجور کا شہر)

"فعرفت عند الیونان والاتین مند ذالک الحین بھذا الاسم"(۲۲۷)

(پس یونان و لاطین میں اس وقت سے یہ اسی نام Palmyra سے پہچانا جاتا ہے)

اس نام کی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ اس شہر میں کھجوروں کے بے پناہ باغات تھے۔ اور یہ مدینۃ النخل کہلایا۔

---

۲۲۵۔ P.K Hitti, History of the Arabs, p.68

۲۲۶۔ Eney. Vol iii, p. 1020, Hommel, in ZDMG
بحوالہ جواد علی، المفصل جلد سوم، ص ۲۷

۲۲۷۔ جواد علی، المفصل، ج ۳، ص ۲۷

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

بعض محققین کا قول ہے کہ لفظ Polmyra تمار، (تامار) کا ترجمہ ہے۔ کیوں کہ عربی زبان میں (تمر) کھجور کو کہا جاتا تھا۔ اس بناء پر اس کا تر لاطینی و یونانی میں Palmyra کہا گیا۔(۲۲۸)

تامار ایک جگہ کا نام ہے جو یہوذا سے جنوب مشرق کی جانب ہے۔ یہ بحر میت (بحر مردار) کے جنوب میں واقع ہے۔ یہ گمان کیا جاتا ہے کہ یہ مشہور شہر تدمر ہے جو تامار کی جگہ لکھا گیا۔(۲۲۹)

حضرت سلیمانؑ نے ایک شہر تدمر کی بنیاد رکھی تھی، تقریباً ۳۰۰ یا ۲۰۰ قبل المیلاد جو مملکت حدود اسرائیل سے دور تھی۔ یہ شہر کی تعمیر یا بنیاد کی نسبت حضرت سلیمانؑ کی طرف ہے۔ اس شہر نے ایام تدوین اسفار (اخبار الایام) میں کافی شہرت پائی، یہ تقریباً ۳۰۰-۲۰۰ سال ق م ہے۔(۲۳۰)

النابغہ الذبیانی کے اشعار اس طرف اشارہ کرتے ہیں کہ حضرت سلیمانؑ نے جنات سے جو شہر تعمیر کرایا وہ تدمر تھا:

إلا سليمان اذ قال الإله له  قم في البريه خاحددها عن الفند

و حبيش الجن انى فد أمرتهم  يبنون تدمر بالصفّاح و العمد

تدمر ثقافت عربیہ، ارمیہ، یونانیہ اور رومانیہ کا خلاصہ تھی۔ تدمر بھی عالمی تجارت کا مرکز تھا۔ عراق سے شام کی طرف جو قافلے جاتے وہ اسی شہر سے گذرتے۔ عراق کے ذریعے ایران، ہند، خلیج اور عرب مشرقی کی تجارت سے وابستہ تھا جبکہ شام کے ذریعے مصر، افریقہ، جنوبی عرب، مغربی عرب کی تجارت سے وابستہ تھا۔ یہ شہر نہر، فرات پر واقع تھا۔

---

۲۲۸۔ Ency. Brita, vol. 17, p. 161, Hastings, p. 889
Ency, Bibli, p. 4886, Hastings, p. 889
بحوالہ جواد علی، المفصل، ج ۳، ص ۷۷

۲۲۹۔ جواد علی، المفصل، ج ۳، ص ۷۷

۲۳۰۔ یاقوت الحموی، معجم البلدان ج ۲ ص ۳۶۹

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

تجارتی قافلے ایک صدی قبل المیلاد تک اس قدیم تجارتی راستے سے گزرتے اور عربی قبائل خیموں میں قیام پذیر ہوتے۔ عربی میں انہیں ''سکان الخیام'' کہتے جبکہ سکین انہیں Ske nite کہتے۔(۲۳۱) اس طرح یہ شہر روم، فارس اور عربی قبائل کی سیاست و معیشت سے وابستہ رہا۔

## 3.9 مملکت حیرہ

حیرہ کے نام پر علماء تاریخ و بلدان کا اختلاف ہے۔ مستشرقین کا یہ کہنا ہے کہ یہ بتی زبان کا کلمہ (حرتا-حیرتا) ہے۔ اصل میں سریانی لفظ ہے اس کے معنی ہیں: المحیم۔ المعسکر۔ سریانی مورخین کے ہاں یہ معروف ہے۔ اور ''الحیرۃ'' مدینۃ العرب کے نام سے جانا جاتا ہے۔(۲۳۲) یہ شہر دریائے فرات کے کنارے واقع ہے۔ کوفہ کے قریب ہے۔

### 3.9.1 حیرہ کی خوبی:

حیرہ کا حسن اس کی آب و ہوا اور فضا ہے۔ یہاں تک کہ عربی ادب میں کہا جاتا ہے

''یوم و لیلۃ بالحیرۃ خیر من دواء سنۃ''

(ایک دن اور رات حیرہ میں قیام سال بھر کی دوائی سے بہتر ہے)

وقیل: منزل بریٔ مریٔ صحیح من الا دوا و الاسقام''(۲۳۳)

(یہاں اترنے والا دوائی اور بیماری سے بے پروا ہو جاتا ہے)

حمزہ الاصفہانی نے کہا کہ حیرہ کی ہوا وصحت افزائی کی وجہ ہے کہ کوئی بادشاہ بھی وہاں فوت نہ ہوا سوائے قابوس بن المنذر کے۔ عاصم بن عمر نے یہ شعر کہا:

صبحنا الحیرۃ الروحاء خیلا      و رجلا فوق أنباح الکلاب(۲۳۴)

---

۲۳۱۔ جواد علی، المفصل، ج ۳، ص ۸۱

۲۳۲۔ جواد علی، المفصل، ج۳، ص ۱۵۵

۲۳۳۔ یاقوت الحموی، معجم البلدان، ج۳، ص ۳۷۵

۲۳۴۔ جواد علی، المفصل، ج ۳، ص ۱۵۸

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

بعض مورخین کے نزدیک بختنصر حیرۃ اور انبار کا بانی ہے۔ بعض کے نزدیک الا دوان ملک النصر نے بنایا جو اردشیر کا معاصر تھا۔ بعض کے نزدیک تبعا نے بنایا تھا۔

ابن الکلبی کی روایت کے مطابق تبع بالرائد جو کہ دو تبع تھے۔ اسعد ابو کرب ابن ملکی کرب ابن تبع بن زید بن عمر بن تبع۔ (۲۳۵)

اردشیر کے عہد میں جب ادھر نکلا اور انبار کا قصد کیا تو حیرہ میں رات گذاری۔ اس جگہ کی ... نے اسے حیرت میں ڈال دیا۔ پس وہ وہیں قیام پذیر ہوا۔ اس کا نام الحیرۃ پڑ گیا۔ پھر اس کے بعد لخم، ... لخم، و جذام، دعاملۃ و قضاعۃ آئے۔ انہوں نے اسے بنایا اور قیام کیا۔ پھر بنو کلب، طی و آیاء آئے اور ... کی طرف متوجہ ہوئے۔

## 3.9.2 ملوک حیرہ

ملوک حیرہ میں آل نصر، آل لخم، آل عرق آل النعمان، آل عدی"

آل نصر نے خوب شہرت پائی۔ مالک بن فہر پہلا بادشاہ تھا۔ اور یہ ہی جذیمۃ الابرش ہے۔ ۲۳۶ مسعودی کے مطابق وہ حیرہ کا پہلا ملک تھا۔

"انه اوّل ملک الحیرۃ"

وهو اوّل من عمل المنجنق، و اوّل من حذیت له النعال و اوّل من رفع له، الشمع ویذکر الفیا انه اوّل من او قد الشمع.(۲۳۷)

آل نصر سے ربیعۃ من نصر اور ان سے نعمان بن المنذر ملک حیرہ ہوا۔ حضرت عمرؓ کے پاس جب نعمان بن المنذر کی تلوار آئی تو آپ نے جبیر بن مطعم کو بلایا جو عرب کے ماہر انساب تھے۔

"و کان جبیر من النسب العرب"

---

۲۳۵۔ جواد علی، المفصل، ج۳، ص ۱۶۱-۱۶۲

۲۳۶۔ جواد علی، المفصل، ج۳، ص ۱۷۸

۲۳۷۔ السہیلی، الروض الانف، ج۲، ص۳۰۳

اگر آپ کواپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اور ان سے جبیر بن مطعم کے بارے میں پوچھا تو آپ نے قنص بن معد سے بتایا جبکہ لوگ اسے آل لخم سے جانتے ہیں۔ اکثر مورخین انہیں آل نصر سے بتاتے ہیں جو یمن سے ہجرت کر کے آئے تھے۔ حیرہ میں قیام کیا۔(۲۳۸)

### 3.9.3 امراء القیس، آل محرق

امراء القیس آل محرق سے تھا۔ اسے المحرق کا لقب ملا کیوں کہ وہ اپنے دشمنوں کو آگ میں جلا دیتا تھا۔ امراء القیس اوّل بادشاہ ہے جس کا سن تاریخ ملتا ہے، اس کی وفات کی تاریخ ۳۲۸ء ہے۔

امراء القیس صاحب خبر بادشاہ تھا۔ وہ جنگجو اور سپہ سالار تھا۔ اس کی فتوحات نجران وشمر تک تھیں۔ اسے فاتح عراق اور اسے آگے فاتح چین تک کہتے ہیں۔ شمر یرعش کی فتوحات تک اس کی فتوحات مانی جاتی ہیں۔ اس کی سلطنت ارض یمن کی حدود تک پھیل گئی اور ادھر شام تک اور نجد و حجاز تک اس کی سلطنت تھی۔ امراء القیس جب شام میں تھا تو فوت ہوا اور نمارۃ میں دفن ہوا۔

### 3.9.4 النعمان الاوّل

النعمان بن امراء والقیس بن عمر بن عدی امراء القیس کے بعد یہ بادشاہ بنا۔ یہ بھی سخت جنگجو تھا۔ عرب و شام کے ساتھ کئی جنگیں کیں اور قیدی بنائے۔ اکثر مورخین قصر الخورنق کو اسی سے منسوب کرتے ہیں کہ اس کی بنیاد اس نے رکھی۔ یہ قصرہ بیس برس میں تعمیر ہوا۔ نعمان الاکبر نے اسے سابور کے لیے بنوایا۔(۲۳۹)

> "و صار عرش الحیرة بعد النعمان الی ابنه المنذر و کانت ام المنذر من عنان"(۲۴۰)
>
> (تخت حیرہ نعمان کے بیٹے منذر کے پاس چلا گیا اس کی ماں غسانی تھی)

ملوک حیرہ کی تعداد مختلف مورخین نے بیان کی جو دس سے بارہ تک ہے جبکہ طبری کی روایت سے یہ بیس تک جا پہنچی۔ جبکہ خوازمی نے ان کی تعداد ۲۶ تک بتائی۔ آخری بادشاہ المنذر بن نعمان بن المنذر تھا۔

---

۲۳۸۔ السہیلی، الروض الانف، ج۱، ص ۱۸

۲۳۹۔ السہیلی، روض الانف السہیلی ج۱،ص ۶۷

۲۴۰۔ جواد علی، المفصل، ج۳، ص ۲۰۵

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

## 3.10 مملکت کندہ

کندہ قحطان کا قبیلہ ہے۔ اس کی نسبت ثور بن عفیر کی طرف ہے جس کا سلسلہ نسب کھلان بن سبء سے جا ملتا ہے۔ اس سے بادشاہ ہوئے۔ کندہ 'کدت' تھے جو کہ ایک قبیلہ تھا۔(۲۴۱)

مورخین کے نزدیک ان کے اصلی ٹھکانے جبال یمن میں تھے جو حضر موت کے ساتھ ہے۔ بعض لوگوں نے اسے کندہ کو عدنان سے کیا۔(۲۴۲) کندہ کی لڑائی حضر موت کے ساتھ ہوئی۔ شکست کھائے پر وہ ارض معد کی طرف چلے اور وہاں اپنی ریاست قائم کی۔ ان کا پہلا بادشاہ مرتع بن معاویہ بن ثور تھا۔ بعض کے نزدیک حجر پہلا بادشاہ تھا۔ جسے آکل المرار بھی کہتے تھے:

"وکانت کندہ قبل أن یملک حجر علیھا بغیر ملک، فأکل القوی الضعیف، فلما ملک حجر سدّد أموالھا و ساسھا احسن سیاسة"(۲۴۳)

(حجر سے پہلے کندہ بغیر ملک کے تھا۔ پس قوی ضعیف کو کھا جاتا۔ جب حجر نے ملک سنبھالا تو ان کے اموال کی حفاظت کی اور ان کے اچھے حالات سنوارے)

کندہ عرب قبائل پر مشتمل تھی۔ یہ وسط عرب میں تھی جس طرح حیرہ کی ریاست فارس کے ساتھ تھی اور غسان کے تعلقات بازنطینی ریاست سے تھے، اسی طرح ان کے تعلقات یمن کی ریاست کے تبع کے ساتھ تھے۔(۲۴۴) اس کا ظہور چوتھی صدی عیسوی میں ہوتا ہے۔ حارث بن عمر بن حجر نے کچھ عرصہ حیرہ پر بھی حکومت کی۔ ۵۲۹ء میں المنذر سوم کے ہاتھوں شکست ہوئی اور حارث اپنے خاندان کے افراد کے ساتھ مارا گیا۔ امراء القیس ایک مشہور شاعر اسی خاندان سے تھا۔

"و یذکر الاخباریون أن الحارث جمع الی ملکه الحیرہ و آل لحم و ذالک فی زمن قباذ"(۲۴۵)

---

۲۴۱۔ جواد علی، المفصل، ج ۳، ص ۳۱۶

۲۴۲۔ ایضاً، ج ۳، ص ۳۲۱

۲۴۳۔ ایضاً

۲۴۴۔ ایضاً

۲۴۵۔ جواد علی، المفصل، ج ۳، ص ۳۳۳

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

کندہ نجد اور عرب عراق کی جانب ایک ریاست تھی۔ بعد ازاں یہ سکڑ کر حضر موت تک محدود ہوئی۔

## 3.11 سلطنت غسان

بازنطینی ریاست کے تحت جن عربوں نے شام کے شہروں میں حکومت کی۔ وہ آل غسان، آل جفنہ اور الغساسنۃ کے نام سے معروف ہیں۔ ان کی حکومت اسلام کی بعثت و فروغ تک قائم تھی، جب مسلمانوں نے شام کے شہروں کو فتح کیا تو اس وقت ان کی حکومت زوال پذیر ہوئی۔ ان کی حکومت شام سے ایسے ہی ختم ہوئی جیسے آل لخم کی حکومت عراق میں ختم ہوئی۔

مورخین کے مطابق غسان ایک پانی ہے جو ملک کے شہروں میں ہے۔ آل غسان یہاں ٹھہرے تو غسان کہلائے اور ان کی نسل غساسنۃ کے نام سے معروف ہوئی۔

ان کا اصل قبیلہ ازد تھا۔ یمن سے سیل عرم کے بعد یا پہلے نکلے اور اس مقام پر آ رہے۔

### عمر بن عامر المعروف مزیقیا (ماء السماء)

مورخین کے نزدیک عمر بن عامر مزیقیا نے غسان کی قیادت کی۔ ازد قبیلہ کے یہ افراد جب یمن سے نکلے تو بلاد عک آ گئے۔(۲۴۶) عمر بن عامر کے تین بیٹے تھے: حارث بن عمر، مالک بن عمر، حارثہ بن عمر۔

☆☆☆☆☆

---

۲۴۶۔ جواد علی، المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، ج ۳، ص ۳۸۸

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

# باب دوم

## الولاء

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔
mushtaqkhan.iiui@gmail.com

# فصل اوّل

# ولاء کی لغوی تحقیق

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

# فصل اوّل: ولاء کی لغوی تحقیق

اس فصل میں لفظ الولاء کی لغوی تحقیق کی جائے گی اور اس میں عہد جاہلی اور عہد نبوی ﷺ میں ولاء کی مختلف اقسام کا ذکر ہے۔

1.1 اَلْوَلَاءَ: بالفتح ای قرابة.(۱)

ترجمہ: اَلْوَلَاءَ (زبر) کے ساتھ اس کا معنی قرابت کے ہیں۔

**و یقال بینھما وَلاء.(۲)**

عربی زبان میں کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کے درمیان وَلَاءَ ہے یعنی قربت ہے۔ یا معاہدۂ دوستی ہے۔

**ھو من الولی بمعنی القرب.(۳)**

وَلَاءَ مصدر ہے ولی سے جس کا معنی ہے قرب۔

**فھی قرابة حکمیه حاصلة من العتق أو من الموالات.(۴)**

یہ قرابت حکمی ہے جو آزادی دینے یا آزاد کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ یا معاہدہ دوستی سے حاصل ہوتی ہے۔ لغت میں یوں کہا جاتا ہے:

**ولی الشیء، الشیٔ اذا فصل الثانی بعد الأول من غیر فصل.(۵)**

وَلَی الشیٔ اس وقت کہا جاتا ہے جب ایک چیز دوسرے کو اوّل کے بعد بغیر کسی فاصلہ کے حاصل ہو جائے۔ اسے ولاء العتاقہ یا ولاء الموالات کہا جاتا ہے:

---

۱۔ ابن منظور، الامام جمال الدین محمد بن مکرم، الافریقی، المصری، لسان العرب، دار صادر، بیروت، جلد الخامس عشرۃ ص ۴۰۷۔

۲۔ ایضاً

۳۔ لکھنوی، علامہ عبدالحی، بدایۃ المبتدی شرح الھدایہ، ادارہ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراتشی، ج ۶، ص ۴۱۵۔

۴۔ ایضاً

۵۔ لکھنوی، عبدالحی، بدایہ المبتدی شرح ہدایہ، ج ۶، ص ۳۹۹

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

حکمها وهو الارث، یقرب و یحصل عند وجود الشرط من غیر فصل.(٦)

اس کا حکم وراثت ہے یعنی وراثت حاصل ہو جاتی ہے۔ شرط کی موجودگی میں بغیر فصل کے۔ یا یہ چیز حاصل ہوتی ہے موالات کے ذریعے سے۔

وهو مفاعلة من الولایة، وهو النصرة والمحبة.

وَلایة زبر کے ساتھ۔ یہ باب مفاعلہ سے ہے۔ جس کا معنی نصرت اور محبت ہے۔ اس کے نتیجے میں نصرت، اِرث، والعقل(٧) حاصل ہوتی ہے۔ عقل سے مراد دیت ہے۔ (عاقلہ)۔

الوِلایة بالکسر اسم. الاِمارة.(٨)

الوِلایة زیر کے ساتھ اسم ہے جس کے معنی امارۃ یا سلطان ہے۔

1.2 الولیُّ: ولی الیتیم الذی یلی امره و یقوم بکفایته.

یتیم کا ولی وہ شخص ہے جس کے ہاتھ میں اس کا معاملہ آ جائے، یعنی وہ اس کی کفایت کے لیے کھڑا ہو جائے۔

ولی المرءه: الّذی یلی عقد النکاح علیها.(٩)

وہ شخص جس پر عقد نکاح سے اس کا معاملہ اس کے سپرد ہو جائے۔

1.3 المولیٰ: والولی و المولٰی واحدٌ فی کلام العرب.(١٠)

کلامِ عرب میں ولی اور مولٰی واحد ہیں یعنی ایک ہی معنی ہیں۔

---

٦۔ لکھنوی، عبدالحی، بدایہ المبتدی شرح ہدایہ، ج ٦، ص ٣٩٩

٧۔ ایضاً

٨۔ ابن منظور، لسان العرب، ج الخامس عشرہ، ص ٤٠٧

٩۔ ابن منظور، لسان العرب، جلد الخامس عشرہ، ص ٤٠٧

١٠۔ ایضاً، ص ٤٠٨

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

وھو اسم:

یہ اسم ہے، متضاد معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ بہت سوں پر صادق آتا ہے۔

الرّب. المالک. السیّد. والمنعم المعتق، والناصر، ولمحبّ والتابع

والجار، ابن العم، حلیف، العقید(۱۱) والصّھر، والعبد، المعتق والمنعم

مولٰی کے یہ معنی بھی درج ہیں:

الولیّ، والعصبة والحلیف وابن العم والحم والأخ والابن ابن الاخت، والعصبات کلھم والجار والشریک.(۱۲)

اورلھبی بنی امیہ سے مخاطب ہوا جس میں بنی عم پر موالی کا لفظ بولا گیا۔

مھلاً بنی عمّنا مھلاً موالینا نرمی اختیار کر اے ھمارے بنی عم اور اے ھمارے موالی

إمشوا رویداً کما کنتم تکونونا.(۱۳) آھستہ چلو جیسے تم پہلے تھے

مولٰی مختلف معانی میں استعمال ہوتا ہے لیکن جس کی نسبت اس موضوع سے ہے اور جس کی تفصیل اس فصل و باب میں ہے۔ وہ زیادہ تر ان معنوں میں آتا ہے۔

المولٰی: العبد، ای المملوک الّذی ممن علیه صاحبه، بان یفک رقبة، فیعتقه، ولصبر المملوک بذالک مولٰی لعتاقه.

مولٰی: ''غلام، وہ غلام جس پر اس کا آقا احسان کرے اس کی گردن آزاد کر کے، جب وہ مالک اسے آزاد کرتا ہے تو وہ مولٰی عتاقہ بن جاتا ہے''۔(۱۴)

---

۱۱۔ ابن منظور، لسان العرب، جلد الخامس عشرہ، ص ۴۰۶، ۴۰۸

۱۲۔ ابن منظور، لسان العرب، جلد الخامس عشر، ص ۴۰۸

۱۳۔ ایضاً

۱۴۔ جوادعلی، المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، ج ۴، ص ۳۶۶

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

الموالی: عصبة. هم کانوا فی الجاهلیة الموالی، فلما دخلت العجم علی العرب لم یجدوا لهم اسماً.(١٦)

(موالی عصبہ کو بھی کہتے ہیں۔ عہد جاہلی میں اسے موالی کہتے تھے۔ جب عجمی عرب میں داخل ہوئے تو انہیں اس کے سوا کوئی نام نہ دیا)

اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں موالی کا نام دیا جن کے آباء و اجداد کو نہ جانتے ہوں۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِندَ اللَّهِ فَإِن لَّمْ تَعْلَمُوا آبَاءهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ﴾(١٧)

(انہیں اپنے باپوں کی طرف منسوب کرو کہ یہ ہی اللہ کے نزدیک راستی کی بات ہے اور اگر تم ان کے باپوں کو نہ جانتے ہو تو وہ تمہارے دینے کے تو بھائی ہیں اور تمہارے دوست ہیں)

دوسری آیت کریمہ میں ارشاد ہے:

﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالأَقْرَبُونَ﴾(١٨)

(اور ہم نے ہر اس ترکہ کے حق دار چھوڑے ہیں جو والدین اور ان کے رشتہ دار چھوڑ جائیں)

حضرت عباسؓ، مجاہد اور عکرمہ کا قول ہے کہ یہاں موالی سے مراد عصبہ ہیں۔

سدی کا قول ہے کہ موالی سے مراد ورثاء ہیں جبکہ باپ اور بیٹے کے واسطے سے مذکر رشتہ داروں کو عصبہ یعنی موالی کہا جاتا ہے۔(١٩)

---

١٦۔ جواد علی، المفصل، ج ۴، ص ٣٦٦

١٧۔ سورۃ الاحزاب: ۵

١٨۔ سورۃ النساء: ٣٣

١٩۔ الجصاص، علامہ ابوبکر احمد بن علی الرازی الجصاص الحنفی، احکام القرآن، شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد۔ ج ٣، ص ٨٣-۴٨٢۔

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

### 1.4 ولاء العقد، ولاء اموالات

اگر کوئی فرد یا قبیلہ دوسرے قبیلہ یا فرد سے باہم معاہدہ کرے۔ یہ معاہدہ عموماً کمزور قبیلہ یا فرد دوسرے قوی قبیلہ سے کرتا ہے۔ جن شرائط پر معاہدہ ہو جائے یا ادائیگی ہو تو وہ موالی اس آقا کے نسب میں داخل ہو جاتا ہے اور اس قبیلہ کے سردار سے منسوب ہو جاتے ہیں۔ اس طرح کا معاہدہ یہود یثرب نے اوس اور خزرج کے ساتھ کیا تھا۔ وہ یہود یثرب، اوس وخزرج کی ولایۃ میں تھے اور اس طرح انہوں نے اپنے آپ کو مضبوط کیا اور ان کے والی بن گئے۔ جب اسلام کا ظہور ہوا تو ایسے لوگ تھے جو عبداللہ بن ابی کے ولاء میں تھے اور ایسے بھی تھے جو سعد بن معاذ کے ولاء میں تھے اور ان میں سے بعض عبادہ بن صامتؓ کے ولاء میں تھے۔ ان کی ذمہ داری تھی کہ ان کی مدد ونصرت کریں اور وہ ان کا دفاع کرے۔ یہ موالی الحلف تھے۔

### 1.5 مولی الرحم۔ الولاء بالزواج

ولاء کو بعض اوقات شادی سے حاصل کیا جاتا۔ اس طرح بعض موالی اس قبیلہ سے منسوب ہو جاتے ہیں جہاں شادی کی جائے۔

فیکتسب الولاء بالزواج بن موالی بعض القبائل، فتنتسب الی القبیلة التی تزوج من موالیها۔(۲۰)

### 1.6 عرب معاشرے میں موالی کا مقام

قبیلہ کی بنیاد تین طبقات پر تھی:

ا۔ السادة: ابنائها الخلص، وهم ابناء القبیلة الاصلاء و نجدرون من اصل واحد وهم عماد القبیلة و اصحاب الامر۔(۲۰-ا)

(یہ قبیلہ کے اصل افراد تھے۔ ایک اصل یعنی خون، جد سے وابستہ تھے۔ یہ قبیلہ کا ستون تھے اور آزاد وصاحب امر تھے)

---

۲۰۔ خالد قادیری، سفیر اللغة والادب، من تاریخ الادب فی النصر الجاہلی، رسالۃ ا، دسمبر ۲۰۰۸۔ یا الموسوعة ...

۲۰-ا جوادعلی، المفصل فی تاریخ العرب قبل از اسلام، ج ۴، ص ۲۶۸

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

الموالی: یہ دو طرح کے افراد تھے۔ ایک وہ غلام جنہیں آزادی مل گئی، دوسرے وہ افراد جو جنایت کی وجہ سے اصل قبیلہ کو چھوڑ کر اس قبیلہ سے آ ملے۔

الارقاء رعبید: یہ غلام افراد کا طبقہ تھا۔ یہ کسی چیز کے مالک نہ تھے۔ یہ پہلے طبقہ کے غلام تھے۔ یہ وہ افراد تھے جو یا تو جنگ میں قید ہوئے۔ یہ دوسری اقوام وممالک سے خرید کر لائے گئے۔

موالی عرب ہو یا عجم اس کا مقام احرار سے کم ہے اور غلام سے بلند۔ یہی وجہ ہے کہ احرار موالی سے کم نکاح کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ یہ وہ کم ہونے اور ذلت میں ضرب المثل بن گیا اور

فقیل ذالک فی الاسلام

فلو کان عبداللّٰہ مولی بھجوته ولکن عبداللّٰہ مولی موالیا۔(۲۱)

اسلام کی تعلیمات مساوات اسلامی کی ہیں لیکن اس کے باوجود یہ چیز دوبارہ لوٹ آئی اور تفضیل خلق کے لیے پیمانے جاری ہوئے۔ اسلام نے مساوات انسانی کا درس اس طور سے دیا۔

لیکن یہ بات پائی جاتی ہے کہ عرب موالی کو بیٹیاں دینا عار سمجھتے ہیں جیسا کہ عہد جاہلی میں عار سمجھا جاتا تھا۔ برابری اور الکفاءۃ کے سبب۔ شعراء موالی سے شادی کرنے پر ہجو کرتے ہیں۔(۲۲) اور یہ قاعدہ بن گیا۔

الکفاءۃ فی النسب، والدین، والصنعة، والحریة، ولا تزوج عربیة بأعجمی ولا قرینه بغیر قرشی ولا ھاشمیه بغیر ھاشمی ولا عفیفة بفاجر۔(۲۳)

ترجمہ: نکاح میں نسب، دین، صنعت، آزادی میں برابری کو ترجیح دی جاتی تھی۔ عرب عجمی سے شادی نہیں کرتے تھے اور نہ غیر قریشی سے شادی کا قرینہ موجود تھا نہ ہی ہاشمی کا غیر ہاشمی سے اور نہ عفیفہ و پاک دامن کا فاسق و فاجر سے نکاح کا قرینہ موجود تھا۔

اسی وجہ سے حضرت عمرؓ عربوں کے درمیان ولاء کو باطل قرار دیا۔ لیکن اسے عرب و غیر عرب کے درمیان میں جائز رکھا۔

---

۲۱۔ جواد علی، المفصل، ج ۴، ص ۳۶۹۔ جواد علی، المفصل، ج ۴، ص ۳۶۹

۲۲۔ المفصل، ج ۴، ص ۳۶۹

۲۳۔ العبادی، الاسلام المشکلة العصریہ، ۶۶

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

افقد أمر عمرؓ بابطال الولاء بين العرب.(۲۳الف)

آنحضرت ﷺ نے غزوہ بدر میں قید ہونے والوں میں سے کسی کو غلام نہ بنایا۔ گویا کہ یوں آپ نے ولاء الرق و ولاء عتق کو ختم کیا۔ اور فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے اعلان کیا:

"لو كان يجرى على عربى رق لكان اليوم أما الاسلام أو السيف"

اس قسم کے قانون سے غلام سازی کا دروازہ بند ہو گیا۔(۲۳-ب)

حضرت عمرؓ نے عربوں میں بچوں اور عورتوں کو بھی غلام بنانے سے منع کر دیا۔

---

۲۳-الف جواد علی، المفصل، ج ۴، ص ۳۷۰

۲۳-ب۔ محمود المقداد، الموالی و نظام الولاء من الجاہلیۃ الی اواخر العصر الاموی، دارالفکر، دمشق، ۱۹۶۹ء

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔
mushtaqkhan.iiui@gmail.com

# فصل دوم

# ولاء کا تعارف و اقسام

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

# فصل دوم: ولاء کا تعارف و اقسام

## 2 تعارف

ولاء ایک رشتہ دوستی و قرابت ہے۔ عہد جاہلیۃ میں اس کا مختلف انداز سے رواج تھا۔ اسلام نے بھی اس کو روا رکھا اور بعض معاملات میں اس کی تاکید کی۔

عہد جاہلیت میں یہ رشتہ باہمی امداد و نصرت کا وسیلہ و ذریعہ تھا۔ اسلام نے بھی اس کو باقی رکھا لیکن ان معاملات میں اس کی اجازت نہ دی جو اسلامی تعلیمات کے خلاف تھی۔ اس کی انواع کا جائزہ لیتے ہیں۔

اس رشتہ قرابت کی وجہ سے حق اور ذمہ متعین ہوتے ہیں۔

## 2.1 اقسامِ ولاء

عہد جاہلی میں ولاء کی درج ذیل اقسام تھیں:

## 2.2 ولاء عتق

یہ ولاء آزاد کرنے والے اور آزاد کردہ غلام کے درمیان قائم ہوتا ہے جب مالک اپنے بندے یا غلام کو آزاد کرتا تھا تو اس آزادی کے باوجود بھی اس کے درمیان ایک رشتہ قائم رہتا۔ اس رشتہ کو ولاء عتق کہتے ہیں۔ اپنے غلام کو آزاد کر دینے والا آقا مولیٰ کہلاتا۔ کیوں کہ اسے آزادی کی نعمت دینے کے سلسلے میں وہ ہی اس کا ولی نعمت ہوتا ہے تو اس لیے ایسے آقا کو ولی النعمہ بھی کہا جاتا۔ اس کے علاوہ ملکیت، تصرف، ولایت اور نصرت و حمایت میں اس کا نگران ہوتا ہے۔ آزاد شدہ غلام کو بھی مولیٰ کہا جاتا کیونکہ آقا کی طرف سے آزادی کی نعمت سے مالا مال کرنے کی بناء پر اس کے آقا کی ولایت اس کے ساتھ متصل ہو جاتی۔[۲۴]

### 2.2.1 وراثت میں حصہ اور تاوان کی ادائیگی کا ذمہ

اس کے علاوہ آقا آزاد کردہ غلام کے فوت ہو جانے پر اس کی وراثت کا حق دار بن جاتا تھا۔ لیکن اس کی زندگی میں اس کی طرف سے جرمانوں اور تاوان و دیت کی ادائیگی کا بھی اس کے رشتہ داروں کی طرح ذمہ دار ہوتا تھا۔ مولی دو طرح کے ہوتے ہیں:

---

۲۴۔ الجصاص، احکام القرآن جلد۳ ص ۴۸۳

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

مولی یرث و یؤرث فهؤ لاء ذمه الأرحام، ومولی یورث ولا یرث. فهؤ لاء العتاقه.(۲۵)

ترجمہ: مولیٰ دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو وراثت لیتے بھی ہیں اور دیتے بھی جبکہ دوسرا وہ جو وراثت دیتا ہے یا پاتا نہیں۔

واذا اعتق المولیٰ مملوکه فولاءَ ه له؛ لقوله علیه السلام: الولاء لمن اعتق؛ ولأن النناصر به فیعقله، وقد أحیاه معنی بالذالة الرق عنه فیرثه، صغیر الولاء کالنسب ولأن الغنم الغرم".(۲۶)

ترجمہ: جب مولیٰ اپنے غلام کو آزاد کرے تو اس کی ولاء کے لیے ہے۔ آنحضرت ﷺ کے قول کے مطابق ولاء اس کے لیے جو آزاد کرے، اس کے ذریعے باہمی امداد ہو۔ ... وہ اس کی دیت ادا کرتا ہے۔

آقا نے اس سے غلامی ختم کر کے اسے نئی زندگی دی پس وہ اس کی وراثت پائے گا۔ اس طرح ولاء اولاد کی طرح ہو گا کیونکہ غنم غرم کے ساتھ ہے۔ گویا ولاء اولاد کی طرح ہے جس طرح والد اپنے بچے کی میراث پاتا ہے اور اس کی طرف سے دیت و تاوان ادا کرتا ہے اسی طرح آزادی دینے سے وہ نفع بھی پائے گا اور جرمانہ بھی ادا کرے گا۔

فحیث یغرم عقله یرث ماله.(۲۷)

ترجمہ: پس وہ اس کی دیت دے گا اور مال کی وراثت لے گا۔

## 2.2.2 اسلامی وراثت میں مولیٰ عصبۃ ہو گا

قتادہ سے روایت ہے کہ اہل جاہلیت عورت اور بچے کو اپنا وراث نہ بناتے بلکہ اپنی ... کے افراد کو دیتے۔(۲۸) شروع اسلام میں وراثت کا قانون رائج نہ تھا۔

---

۲۵۔ جواد علی، المفصل جلد۴،ص۳۶۶۔

۲۶۔ المرغینانی، علی بن أبی بکر، امام برہان الدین أبی الحسن علی بن أبی بکر ادارۃ القرآن العلوم الاسلامیہ، کراتشی، پاکستان۔ج ... ص ... ، امام مسلم، صحیح مسلم بشرح النعوی، کتاب العتق، باب بیان انو لاءلمن اعتق، ادارہ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی، ج ... ص ۱۳۹۔

۲۷۔ لکھنوئی عبد الحی، ہدایۃ المبتدی شرح الہدایہ، ـــــ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراتشی پاکستان۔جلد۶،ص ...

۲۸۔ الجصاص، ابوبکر احمد بن علی رازی، احکام القرآن جلد سوم ص ۴۷۸۔

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اسی طرح اسلام سے قبل ہی وراثت کی تقسیم وصیت اور دوستی کے متعلق سے ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے وراثت میں شرعی حق ذکر فرما دیا۔ ابو بکر جصاص اس کی تشریح یوں کرتے ہیں۔

طلحہ نے سعید بن جبیر سے اور انہوں نے حضرت عباسؓ سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کی کہ ایک مہاجر عقد مواخات کی بناء پر اپنے انصاری بھائی کا وراث ہوتا انصاری کے اپنے رشتہ دار اس کے وارث نہ ہوئے۔(۲۹) پھر جب آیت: ﴿وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ. اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا﴾(۳۰)نازل ہوئی تو اول الذکر آیت میں ترکہ میں حصہ دینے کا حکم منسوخ ہو گیا۔ پھر فرمایا کہ مدد کی صورت فأتوہم نفسہم میں یہ ہے کہ اسے سہارا دیا جائے۔ اس کے لیے وصیت کر جائے جہاں تک وراثت کی بات تھی وہ اب ختم ہو گئی۔

باپ اور بیٹے کے واسطے مذکر رشتہ داروں عصبہ کو بھی موالی کہتے ہیں۔ درج بالا آیت میں حضرت ابن عباسؓ اور مجاہد کا قول ہے کہ یہاں موالی سے مراد عصبہ ہے۔ جصاص کے رائے میں موالی کے تمام مروی معنوں میں عصبہ کا معنی زیادہ واضح اور قریب تر ہے۔ کیونکہ اسرائیل نے حصین سے، انہوں نے ابو صالح سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”انا اولیٰ بالمومنين من مات وترک مالا فما له للموالى العصبة. ومن ترک كلا او ضياعا فانا وليه فلِاُ دعَى لَهٗ“(۳۱)

ترجمہ: میں اہل ایمان کے لیے سب سے زیادہ قریب ہوں۔ جو شخص وفات پا جائے اور مال چھوڑ جائے تو اس کا مال اس کے موالی یعنی عصبۃ کو ملے گا اور جو شخص عیال یا کوئی بوجھ چھوڑ جائے تو میں اس کا ولی و سرپرست ہوں گا۔

فقہا کے درمیان اس بارے میں بھی کوئی اختلاف نہیں کہ ذوی الفروض کو حصہ دینے کے بعد ترکہ میں سے بچ جانے والا مال اس شخص کو دیا جائے گا جو میت کا سب سے قریبی عصبہ ہو گا۔ سب سے قریبی عصبہ کے ہوتے ہوئے دوسرے کو حصہ نہیں دیا جائے گا۔(۳۲)

---

۲۹۔ الجصاص، احکام القرآن، جلد سوم،ص ۴۸۷، ۳۰۔ سورۃ النساء: ۳۳

۳۱۔ الجصاص، ابوبکر احمد بن علی رازی، احکام القرآن، جلد سوم،ص ۴۸۴ ، بخاری ، صحیح بخاری، کتاب الفرائض ، باب من ترک مالا ،حدیث نمبر ۶۳۴۴، ج ۲۳،ص ۱۶۶! ۳۲۔ ایضاً

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اسی طرح آزادی دینے والا آقا اپنے آزاد کردہ غلام اور اس کی اولاد کا عصبہ ہوتا ہے۔ اس طرح آزاد کرنے والے آقا کی مذکر اولاد آزاد کردہ غلام کی عصبہ ہوتی ہے۔ جب اس آقا کی وفات ہو جائے گی تو اس کی مذکر اولاد آزاد کردہ غلام کی عصبات بن جائے گی اور غلام ولاء انہیں منتقل ہو جائے گی۔(۳۳)

یہ ولاء آقا کی بیٹیوں کو منتقل نہیں ہو گی۔ کوئی عورت ولاء کی بنیاد پر کسی آزاد کردہ غلام یا لونڈی کی عصبہ نہیں بن سکتی ہاں اگر اس نے خود کسی غلام کو آزادی دی ہو یا اس کی آزاد کردہ غلام نے آگے کسی کو آزاد کر دیا ہو۔ تو اس صورت میں ولاء کی بنیاد پر وہ عورت اس کا عصبہ بن جائے گی۔ آزاد کرنے والا آقا سنت یعنی آنحضرت ﷺ کے ارشاد کی رو سے عصبہ قرار دیا گیا ہے۔

یہ بھی ممکن ہے کہ قول باری تعالیٰ میں بھی یہ مراد ہو کیونکہ یہ اپنے آزاد کردہ غلام کا عصبہ ہے اس کی طرف دیت اور جرمانے بھرنے کا اسی طرح سے ذمہ دار ہے جس طرح اس غلام کے بنو اعمام یعنی چچا زاد برادران اس کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔(۳۴) ہدایہ کی عبارت آقا کے وراث ہونے کی طرف سے یوں ہے:

و ولاء العتاقه تعصب وهو احق بالميراث من العمة والخالة لقوله عليه السلام بللذى اشرى عبداً فأعتقه: هو أخوک و مولاک إن شکر فهو خيرله وشرلک وإن کفرک فهو خيرلک وشرله، ولو مات ولم منرک. وارثاً کنت أنت عصبة و ورّث ابنة ضمرص على سبيل العصوبة مع قيام الوارث".(۳۵)

ترجمہ: ولاء العتاقہ انسان کو عصبہ بنا دیتا ہے۔ وہ اس کی میراث کا حق دار اس کے چچا زاد اور ماموں زاد سے زیادہ بن جاتا ہے۔ اگر وہ شکر گزار و احسان مند ہے تو اس کے لیے بہتر ہے کہ ثواب کماتا ہے اور تمہارے لیے برا ہے کہ تمہیں دنیا میں اس کا فائدہ حاصل ہوتا ہے اور آخرت میں ثواب میں کمی ہوتی ہے۔ لیکن اگر وہ ناشکرا ہے تو تمہارے لیے بہتر ہے کہ آخرت میں تمہیں اس کا ثواب ملے گا اور اس کے لیے برا ہے کہ اس کا نقصان اسے آخرت میں ہو گا۔ اگر وہ مر جائے اور اپنا کوئی وارث نہ چھوڑے تو تو اس کا عصبہ وارث ہو گا۔

---

۳۳۔ الجصاص، ابوبکر احمد بن علی رازی، احکام القرآن، جلد سوم، ص ۴۸۴

۳۴۔ الجصاص احکام القرآن، جلد سوم، ص ۴۸۵۔ ۳۵۔ أبی الحسن علی بن أبی بکر المرغینانی، الہدایۃ جزء ۲، ص ۲۰۸

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

''آنحضرت ﷺ حضرت نے حمزہؓ کی بیٹی اور ان کے شکی آزاد کردہ غلام کی بیٹی کو نصف نصف ترکہ دیا''۔ ایک اور حدیث مبارکہ ولاء السنن میں اس باب میں بیان کی گئی اور باب بھی اسی کام سے ترتیب دیا گیا پھر ایک حدیث نقل کی گئی:

باب أن المولیٰ العتاقه عصبة و روی سعید بن منصور: ثنا خالد بن عبد الله هو الطحان عن یونس عن الحسن، قال: قال رسول الله ﷺ.

''المیراث للعصبة فان لم یکن عصبة فللمولی''(۳۶)

ترجمہ: میراث عصبۃ کے لیے ہے اور عصبہ نسبی نہ ہو تو میراث مولیٰ کے لیے ہے۔

یہ حدیث اس بات کی تصریح ہے کہ مولیٰ اس بات ہے اس پر مکمل توضیح اس کتاب کے حاشیہ میں یوں دی گئی۔

صریح فی أن المولیٰ آخر العصبات، فان لم یکن للعتق عصبة میراثه للمولیٰ، وقد قدمنا عن الموفق أن تقدیم المولیٰ فی المیراث علی البرد وذوی الارحام هو قول جمهور العلماء من الصحابة والتابعین ومن بعدهم، فان خلف ذا رحم ومولده فالمال لمولده. وان خلف ابنه ومولده صلبنة النصف والباقی لمولده وه یرد علی النسبت. ۳۶ الف

ترجمہ: وضاحت ہے کہ مولیٰ آخر عصبات میں ہے۔ اگر معتق کا عصبۃ نہ ہو تو میراث مولیٰ کے لیے ہے۔ یہ بات ہم نے پہلے بھی کہی کہ مولیٰ کہ تقدیم میراث میں ذوی الارحام پر رد کے موقع پر مقدم ہے۔ یہ قول جمہور علماء اصحابؓ، تابعین اور ان کے بعد کا ہے۔ اگر ذوی رحم اور مولیٰ پیچھے ہوں تو مال مولیٰ کا ہو گا۔ اگر وہ اپنی بیٹی اور مولیٰ چھوڑے دے تو رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ کے مطابق نصف بیٹی کو ملے گا اور نصف مولیٰ کو۔ رد میں واپس بیٹی کو نہیں بلکہ مولیٰ کو جائے گا۔

---

۳۶۔ عثمانی، ظفر احمد تھانوی، اعلاء السنن، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراتشی پاکستان۔ للسنۃ ۱۴۲۷: اسنۃ الطباعۃ، جلد ۱۶، ص ۲۵۰۔

۳۶۔ الف ایضاً۔

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

### 2.2.3 مولیٰ عتاقہ احادیث کی نظر میں

i) وعن ابن عمرؓ انَّ رسول اللہ ﷺ نھی عن البیع ولاء وعن ھبتہ.(۳۷)

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ولاء کی فروخت سے اور اسے ھبۃ کرنے سے منع کیا ہے۔

اس حدیث کی شرح میں نوویؒ لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے ولاء کی بیع اور ھبہ کی حرمت نکلتی ہے۔ اور یہ معین ہوا کہ اس کی بیع اور ھبہ صحیح نہیں۔ اور ولاء اپنے مستحق کی طرف سے کسی اور منتقل نہیں ہو گی۔

بلکہ ولاء ایک رشتہ ہے ناطے کی طرح اور جمہور علماء کا یہ ہی قول ہے۔ مگر سلف نے اس کا نقل جائز رکھا شاید یہ حدیث ان تک نہ پہنچی ہو۔(۳۸)

ii) حدثنی موسیٰ بن سھل الرملی ثنا محمد بن عیسیٰ یعنی الطباع ثنا عشیر بن أبی اوفی: قال قال رسول اللہ ﷺ: الولاء لحمة کلحمة النسب لا یباع ولا یوھب راوہ ابن جریر فی تھذیب الآثار، ورجالہ ثقات قالہ فی الجوھر النقی"(۳۹)

ترجمہ: اَبی خالد عبد اللہ اَبی اوفی سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ولاء ایاک رشتہ ہے (گوشت کا ٹکڑا ہے) نسب کے رشتہ کی طرح نہ بیچا جاتا ہے نہ ہبہ کیا جاتا ہے۔

iii) وعن أبی ھریرۃؓ انَّ رسول اللہ ﷺ قال من تولّٰی قوماً بغیر إذن موالیہ فعلیہ لعنة اللہ والملائکة ولا یقبل منه الصرف وعدل.(۴۰)

ترجمہ: جو شخص کسی کو اپنا مولیٰ بنائے اپنے مالکوں کی اجازت کے بغیر اس پر لعنت ہے اللہ کی فرشتوں کی نہ اس کا فرض قبول ہو گا نہ نفل۔

---

۳۷۔ ابو الحسین، مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری، صحیح مسلم مختصر شرح نووی، کتاب عتق باب النھی عن بیع الولاء وھبتہ، جلد ۱۰، ص ۱۴۹، ۳۸۔ عثمانی، اعلاء السنن، ج ۱۶، ص ۲۷۵۔ ۳۹۔ ایضاً

۴۰۔ بخاری، محمد بن اسمٰعیل بخاری۔ صحیح البخاری۔ کتاب الفرائض باب اثم من تبرّأ من موالیہ، حدیث نمبر ۵۴۶۳، دار احیاء تراث العربی، بیروت، لبنان، طبعہ الثانیہ، ۱۴۰۱ھ، ۱۹۸۱ء، ج ۲۳ ص ۱۷۱

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

iv) وعن أبی ہریرۃؓ عن اللنبی ﷺ قال "من اعتق رَقَبَةَ مؤمِنَةً وَعُتَقَ اللہ بِکُلِّ ار
منھا إرباً منه من النّار". (۴۱)

ترجمہ: ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص آزاد کرے مسلمان بندے
اللہ تعالیٰ اس کے ہر ایک عضو کے بدلے آزاد کرنے والے کے ہر ایک عضو کو آزاد کرے
گا جہنم سے۔

v ) عن أنس بن مالک النبی ﷺ قال مولیٰ القوم من انفسھم او کما
قال ﷺ. (۴۲)

ترجمہ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ کسی قوم کا کوئی اسی قوم میں سے ہے یعنی
اس کا فرد ہے۔

## 2.3 ۔ ولاء سائبہ

سائبہ سے مراد یہ ہے کہ آقا غلام سے یہ کہے کہ تو آزاد ہے اور تو کسی کی ولاء میں نہیں۔ یعنی تیرا کوئی والی نہیں۔ اس سے مراد یہ ہوتی تھی کہ غلام کو نہ صرف آزاد کرنا بلکہ ولاء سے بھی آزاد کرنا ہوتا۔

"وقد اعتقک سائبه. أوْ انت حر سائبه. و أن لا ولاء لأحد علیه" (۴۳)

(بے شک میں تجھے، سائبہ آزاد کرتا ہوں، تو سائبہ آزاد ہے اور یہ کہ تیرے ساتھ کسی کا
رشتہ ولاء نہیں ہے)

سائبہ اصل میں عرب اس اُونٹنی کو کہتے تھے جسے زمانہ جاہلیت میں نذر کے لیے چھوڑ دیا جاتا تھا۔ یا دس یا بارہ بچے جننے کے بعد اس کو آزاد چھوڑ دیتے۔ نہ اس پر سواری لیتے اور نہ اس کا دودھ پیتے۔ اس کا دودھ یا اس کا بچہ پیتا یا مہمان کا حق ہوتا تھا۔ اس کو چرنے اور پینے کی آزادی ہوتی، جہاں چاہتی چرتی یا پانی پیتی۔

---

۴۱۔ امام مسلم، صحیح مسلم، کتاب عتق، باب التحریم تولی العتیق غیر موالیہ، ج ۱۰، ص ۱۵۱

۴۲۔ بخاری۔ صحیح البخاری۔ کتاب الفرائض، باب مولی القوم من انفسھم حدیث ۶۰۶۳، ج ۲۳، ص ۸۴

۴۳۔ تھانوی، اشرف علی، علی ضوء ما افادہ، اعلاء السنن، الجزء السادس عشر، ص ۲۷۱

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ولاء میں اصل بنیاد یہ آیت کریمہ ہے۔ (۴۴)

﴿ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَاللّٰهِ. فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَ هُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِی الدِّیْنِ وَمَوَالِیْكُمْ﴾(۴۵)

ترجمہ: انہیں ان کے باپوں کی نسبت سے پکارو یہ اللہ کے نزدیک انصاف کی بات ہے۔ تم ان کے آباء کو نہیں جانتے تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں اور تمہارے دوست ہیں

یہاں سائبہ سے مراد وہ غلام ہے جسے آقا آزاد کر دے اور اس کے ساتھ ولاء کا تعلق بھی ختم کر دے۔ اسلام میں اسے جائز نہ رکھا۔ "عن عبدالله ان اهل الاسلام لا يسهبون و ان اهل الجاهلية كانو يسبو" (ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ اہل اسلام سائبہ نہیں بناتے جبکہ اہل جاہلیت بناتے تھے)۔ جمہور علماء کے نزدیک یہ شرط باطل ہے۔ ہدایہ کے مطابق:

"فان الشرط انه سائبه فالشرط باطل والولاء لمن أعتق، لان الشرط مخالف للنص فلا يصح"(۴۶)

(سائبہ کی شرط باطل ہے۔ ولاء اس کے لیے ہے جو آزاد کرے۔ کیوں کہ یہ شرط نص کے خلاف ہے۔ لہذا صحیح نہیں)

قال الحافظ فی "الفتح": قال الحسن البصری، وابن سيرين، والشافعی، و اخرج عبدالرزاق بسند صحيح عن ابن سيرين: أن سالما مولى أبی حذيفه الصحابی المشهور أعتقته، امراء ة من الانصار سائبه، وقالت له: وال من شئت موالی ابی حذيفه، فلما استشهد باليمامه دفع ميراثه لأ نصارية او لا بنها".(۴۷)

(فتح الباری میں صحیح سند کے ساتھ یہ واقعہ نقل کیا کہ سالمؓ ایک مشہور صحابی حضرت ابی حذیفہ کے مولی تھے۔ انہیں ایک انصاری عورت نے سائبہ آزاد کیا اور کہا کہ جس سے چاہو ولاء اختیار کر لو۔ تو انہوں نے ابا حذیفہ سے ولاء کیا۔ جب وہ یمامہ میں شہید ہوئے تو ان کی وراثت اس انصار عورت یا اس کے بیٹوں کو دی گئی)

---

۴۴۔ تھانوی، اشرف علی، علی ضو ما افادہ، اعلاء السنن، ج ۱۶، ص ۲۷۳ ۴۵۔ سورۃ الاحزاب
۴۶۔ المرغینانی، ابی الحسن علی بن ابی بکر المرغینانی، الہدایہ، کتاب الولاء، المجلد، الثالث، جزء ۶، ص ۱۰۴
۴۷۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، شرح صحیح البخاری، کتاب الفرائض، باب نمبر ۲۰، میراث السائب، دارالسلام الریاض ۱۴۲۰ھ ج ۱۲، ص ۵۰

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

## 2.4 ولاء المکاتبۃ

مکاتبت سے مراد یہ ہے کہ غلام اپنے آقا سے یہ کہے کہ میں اگر زر ثمن ادا کر دوں تو مجھے
دے اور آقا اسے قبول کر لے۔ تو جب وہ رقم ادا ہو جائے تو غلام آزاد ہو جائے گا۔ یا مالک اپنے غلام سے یہ
کہے کہ اگر تو اتنی رقم ادا کر دے بیکمشت یا اقساط پر تو تجھے آزادی ہے۔ اور اگر غلام یہ مقررہ رقم ادا کر دے تو
اس کو آزاد کر دیا جائے گا۔

مکاتبت کے ذریعہ آزاد ہونے والے کی ولاء آزاد کرنے والا آقا سے ہو گی۔ اسے ولاء مکاتبت کہتے
ہیں۔

اِنّ العبد یکاتب علی نفسه بثمنه، فاذا سلی و أداه عتق.(۴۸)

ترجمہ: جب غلام اپنی جان کی آزادی کے لیے کچھ رقم طے کر لے۔ جب وہ اس کی کوشش
کرے اور ادا کر دے تو وہ آزاد ہے۔

اِنّ المکاتبة، انّ یکاتب الرجل عبده علی مال یؤدیه الیه منجما فاذا اداه صار
حرّا(۴۹)

ترجمہ: مکاتبت یہ ہے کہ آقا اپنے غلام کے لیے مال پر مکاتبت کرے کہ وہ اقساط میں
ادا کر دے گا۔ جب وہ ادا کر دے تو وہ آزاد ہو جائے گا۔

والا صل فی ولاء المکاتبة، ان من اعتق عهداً کان ولاؤہ له، فنیسب الیه. واذا مات
کان هو وارثه (۵۰)

ترجمہ: ولاء مکاتبۃ میں اصل بات یہ ہے کہ جب ایک غلام آزاد ہوتا ہے تو اس کی ولاء اس
کے لیے ہے جو آزاد کرے۔ وہ اسی کے نسب میں شمار ہو گا یا اسی سے منسوب ہو گا۔ اور
جب مر جائے گا تو وہ آقا ہی اس کا مالک ہو گا۔

---

۴۸۔ جواد علی، المفصل۔ جلد۴، ص ۳۶۷

۴۹۔ ایضاً

۵۰۔ جواد علی۔ المفصل۔۔ جلد۴، ص۳۶۷

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

حضرت بریرہؓ حضرت عائشہؓ کے پاس آئیں۔ اور کہا کہ میں نے سات اوقیہ پر مکاتبت کی ہے۔ آپ میری مدد کریں۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اگر وہ چاہئیں تو میں ساری رقم یکبارگی ادا کردوں پر اس کی ولاء میری ہو گی۔ اس کے آقا نے اس سے انکار کر دیا۔ حضرت عائشہؓ نے آنحضرت ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا:

"فذکرت ذالک لرسول الله ﷺ فقال لا یمنعک ذالک فانّما الولاء لمن اعتق". (۵۱)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس سے مت رکو (یعنی مکاتبت کی رقم ادا کر دو) لیکن ولاء اس کے لیے ہے جو آزاد کرے۔

## 2.5 ولاء العقد۔ ولاء الموالات

ایک فرد، فرد سے، یا قبیلہ دوسرے قبیلہ سے باہم دوستی کا معاہدہ کر کے ایک نئے رشتہ میں پیوست ہو جاتے تھے۔ ایسے معاہے یا حلف کو ولاء الحلف، ولاء العقد، یا ولاء الموالات کہتے تھے۔

جاہلیت میں یہ رشتہ اس حد تک قائم ہو جاتا کہ ایک دوسرے کے وارث بن جاتے تھے۔ اس طرح کمزور قبیلہ طاقتور قبیلہ سے ولاء موالات قائم کرتا یا ایک شخص دوسرے کے ساتھ رشتہ باندھ لیتا تھا۔

"وینتسب المولیٰ عندئذٍ الی سیّده. (۵۲)

ومن هذا القبیل یهود یثرب، فقد کانوا فی ولایة الاوس والخزرج. جاء کل بطن منهم الی بطن الاوس أو الخزرج ینعنرزون بهم عرص رو موالی لهم .......... ولما ظهر الاسلام کان من دخل فی ولاء عبد الله بن أبی ومنهم من دخل فی ولاء عبادة بن الصامت مکان علیهم العون، والنقرة لمن دخل فی ولایة أو ولائهم. (۵۳)

---

۵۱ ابو الحسن مسلم، صحیح مسلم، کتاب العتق، باب الولاء عن اعتق، ج ۱۰، ص ۱۳۹۔

۵۲۔ جواد علی المفصل ج ۴، ص ۳۶۷

۵۳۔ جواد علی۔ المفصل ج ۴، ص ۳۶۸

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ترجمہ: اسی قبیل کے لوگ یہود یثرب تھے۔ وہ اوس اور خزرج کے ولاء میں تھے۔ ان میں سے ہر ایک بطن اوس اور خزرج کے بطن سے طالب مدد تھا۔ ان کی مدد سے عزت پانے اور ان کے موالی بن گئے تھے۔ جب اسلام ظاہر ہوا تو ایسے بھی تھے جو افراد کی ولاء میں آئے۔ کچھ عبد اللہ بن اُبی کے ولاء میں تھے۔ کچھ سعید بن معاذ اور کچھ عبادہ بن بن صامت کی ولاء میں تھے۔ ان کے اوپر ان کی مدد و نصرت تھی جو ان کی ولاء میں داخل ہوئے۔

### 2.5.1 بنو قینقاع خزرج جبکہ بنو قریظہ اوس کے موالی تھے

عزوہ بنی قریظہ میں جب رسول اللہ ﷺ نے قریظہ کا گھراؤ کا تو انہوں نے قبیلہ بنی اوس سے سفارش کی اور مشاورت کے لیے آنحضرت سے گزارش کی کہ:

"أن العبث الینا لبابه بن عبد المنذر أخا بنی عمرو بن عوف وکانوا حلفاء الاوس نشتره فی امرنا". (۵۴)

ترجمہ: یہ کہ ہمارے پاس لبابہ بن المنذر بنی عمرو بن عوف کے بھائی اور اوس کے حلیف تھے تاکہ ہمارے معاملے میں مشورکریں۔

اوس نے آنحضرت ﷺ سے سفارش کی کہ:

"فلما أصبحوا نزلوا علی حکم رسول الله فتوا شبت الاوس فقالوا یا رسول الله ﷺ انهم کانوا موالینا دون الخزرج وقد فعلت فی موالی افواننا بالاس ماقد عصت وقد کان رسول الله ﷺ قبل بنی قریظه قد حامه بنی قینقاع مکانوا حلفاء الخزرج فنزلوا علی حکمه فساله ایابهم عبد الله بن أبی سلول فهوهبهم له کلمة کلمة الاوس قال رسول الله ﷺ ألا ترضون یا معشر الاوس أن یحکم فیهم اجل منکم قالوا بلی قال رسول الله ﷺ فذاک إلی سعد بن معاذؓ".

---

۵۴۔ ابن ہشام۔ لاامام عبد الملک بن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ۔عبد التواب اکیڈمی ملتان۔ج۲،ص۹۶

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ترجمہ: قبیلہ اوس نے رسول اللہ ﷺ سے گزارش کی کہ وہ ہمارے موالی ہیں خزرج کے نہیں۔ آپ نے ہمارے بھائی خزرج کے موالی بن قینقاع کے بارے میں فیصلہ فرمایا آپ اسے جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے جب بنو قینقاع کا محاصرہ کیا جو خزرج کے موالی تھے تو وہ آپ کے حکم سے اتر آئے تو عبداللہ بن اُبی سلول کے سوال پر آپ نے انہیں ہبہ کر دیے۔ تو اوس کے موالی کو بھی ہبہ کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے معشر الاوس کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تم میں سے کوئی شخص اس بات کا فیصلہ کر دے۔ انہوں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ ﷺ آپ نے فرمایا وہ سعد بن معاذ ہیں۔

ابن سعد نے بھی یہ نقل کیا کہ اوس نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ بنی قریظہ کو ہمیں ہبہ کر دیں۔ وہ ان کے حلفاء میں سے نہیں۔ آپ ﷺ نے ان کا فیصلہ سعد بن معاذ کے سپرد کیا جنہوں نے فیصلہ کیا کہ جن پر استرے چلتے ہیں یعنی جو بالغ نہیں انہیں قتل کر دیا۔(۵۵)

### 2.5.2 ولاء موالات قرآن مجید کی روشنی میں

موالات ایک خاص قسم کی دوستی کا نام ہے۔ وہ اس طرح ہوتی ہے کہ جس کا کوئی وارث نہ ہو وہ دوسرے سے کہے کہ آپ میرے مولیٰ بن جائیں۔ میں آپ کو اپنا وارث بناتا ہوں۔ اگر مجھ سے کوئی موجب دیت امر سرزد ہو جائے تو آپ دیت دیں۔ دوسرا اسے قبول کرے۔ تو یہ عقد ''موالات'' ہے۔ اور دوسرا قبول کرنے والا ''مولیٰ الموالات'' یہ عقد جانبین سے بھی ہوسکتا ہے۔ ایسی صورت میں دونوں ایک دوسرے کے مولیٰ الموالات اور وارث ہوں گے۔

﴿ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ.وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ. اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا﴾(۵۶)

(اور ہم نے ہر اس ترکے کے حق دار چھوڑے ہیں جو والدین اور رشتہ دار چھوڑیں۔ رہے وہ لوگ جن سے تمہارے عہد و پیمان ہوں تو ان کا حصہ انہیں دو)

---

۵۵۔ ابن سعد۔طبقات ابن سعد، ج ۲،ص ۳۷۵۔

۵۶۔ النساء: ۳۳

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ابوبکر جصاص اس آیت کی تشریح میں درج ذیل نکات پیش کرتے ہیں:

[طلحہ بن معرف نے سعید بن جبیر سے اور انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے اس قول باری تعالیٰ کی تفسیر میں روایت کی ہے کہ ایک مہاجر عقد مواخات کی بناء پر اپنے انصاری بھائی کا وارث ہوتا، انصاری کے اپنے رشتہ دار اس کے وارث نہ ہوتے۔ پھر جب آیت:

﴿ولکل جعلنا موالی مما ترک الوالدان والاقربون﴾

نازل ہوئی تو اوّل الذکر آیت میں ترکہ میں حصہ دینے کا حکم منسوخ ہو گیا۔ پھر حضرت ابن عباسؓ نے اوّل الذکر آیت تلاوت کی اور فرمایا کہ مدد کی فاتوہم نصیبہم کی صورت یہ ہے کہ اب ایسے شخص کی مدد کی جائے، اسے سہارا دیا جائے۔ اس کے لیے وصیت کر جائے، جہاں تک کہ وارث کی بات تھی وہ اب ختم ہو گئی]

علی بن ابی طلحہؒ نے ابن عباسؓ سے قول باری تعالیٰ کے سلسلے میں روایت کی کہ ایک شخص دوسرے سے عہد و پیمان کر لیتا ہے کہ ہم میں سے جو پہلے وفات پا جائے گا دوسرا اس کا وارث ہو گا۔

اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُهٰجِرِیْنَ اِلَّا اَنْ تَفْعَلُوْا اِلٰی اَوْلِیٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا.﴾(۵۷-ا)

''اور اللہ کی کتاب میں رشتہ دار ایک دوسرے سے زیادہ تعلق رکھتے ہیں۔ بہ نسبت دوسرے مومنین اور مہاجرین کے ہاں مگر تم اپنے دوستوں سے جو سلوک کرنا چاہو تو وہ جائز ہے''

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ لوگ اگر اپنے دوستوں کے لیے جن کے ساتھ عہد و پیمان میں وصیت کرنا چاہیں تو ان کے لیے میت کے تہائی ترکہ سے ایسا کرنا جائز ہے۔ آیت مذکور میں معروف کے یہی معنی ہیں۔ ابو بشر نے سعید بن جبیر سے اس قول باری کی تفسیر میں روایت کی ہے۔ زمانہ جاہلیت میں یا یک شخص دوسرے سے عہد و پیمان کرتا پھر اگر وہ مر جاتا تو وہ شخص اس کا وارث بن جاتا۔ حضرت ابوبکرؓ نے بھی ایک شخص سے اس قسم کا معاہدہ کیا تھا اور اس کی موت پر اس کے وارث بن گئے تھے۔

---

۵۷-ل سورۃ النساء: ۳۳ ۵۷۔ الاحزاب: ۶

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

سعید بن المسیب کا قول ہے کہ یہ حکم ان لوگوں کے لیے ہے جو لوگوں کو متبنی بنا کر انہیں اپنے رشتہ دار قرار دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق یہ آیت نازل کی کہ ایسے لوگوں کے لیے وصیت کی جائے اور میراث کو اس کے حق دار رشتہ دار اور عصبات کی طرف لوٹا دیا جائے۔

ابوبکر جصاصؒ کہتے ہیں کہ ہم نے سلف کے جو اقوال بیان کیے ہیں اس میں یہ بات ثابت ہوگئی کہ عہد و پیمان اور موالات کی بنیاد پر میراث کے استحقاق کا حکم زمانہ اسلام میں بھی جاری رہا۔(۵۸)

## 2.5.3 فقہاء کی آراء

بعض علماء کا خیال ہے کہ حکم قول باری واولوا الارحام بعضهم اولی ببعض فی کتاب اللہ کی بناء پر منسوخ ہوا۔ جبکہ بعض حضرات کا قول ہے کہ بالکلیہ منسوخ نہ ہوا بلکہ زوی الارحام پس نسبی رشتہ داروں کو عہد و پیمان کی بناء پر بننے والے دوستوں سے بڑھ کر مستحق قرار دیا گیا یاور رشتہ داروں کی موجودگی میں ان دوستوں کی میراث منسوخ ہو گئی لیکن اقرباء کی عدم موجودگی میں یہ حکم اسی طرح باقی ہے جس طرح پہلے تھا۔

موالی الموالات یعنی عہد و پیمان کی بنیاد پر بننے والے حلیف اور دوستوں کی میراث کے متعلق فقہاء کے درمیان اختلاف رائے ہے۔ امام ابوحنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ، امام محمدؒ اور زفر کا قول ہے کہ جو شخص کسی ہاتھ پر مسلمان ہو گیا۔ پھر اس کے ساتھ اس نے دوستی کا عہد و پیمان کر لیا تو اس کی موت پر اگر اس کا کوئی وارث موجود نہ ہو تو اس کی میراث اس شخص کو مل جائے گی۔

امام مالکؒ، امام شافعیؒ، ابن شرمہ، سفیان ثوری اور اوزاعی کا قول ہے کہ اس کی میراث مسلمانوں کو ملے گی۔(۵۹)

ابوبکر جصاصؒ کہتے ہیں کہ یہ آیت اس شخص کے لیے میراث کو واجب کرتی ہے جس کے ساتھ مرنے والے نے عہد و پیمان کا اس طریقہ پر معاہدہ کیا تھا جو ہمارے اصحاب نے بیان کیا، کیوں کہ ابتدائے اسلام میں یہ حکم جاری تھا اور اللہ تعالیٰ نے قرآن میں منصوص طریقے سے اس کا حکم دیا تھا۔ پھر یہ ارشاد ہوا:

---

۵۸۔ الجصاص، احکام القرآن، ج ۳، ص ۴۸۸

۵۹۔ ایضاً، ج ۳، ص ۴۸۹

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

﴿واولو الارحام بعضهم اَولی ببعضٍ فی کتاب اللّٰه من المومنین والمهاجرین﴾(۶۰)

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ذریعے ذوی الارحام کو عہد و پیمان کرنے والے موالی سے بڑھ کر حق دار قرار دیا۔ اس لیے جب ذوی الارحام موجود نہ ہوں تو اس صورت میں موالی کا وراثت میں استحقاق ہوگا۔

کیوں کہ آیت نے وہ حق جو ان موالی کو حاصل تھا اسے ذوی الارحام کی طرف ان کی موجودگی کی صورت میں منتقل کر دیا تھا۔ اگر ذوی الارحام موجود نہ ہوں تو قرآن میں اور نہ ہی سنت میں کوئی ایسا حکم موجود ہے جو اس آیت کے نسخ کا موجب بن رہا ہو۔

اس لیے اس آیت کا حکم ثابت اور غیر منسوخ ہے اور اپنے مقتضیٰ کے مطابق قابل عمل ہے۔ یعنی ذوی الارحام کی عدم موجودگی موالی کے لیے میراث کا حکم ثابت اور جاری ہے۔

رسول اللہ ﷺ سے بھی روایت موجود ہے جو ذوی الارحام کی عدم موجودگی میں اس حکم کے ثبوت اور بقاء پر دلالت کرتی ہے۔ جصاص نے تمیم داریؓ سے نقل کیا کہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے پوچھا تھا کہ اس شخص کے متعلق کیا حکم ہے جو کسی مسلمان کے ہاتھوں اسلام لے آتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اسے مسلمان کرنے والا شخص اس کی زندگی اور موت دونوں حالتوں میں دوسرے تمام لوگوں سے بڑھ کر اس کی میراث کا حق دار ہے کیوں کہ ان کی موت کے بعد ان دونوں کے درمیان صرف میراث کے اندر ولاء کی صورت باقی رہ جاتی ہے۔(۶۱)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک حکم نامہ تحریر کیا تھا کہ:

"علی کل بطن عقولهم"

(ہر قبیلے یا گروہ پر اس کے افراد کے کیے ہوئے جرائم کی دیتوں اور تاوانوں کی ادائیگی کی ذمہ داری ہوگی)(۶۲)

---

۶۰۔ الاحزاب:۶

۶۱۔ الجصاص، احکام القرآن، ج ۳، ص ۴۹۰

۶۲۔ ایضاً

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

## 2.5.4 ذوی الارحام اور مولی الموالات کی میراث میں حکمت

ذوی الارحام اور مولی الموالات میراث اس لیے پاتے ہیں کہ وہ زندگی میں اس کی نصرت و حمایت کرتے ہیں۔ ذوی الارحام میت کے وہ رشتہ دار ہیں جن کا حصہ قرآن کریم میں مقرر نہیں، نہ اجماع سے ثابت ہے۔ اور نہ وہ عصبات ہیں۔ جیسے ماموں، خالہ، پھوپھی، وغیرہ۔ ذوی الفروض اور عصبات کی عدم موجودگی میں ذوی الارحام وارث حضرت زید بن ثابتؓ کی رائے میں یہ ترکہ بیت المال میں دیا جائے گا۔ مگر جب بیت المال کی شرعی حیثیت قائم نہیں تو متاخرین مالکیہ اور شافعیہ نے ذوی الارحام کو توریث کا فتویٰ دیا ہے۔(۶۳)

## 2.5.5 نومسلم سے معاہدہ دوستی-عقد موالات

اسی آیت کے ضمن میں صاحب ہدایہ فقہ کا اصول مرتب فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

"و اذا أسلم رجل على يد رجل، و والاه على أن يرثه، و يعقل عنه إذا جنى، او اسلم على يد غيره ووالاه فالولاء صحيح، و عقله على مولاه، فان مات ولا وارث له غيره فمراته للمولى"(۶۴)

(جب کوئی شخص ایک شخص کے ہاتھ پر اسلام قبول کرتا ہے اور اس دوستی کا معاہدہ کرتا ہے کہ وہ اس کا وارث ہوگا جبکہ تاوان، اور جرمانہ اس کی طرف سے ادا کرے یا اسلام کسی اور کے ہاتھ پر لایا لیکن دوستی کا رشتہ باندھ لیا یعنی اس کا معاہدہ کرے تو اس کا یہ معاہدہ صحیح ہے اس کی دیت و جرمانہ مولیٰ کی ذمہ داری ہوگی)

صاحب ہدایہ نے امام شافعیؒ کا اختلاف بھی ذکر کیا لیکن آیت مبارکہ اور حدیث کا حوالہ جو کہ پہلے گزر چکی ہے دے کر اس کا جواز فراہم کرتے ہیں۔ اس شرط کے ساتھ کہ:

"بالالتزام وهو بالشرط، ومن شرطه أن لا يكون المولى من العرب، لأن تناصرهم بالقبائل، فأغنى من الموالات"

(اس شرط کے ساتھ کہ مولیٰ (اسفل) عرب نہ ہو کیوں کہ اس کو قبائل کی مدد و نصرت حاصل ہے۔ وہ مولات سے غنی ہے)۔(۶۵)

---

۶۳۔ پالنپوری، مولانا سعید احمد، رحمۃ اللہ واسعۃ شرح حجۃ اللہ البالغہ، زم زم پبلشرز کراچی، ۲۰۰۹ء، ج ۳، ص ۶۰۔

۶۴۔ المرغینانی، ابی الحسن علی بن ابی بکر، الہدایہ، ج ۳، جز ۶، ص ۳۱۱

۶۵۔ ایضاً

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

## نو مسلم سے معاہدہ دوستی یا عقد موالات

امام ابوحنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ، امام محمدؒ اور زفرؒ کا قول ہے کہ جو شخص کسی کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا پھر اس نے اس کے ساتھ دوستی کا عہد و پیمان کر لیا ہو تو اس کی موت پر اگر اس کا کوئی وارث موجود نہ ہو تو اس کی میراث اس شخص کو مل جائے گی۔

امام مالکؒ، امام شافعیؒ، ابن شبرمہ، سفیان ثوری اور اوزاعی کا قول ہے کہ اس کی میراث مسلمانوں کو ملے گی۔ یحییٰ بن سعید کا قول ہے کہ اگر کوئی شخص دشمنوں کی سرزمین سے آ کر کسی کے ہاتھ پر اسلام لائے تو اس شخص کی ولا اس کو حاصل ہو گی جس کے ساتھ اس نے موالات کیا ہو اور اگر کوئی ذمی کسی مسلمان کے ہاتھ پر اسلام لے آیا ہو تو اس کی ولاء عامۃ المسلمین کے لیے ہوگی۔

لیث بن سعد کا قول ہے جو شخص کسی کے ہاتھ پر اسلام قبول کرے تو گویا اس نے اس کے ساتھ عقد موالات کر لیا اور اس کی میراث اس کے لیے ہوگی اگر اس کے سوا کوئی اور وارث موجود نہ ہو۔

حضرت تمیم داریؓ سے ایک روایت ہے کہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے پوچھا تھا کہ اس شخص کے متعلق کیا حکم ہے جو کسی مسلمان کے ہاتھوں اسلام لے آتا ہے۔(٦٦)

آپ نے جواب میں فرمایا تھا کہ اسے مسلمان کرنے والا یہ شخص اس کی زندگی اور موت دونوں حالتوں میں دوسرے تمام لوگوں سے بڑھ کر اس کے قریب ہے۔ آپ کا یہ قول اس بات کا مقتضی ہے کہ یہ شخص دوسرے تمام لوگوں سے بڑھ کر اس کی میراث کا حق دار ہے کیوں کہ اس کی موت کے بعد ان دونوں کے درمیان صرف میراث کے اندر ولاء کی صورت باقی رہ سکتی ہے۔ اور یہ چیز اس قول کے ہم معنی ہے۔

امام زہریؒ سے روایت ہے کہ ان سے ایک شخص کے متعلق پوچھا گیا تھا جس نے مسلمان ہونے کے بعد ایک شخص سے عقد موالات کر لیا تھا کہ آیا اس میں کوئی حرج ہے۔ آپ نے فرمایا ''کوئی حرج نہیں'' اس کی اجازت حضرت عمرؓ نے بھی دی تھی۔

قتادہ نے سعید بن المسیب سے روایت کی ہے جو شخص کسی گروہ کے ہاتھوں اسلام لے آئے۔ اس شخص کے جرائم کا تاوان وہ ادا کرے گا۔ اور اس کی میراث اس گروہ کے لیے حلال ہوگی۔

---

٦٦۔ الجصاص، احکام القرآن، ج ٣، ص ٤٩٠

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ابو عاصم النبیل نے ابن جریج سے انہوں نے ابو زبیر سے اور انہوں نے حضرت جابرؓ سے روایت کی۔ حضورﷺ نے ایک حکم نامہ تحریر کیا تھا:

"کتب النبیُ ﷺ علی کل بطن عقولۂ"(۶۷)

"ہر قبیلہ یا گروہ پر اس کے افراد کے کیے ہوئے جرائم کی دیتوں اور تاوانوں کی ادائیگی کی ذمہ داری ہو گی"

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

"لا یتولیٰ مولی قوم الا باذنہم"(۶۸)

"کسی قوم کے ساتھ موالات رکھنے ان کی اجازت کے بغیر کسی سے رشتہ موالات قائم نہ کرے"

## 2.5.6 اسلام اور عقد جاہلی

زمانہ جاہلیت میں فرد باہم یا قبائل باہمی نصرت و دفاع کا معاہدہ کرتے تو ہر لحاظ سے ایک دوسرے کا ساتھ دیتے، یہاں تک کہ وراثت میں بھی ایک دوسرے کو وراثت دینے کا معاہدہ کرتے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بھی ایک ایسا معاہدہ کیا اور اس کے فوت ہونے کے بعد اس کی وراثت پائی۔ یہ معاہدہ اس طرح کا ہوتا کہ ایک شخص دوسرے سے کہتا:

"میرا گرانا تیرا گرانا ہے۔ میرا خون تیرا خون ہے، تو میرا وارث بنے گا اور میں تیرا وارث بنوں گا"۔(۶۹)

اس طرز کے معاہدے میں بہت سی باتیں ایسی بھی تھیں جن کی اسلام نے ممانعت کر دی۔ مثلاً اس میں یہ شرط ہوتی کہ ہر ایک دوسرے کا ساتھ دے گا۔ اس کی خاطر اپنا خون بہائے گا، جس چیز کو وہ گرائے گا اسے یہ بھی گرائے گا۔ اس طرح جائز و ناجائز ہر کام میں اس کی مدد کرے گا۔ یہ معاہدہ جاہلیت ہے۔

۶۷۔ الجصاص، الاحکام القرآن، ج ۳، ص ۲۹۰۔ امام مسلم، صحیح مسلم، بشرح النوی، کتاب العتق، باب تحریم تولی العتق غیر موالیہ، ج [illegible]

۶۸۔ ایضاً

۶۹۔ الجصاص، ص احکام القرآن، ج ۳، ص ۲۹۱

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

شریعت نے اس طرح کے معاہدہ کو باطل قرار دیا۔ ظالم کے مقابلے میں مظلوم کی حمایت واجب کر دی۔ یہاں تک کہ ظالم سے مظلوم کا بدلہ لیا جائے۔ اس لحاظ سے کسی قرابت یا غیر قرابت داری کا لحاظ نہ رکھا جائے۔

## اسلام میں نصرت وحمایت کا معیار

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے اس بات کا معاہدہ لیا کہ عدل اور انصاف کے گواہ بنو۔ چاہے تمہارے والدین یا اقرباء ہوں۔ تم امیر ہو یا فقیر۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ كُونُواْ قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاء لِلّهِ وَلَوْ عَلَى أَنفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالأَقْرَبِينَ إِن يَكُنْ غَنِيّاً أَوْ فَقَيراً فَاللّهُ أَوْلَى بِهِمَا فَلاَ تَتَّبِعُواْ الْهَوَى أَن تَعْدِلُواْ﴾(۷۰)

''اے ایمان والو! انصاف کے علمبردار اور خدا کے واسطے گواہ بنو۔ اگرچہ تمہارے انصاف اور تمہاری گواہی کی زد میں خود تمہاری ذات، والدین یا اقرباء میں ہوں۔ فریق معاملہ مالدار ہو یا غریب۔ اللہ تم سے زیادہ ان کا خیرخواہ ہے۔ تم اس کا لحاظ کرو۔ لہذا اپنی خواہش نفس کی پیروی میں عدل سے باز نہ رہو''

اس طرح زمانۂ جاہلیت کے اس طریق کا کو باطل کر دیا جس کی رو سے غیر کے مقابلے میں حلیف و رشتہ دار کی معونت لازم ہوتی تھی۔ خواہ یہ رشتہ دار و حلف ظالم ہی کیوں نہ ہو۔

## جاہلیت میں حلیف کی وراثت

عہد جاہلی میں عقد ولاء کے تحت اس کی وراثت معاہدہ دوستی کے تحت ایک دوسرے کو ......... اقرباء اس کے حق دار نہ تھے۔ اسلام میں اس طرح کے معاہدہ کو بھی باطل قرار دیا بلکہ اس کی وراثت کے حقدار اس کے ورثاء عصبہ و اقرباء کو بنایا۔ حلیف یا معاہد کے لیے ایک تہائی وصیت کو جائز قرار دیا۔ انہی باتوں کے پیش نظر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''لا حلف فی الاسلام. و اما حلف کان فی الجاهلیه لم یزده الاسلام الاشدة''(۷۱)

۷۰۔ سورۃ النساء: ۱۳۵

۷۱۔ الجصاص، احکام القرآن، ج ۴، ص ۱۲۱۔ ابن حجر، فتح الباری، کتاب الکفالۃ باب۲، ج۴، ص۵۹۶

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اسلام میں اس طرح کا معاہدہ نہیں جس میں ہر حال میں ظالم کی مدد کی جائے اور مظلوم کی ورثاء کو وراثت سے محروم کیا جائے:

آپ کے ارشاد کے دوسرے حصہ سے مراد یہ ہے۔ اسلام نے ایسے معاہدے سے روکنے اور اس کے ابطال کرنے میں اور زیادہ شدت اور سختی سے کام لیا۔

دوسری توجیہ یہ ہے کہ جو حلف مدد و نصرت مظلوم کے لیے ہے۔ اسلام اس کے لیے شدت سے عمل کا حکم دیتا ہے بلکہ جو حلف ظلم اور زیادتی کا باعث ہو اس کی نفی کرتا ہے۔

ارشاد باری ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُواْ أَوْفُواْ بِالْعُقُودِ﴾(۷۲)

(اے ایمان والوں بندشوں کی پابندی کرو)

حضرت ابن عباسؓ نے مجاہد، مطرف، ربیع، ضحاک، ابن جریح اور ثوری کا قول ہے کہ اس مقام پر عقود سے عہود مراد ہے۔

ابوبکر جصاص کے مطابق مفسرین کا اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ لوگ اسلام کے ابتدائی زمانے میں نسب کی بجائے حلف اور معاہدے کی بناء پر دوسرے کا وارث قرار پاتے تھے۔

درج بالا آیت کا بھی یہ ہی مفہوم ہے۔ یہاں تک کہ وقت آ گیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے رشتہ داروں کو حلیف کے مقابلے میں اولیٰ قرار دیا۔

﴿وَأُوْلُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَى بِبَعْضٍ فِيْ كِتَابِ اللَّهِ﴾(۷۳)

زمانہ جاہلیت میں ہونے والے معاہدے میں دو قباحتیں تھیں جن کو اسلام نے باطل قرار دیا۔ ایک ہر حال میں مدد و نصرت، دوسرے وراثت میں دوعہ الارحام کی محرومی۔ اسلام نے اس کی اجازت نہ دی۔

---

۷۲۔ سورۃ المائدہ: ۱

۷۳۔ سورۃ الاحزاب: ۶

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔
mushtaqkhan.iiui@gmail.com

# فصل سوم

# ولاءِ اسلام

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

# فصل سوم: ولاء اسلام

3.1 اسلام نے سابقہ رشتہ ولاء کے ذریعے سے جو تنظیم اور قوت افراد کے مابین بنتی تھی اس طرز تنظیم کو باقی اور قائم رکھا۔ اور اس میں بتدریج تبدیلی کا حکم دیا اور بالآخر اس رشتہ ولاء کو ایک مکمل تنظیمی شکل دے کر اس کے قواعد وضوابط منضبط کر دیئے۔

ولاء کی اصل یہ آیت مبارکہ ہے جس میں اصولی طور پر معاہدہ دوستی کی بنیاد فراہم ہوتی ہے:

﴿فَإِن لَّمْ تَعْلَمُوا آبَاءَ هُمْ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ﴾(۷۴)

(اگر تم ان کے اباء کو نہیں جانتے تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں اور دوست ہیں)

گویا تنظیم سازی کا ایک نیا سبب باہمی مدد ونصرت ہی نہیں بلکہ دین کو قبول کرنا ہی ہے۔ وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔ ایک دین کو قبول کرنے والے اور ایک رسول ﷺ کی اطاعت کرنے والے ہیں۔ تو گویا عہد اسلامی کی ایک صفت یہ بھی ہوئی کہ اب رشتہ ولاء کی بنیاد محض باہمی مدد ونصرت ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ دین سے وابستگی کو بھی شامل کیا گیا اور دین ہی کی بنیاد پر نئی تنظیم کا احیاء کیا گیا۔

## 3.2 مہاجرین وانصار

دین کی بنیاد پر آنحضرت ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے آنے والوں کو انصار کے ساتھ رشتہ اخوت میں باندھ دیا۔ جس کے نتیجہ میں ایک مہاجر اپنے انصاری بھائی کا وارث قرار دیا گیا۔ اور جب اس کی ضرورت نہ رہی تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم صادر فرمایا:

﴿و اولو الارحام بعضهم اولیٰ ببعض فی كتاب الله من المؤمنين والمهاجرين﴾(۷۵)

(اولوالارحام اللہ کی کتاب میں دوسرے سے زیادہ حق دار ہیں، مومنین والمہاجرین سے)

---

۷۴۔ الاحزاب: ۵

۷۵۔ ایضاً: ۶

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اسلام کے ابتدائی زمانہ میں اس قسم کے معاہدوں کی ضرورت پیش آتی تھی کیوں کہ مسلمان کے دشمنوں یعنی مشرکین و یہود منافقین کی تعداد زیادہ تھی۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے انہیں غلبہ دیا اور اسلام کی کثرت ہو گئی۔ وہ آپ اپنی حفاظت کرنے کے قابل ہو گئے تو باہمی معاہدات کی ضرورت نہ رہی بلکہ مسلمانوں پر ایک دوسرے کی مدد و نصرت واجب کر دی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کو مومنین کا نگران و نگہبان بن گئے۔

﴿وَاللّهُ أَعْلَمُ بِأَعْدَائِكُمْ وَكَفَى بِاللّهِ وَلِيّاً وَكَفَى بِاللّهِ نَصِيراً﴾(۷۶)

(اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کو جانتے ہیں۔ وہ اللہ کافی ہے تمہارا کارساز اور کافی ہے اللہ تمہاری مدد و نصرت کرنے والا)

گویا مدد و نصرت کی بنیاد پر ایک نئی تنظیم وجود میں آئی جس کا کارساز اللہ تعالیٰ خود اور نگران تھے۔ جبکہ مومنین کو بھی ہدایت کی کہ وہ ایک دوسرے کے مددگار و ناصر ہیں۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَتَّخِذُواْ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاء مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ﴾(۷۷)

آنحضرت ﷺ نے بھی ارشاد فرمایا:

﴿المؤمنون يدٌ على من سواهم﴾(۷۸)

(تمام مومن ایک ہاتھ کی طرح ہیں، اپنے علاوہ دوسرے پر)

## 3.3 نئے رشتہ ولاء کے اصول و ضوابط

اس نئی تنظیم کے اصول و ضوابط یہ ہیں:

ا۔ دوستی کی بنیاد باہمی مدد و نصرت ہے۔ ظلم کے خلاف مدد لیکن ظلم و زیادتی پر مدد و نصرت نہیں ہے۔ اسلام سے پہلے ہر حال میں دوستی کے معاہدے کے میں ساتھ دینا تھا۔ چاہے ظالم ہو یا مظلوم لیکن اسلام نے اسے مشروط کر دیا کہ ظلم کے خلاف تو ساتھ دیا جائے لیکن ظالم کا ساتھ نہ دیا جائے۔

---

۷۶۔ سورۃ النساء: ۴۵

۷۷۔ ایضاً: ۱۴۴

۷۸۔ الجصاص، احکام القرآن، ج ۴، ص ۱۲۳

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

۲۔ باہمی مدد و نصرت کی بنیاد بھائی چارہ ہے:

﴿انما المومنون اخوة﴾(۷۹)

۳۔ عدل پر قائم رہنا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاء﴾(۸۰)

(اے ایمان والو! انصاف پر قائم رہو اور خدا کے واسطے گواہ بنو)

ان کی خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص عمل، حکمرانوں کے لیے خیر خواہی، مسلمانوں کی جماعت سے وابستگی اور دعائیں ان کا احاطہ کرتی ہیں۔(۸۱)

۵۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر

ارشاد ربانی ہے:

﴿والمومنين والمومنات بعضهم اولياء بعض يا مرون بالمعروف و ينهون عن المنكر﴾(۸۲)

(مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے حمایتی و سرپرست ہیں، نیکی کا حکم کرتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں)

اس نئی تنظیم سے اثرات یہ ہوں گے کہ صرف چند لوگ یا قبائل معاہدات وقتی کے نتیجے میں امن و سلامتی سے نہ ہوں گے بلکہ تمام عرب اس سے مستفید ہوگا۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

"لعلک أن تعیش حتی تری المرأة تخرج من القادسیه الی الیمن بغیر جوار"(۸۳)

(شاید تمہاری زندگی اس قدر دراز ہو جائے۔ ایک عورت قادسیہ سے یمن تک جوار کے بغیر سفر کرتے ہوئے دیکھ سکو)

---

۷۹۔ الحجرات:۱۰ ۸۰۔ النساء:۱۳۵

۸۱۔ الجصاص، احکام القرآن، ج ۴، ص ۱۲۳

۸۲۔ التوبہ:۷۱

۸۳۔ الجصاص، احکام القرآن، ج ۴، ص ۱۲۳

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

۶۔ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے اظہار برأت

"لقد کانت لکم اسوۃ حسنہ فی ابراھیم والّذین معہ اذ قالوا لقومھم انا برءٰؤا منکم و مما تعبدون من دون اللّٰہ"(۸۴)

(بے شک تمہارے لیے حضرت ابراہیمؑ اور جو لوگ ان کے ساتھ تھے، ان میں نمونہ ہے۔ جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ ہم تم سے برأت کا اعلان کرتے ہیں اور ان سے بھی جن کی تم اللہ کے علاوہ عبادت کرتے ہو)

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَتَّخِذُواْ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى أَوْلِيَاء بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاء بَعْضٍ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللّهَ لاَ يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾(۸۵)

(ترجمہ: اے ایمان والو! تم یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست مت بناؤ، وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ جو شخص تم میں سے ان سے دوستی کرے گا وہ ان ہی میں سے ہوگا۔ بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو سمجھ نہیں دیتے جو اپنا نقصان کرتے ہیں یا جو ظالم ہیں)

۷۔ جدید تنظیم کے عناصر ثلاثہ

اللہ تعالیٰ نے اس نئی شیرازہ بندی کے عناصر کا ذکر کچھ یوں فرمایا ہے:

﴿إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُواْ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلاَةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ وَمَن يَتَوَلَّ اللّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُواْ فَإِنَّ حِزْبَ اللّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ﴾(۸۶)

(بے شک تمہارا کارساز اللہ اور اس کا رسول ہے جو لوگ ایمان لائے وہ نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور رکوع کرتے ہیں۔ جو دوست رکھے یعنی رشتہ ولاء قائم کرے اللہ سے، اس کے رسول سے اور ایمان والوں سے۔ پس اللہ ہی غالب رہنے والا ہے

---

۸۴۔ سورۃ الممتحنہ: ۴

۸۵۔ سورۃ المائدہ: ۵۱

۸۶۔ سورۃ المائدہ: ۵۵-۵۶

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

## 3.5 موالی الرسول ﷺ

موالی رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ ہم نے حروف معجم کی ترتیب سے کیا ہے۔ یہ ترتیب حافظ ابوالقاسم بن عساکرؒ نے اپنی تاریخ کے شروع میں قائم کی ہے۔ ہم انہی سے نقل کر رہے ہیں:(۸۷)

۱۔ احمرؓ ان کی کنیت ابوعسیقب بھی ہے۔

۲۔ اسود۔

۳۔ افلح۔

۴۔ انس۔

۵۔ ایمن بن ام ایمن۔

۶۔ باذام۔

۷۔ ثوبان بن بجدد۔

۸۔ ذکوان، بعض نے کہا طھمان، بعض نے کہا کیسان، بعض نے کہا مروان، بعض نے مہران نام بتایا۔

۹۔ رافع۔

۱۰۔ رباح۔

۱۱۔ رویفع۔

۱۲۔ زید بن حارثہ۔

۱۳۔ زید یہ ہلال بن یسار کے دادا ہیں۔

۱۴۔ سابق۔

۱۵۔ سالم۔

۱۶۔ سعید۔

۱۷۔ سفینہ۔

۱۸۔ سلمان الفارسی۔

۱۹۔ سلیم انکی کنیت ابو کبشہ ہے۔ ان کا تذکرہ اہل بدر میں کیا گیا۔

۸۷۔ ابن کثیر، الفصول فی اختصار سیرۃ رسول ﷺ، ص ۲۰۸، مکتبہ العلم، ۱۸-اُردو بازار، لاہور

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

۲۰۔ صالح ان کو شقران کہتے ہیں۔

۲۱۔ ضمیرہ بن ابی ضمیرہ۔

۲۲۔ عبیداللہ بن اسلم۔

۲۳۔ عبید۔

۲۴۔ عبید ان کی کنیت ابی صفیہ ہے۔

۲۵۔ فضالہ یمانی۔

۲۶۔ قصیر۔

۲۷۔ کرکرہ بعض نے کرہ کرہ کہا ہے۔

۲۸۔ مابور قبطی۔

۲۹۔ مدعم۔

۳۰۔ میمون۔

۳۱۔ نافع۔

۳۲۔ نبیل۔

۳۳۔ ہرمز۔

۳۴۔ ہشام۔

۳۵۔ واقد۔

۳۶۔ وردان۔

۳۷۔ یسار یہ نوبہ کے رہنے والے تھے۔

۳۸۔ ابو اثیلہ۔

۳۹۔ ابوبکرہ۔

۴۰۔ ابوالحمراء۔

۴۱۔ ابو رافع ان کا نام اسلم تھا جیسا کہ کہا گیا ہے۔

۴۲۔ ابو عبید۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ابوزکریا نووی نے اپنی کتاب تہذیب الاسماء واللغات میں یہی نام درج کیے ہیں مگر ... آسانی کے لیے حروفِ تہجی کی بنیاد پر ترتیب دے دیا ہے۔

(تہذیب الاسماء کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ بعض ناموں کو ابن کثیر نے ذکر نہیں کیا، مثلاً (۱) ابوعسیب (۲) ابو واقد، (۳) ابوضمیرہ، (۴) حنین، (۵) زید بن لوبد، (۶) ابوسلمی اور علامہ ابن سید الناس نے عیون الاثر میں مزید یہ نام ذکر فرماتے ہیں۔ (۱) ابی سمح، (۲) ابی ریحانہ، (۳) ابی مویہبہ، (۴) انجشہ ... حدی خوان تھے۔ علامہ ابن جوزی صفۃ الصفوہ میں ۴۳ تعداد موالی کی اور ۱۱ تعداد اماء کی تحریر کی ہے۔ واللہ اعلم)

## 3.6 رسول اللہ ﷺ کی باندیاں

(۱) اُمیمہ، (۲) برکہ ان کی کنیت ام ایمن تھی یہی اسامہ بن زید کی والدہ ہیں۔ ... (۴) رضوی، (۵) ریحانہ، (۶) سلمہ یہ رافع کی والدہ اور ابی رافع کی بیوی ہیں، (۷) شیرین ... (۸) ماریہ جو ابراہیم علیہ الاسلام کی والدہ ہیں، (۹) میمونہ بنت سعد، (۱۰) ام ضمیرہ، (۱۱) ام عیاش۔

یہ تمام غلام و لونڈیاں ایک وقت میں آپ کے ہاں جمع نہیں ہوتے مختلف اوقات میں آتے ... ہوتے رہے۔ آپؐ نے وفات سے قبل ایک بھی غلام و لونڈی ملکیت میں نہ چھوڑا۔ (۸۸)

☆☆☆☆☆

---

۸۸۔ ابن کثیر، سیرۃ رسول ﷺ، ص ۲۱۰

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔
mushtaqkhan.iiui@gmail.com

# باب سوم

## الجوار

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔
mushtaqkhan.iiui@gmail.com

# فصل اوّل

## جوار کی لغوی تحقیق
## تعارف، ضرورت و اہمیت

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

# فصل اوّل: جوار کی لغوی تحقیق -تعارف، ضرورت و اہمیت

اس فصل میں جوار کی لغوی تحقیق کی گئی ہے ۔ نیز عرب کن مواقع پر اس کا استعمال کرتے تھے۔ نیز یہ کہ عربوں میں یہ لفظ جن معنوں میں معروف تھا اس کا تعارف شامل ہے اور جزیرہ نما عرب کے حالات کے پس منظر میں اس کی اہمیت واضح کی گئی ہے ۔

1. الاسم:

الجِوَار و الجُوار

پڑوس

اقام فی جواره

وہ اس کے پڑوس میں اقامت پذیر ہوا۔

وَالْجِوَارُ:

امان، عہد

هو فی جواره

وہ اس کے امن اور ذمہ داری میں ہے۔

اَلْمُجَاوَرَۃُ. والجارُ الَّذی یُجاورک.

الجار: پڑوسی۔ پناہ دینے والا۔ پناہ گیر

وجَارُکَ. الَّذی یُجَاوِرُک. جاور الرجل مُجاوَرَةً و جواراً و جواراً. و جاوَرَ بنی فلان وفیهم

اس نے بنی فلاں سے جوار طلب کی اور وہ ان میں سے ہے۔ یا وہ ان کے پڑوس میں ہے اور ان میں سے ہے۔

جَاوَره'. مُجَاوَرَةً و جِوارا "وجُوارا"

پڑوس میں رہنا۔

---

ا۔ ابن منظور، لسان العرب، دار صادر، بیروت ج۴،ص۱۵۳

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

المستجير. تحَرّمَ بِجوارهم. واذهب في جِوَارِ اللّٰه.

اللہ کے پڑوس میں آنا۔ بیت اللہ میں اعتکاف کرنا۔

1.1 فعل Verb

جَارَ جوراً جَواراً عن الشيء

کسی چیز سے ہٹ جانا۔

جار عن الطريق

وہ راستہ سے ہٹ گیا۔

1.2 الجارة:

پڑوسن، بیوی، سوتن رسوت

پڑوسن، بیوت، سوت

و في حديث ام زرع: و مِلأُ كسائها وغيظ جَارتِهَا.(۲)

(بیٹی ابو زرع کی سو کیا خوب ہے بیٹی ابو زرع کی)

ماں باپ کی تابعدار، اپنے لباس کے بھرنے والی یعنی صحت مند، سوت کی رشک یعنی اپنے خاوند کی پیاری ہے جس کی وجہ سے اس کی سوکن اس سے ملتی ہے۔

و منه الحديث: كنت بين جارتين لى.

"و في حديث عمرؓ قال لحفصه: لا يَغُركِ أن كانت جارتكِ هي أوسم و أحب الى رسول الله ﷺ، منك"(۳)

---

۲۔ ابومسلم، مسلم بن الحجاج القشیری، صحیح مسلم، شرح نووی، کتاب الفضائل، طبع اوّل اپریل ۱۹۸۱ء، خالد احسان پبلشرز لاہور، ج ۶، ص ۱۴۵

۳۔ ابن منظور، لسان العرب، ج ۴، ص ۱۵۵۔ امام بخاری، صحیح بخاری، کتاب المظالم، باب الغرفة العلية، ج [illegible]

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

حضرت عمرؓ نے حضرت حفصہؓ سے کہا کہ تمہیں یہ بات سمجھنی چاہیے کہ تمہاری سوتن یعنی حضرت عائشہؓ آنحضرت ﷺ کو تم سے زیادہ محبوب ہیں۔

1.3 استجار. فلانا و بہٖ

کسی سے فریاد رسی چاہنا، پناہ مانگنا، پناہ لینا۔

استجارۃ من فلانٍ

پناہ چاہنا، مدد مانگنا۔

التھذیب: عن ابن الاعرابی:

الجارُ الذی یجاورک

والجار النقیح: هو الغریب

والجار : الشریک فی العقار

والجار : المقاسم

والجار : الحلیف

والجار : الناصر

والجار : الشریک فی التجارۃ، فوضی کانت الشرکۃ أو عنانا

والجار : ما قرب من المنازل من ساحل

والجار : العَنَّارۃ الشَّیء الجِوار

والجار : الدَّمث الحَسَنُ الجِوار

والجار : المنافق

والجار : البراقشیء المتَلَوَّن فی افعالہ

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

والجار : الحسدلی الذی عینه تراک و قلبه یرعاک(۴)

والجارة : إمراة الرجل:

آدمی کی بیوی / زوجہ

1.3 الجارة

"والمرأة جارة زوجها لانه مُؤتمر عليها، و أُمرنا أن نحسن إليها و أن لا نعتدى عليها لأنها تمسكت بعقد حرمَةِ الصِّهر. و صار زوجها جارها لانَّه' يجيرها ويمنعها ولا يعتدى عليها. وقد سمّى الاعشى فى الجاهلية امرأته جارة فقال"(۵)

أيا جارَتَا! بينى فانكِ طالقة أجارَتَنَا! بينى و مَوْلُوقَة، ما دُمْتِ فِينا، وامقه'

(بیوی مرد کی جارہ ہے کیوں کہ وہ اس پر حاکم ہے۔ہمیں حکم ہے کہ اس پر زیادتی نہ کریں کیوں کہ اس کو مصاہرت کی حرمت سے لیا ہے اور اس کی بیوی اس کی جارہ ہے۔ اس لیے بھی ہے کہ وہ اسے پناہ دیتا ہے۔ اس سے ہر نقصان دہ چیز کو روکتا ہے اور اس پر زیادتی نہیں کرتا۔ اعشٰی نے جاہلیت میں بیوی کو جارۃ کہا ہے)

1.4 الجارُ والمجيرُ والمُعِيذُ واحدٌ.(۶)

جار، مجیر، اور معیذ یہ سب واحد ہیں۔

"وَمَن عَاذَ باللّٰه أن استجار بِهِ أجاره اللّٰه".(۷)

(جو کوئی اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہے وہ گویا اس سے جوار طلب کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو جوار یا امن و پناہ دیتے ہیں)

---

۴۔ ابن منظور، لسان العرب، ج ۴، ص ۱۵۴

۵۔ ایضاً

۶۔ ابن منظور، لسان العرب، ص ۱۵۵

۷۔ ایضاً

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

الجار والمجیر:

"هو الّذی یمنعک و یجیرک". (۸)

وہ ہے جو تجھ سے دشمن کو روک لے اور جوار میں لے لے۔

مَنَعَ جارَہ. (۹)

حمایت کرنا، بچانا

1.5 آیاتِ مبارکہ جن میں یہ لفظ مذکور ہے۔

وفی التنزیل العزیز:

﴿وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّى يَسْمَعَ كَلَامَ اللّهِ ثُمَّ أَبْلِغْهُ مَأْمَنَهُ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُونَ﴾(۱۰)

(اور اگر کوئی شخص مشرکین میں سے آپ سے پناہ کا طالب ہو تو آپ اس کو پناہ دیجئے تاکہ وہ کلام الٰہی سن لے، پھر اس کو اس کے امن کی جگہ میں پہنچا دو۔ یہ حکم اس سبب سے ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو پوری خبر نہیں رکھتے)

"قال الزجاج: المعنی إن طلب منک احد من اهل الحرب أن تجیرہ من القتل إلی أن یسمع کلام اللّٰہ فأجرہ أی أمّنہ".

(زجاج نے اس کے معنی میں کہا کہ اگر آپ ﷺ سے اہل حرب میں سے کوئی اس بات سے امن طلب کرے کہ کوئی اسے قتل کرے، اس وقت تک کے لیے کہ وہ اللہ کی ہدایت کلام کو سن لے تو اس کو امن دیں)

۸۔ ابن منظور، لسان العرب، ج ۴، ص ۱۵۵

۹۔ ایضاً

۱۰۔ سورۃ التوبہ: ٦

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

قال عزّ و جل:

﴿وَإِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لاَ غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَإِنِّي جَارٌ لَّكُمْ﴾(١١)

(اور اس وقت کا ان سے ذکر کیجئے جبکہ کفار نے ان کے اعمال کو خوشنما کر کے دکھایا اور کہا کہ لوگوں میں سے آج کوئی تم پر غالب آنے والا نہیں اور میں تمہارا مددگار ہوں)

## 1.6 میثاق مدینہ میں ذکر جوار

مدینہ منورہ میں مہاجرین و انصار کے درمیان جو معاہدہ ہوا اس میں یہود کو بھی شامل کیا گیا اس میں یہ بات بھی طے ہوئی کہ سب مسلمانوں کی جوار ایک ہے ادنیٰ مسلمان بھی جوار دے سکتا ہے اس کی پابندی سب پر لازم ہوگی

و يجبير عليهم أدناهم.(١٢)

"أى اذا اجار واحد من المسلين حرّ اَو عبد أو امراةً واحداً اَوْ جمعة من الكفار وخَفَرَهم و أَمَنَهُمْ، جاز ذالک علی جميع المسلمين لا ينقص عليه جِوارُه و أمانه"

ترجمہ: ان میں سے ادنیٰ بھی ان پر جوار دے گا۔ یعنی جب ایک آزاد مرد، غلام یا عورت مسلمانوں میں سے کسی شخص یا جماعت کو کفار میں سے پناہ دے گا تو وہ جائز ہے۔ تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس کی پناہ و حفاظت میں کمی نہ کریں۔

وَالْمُجاوَرَةُ۔ الاعتكاف فی المسجد

مجاورۃ کے ایک معنی مسجد میں اعتکاف کے ہیں یعنی انسان مسجد کا پڑوسی بن جائے یا اللہ کے پڑوس میں اور اس کی قربت و پناہ میں آ جائے۔

"كان يُجَاوِرُ فی العشر الِأواخر من رمضان أی يعتكف"(١٣)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں جوار کرتے یعنی معتکف ہوتے۔

و فی حديث عطاء: "وَ سُئِلَ عن المجاوِرِ يذهب لِلخلاء يعنی المعتكف".

---

١١۔ سورۃ الانفال: ۴۸

١٢۔ ابن ہشام السیرۃ النبویۃ، ج ٢، ص ٨٢۔ ابن حجر، فتح الباری، کتاب الجزیۃ والموادعۃ، باب ذمۃ المسلمین۔ دارسلام الریاض، ...

١٣۔ ابن منظور، لسان العرب، ج ۴، ص ١٥٥

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

## 1.7 ضرورت و اہمیت

قبل از اسلام بھی عربوں میں ایسے اخلاق پائے جاتے تھے جنہیں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ وقت گزرنے کے ساتھ بھی یہ صفت لازمہ کی حیثیت سے ان کے ساتھ رہی۔ ان اخلاق میں سے وفا، عہد، انتصار للمظلوم، وحمایۃ للجار، و دفاع عن الحرمات اور اجارۃ للمستجیر قابل ذکر ہیں۔

عرب ان اخلاق فاضلہ کو عقیدہ کی طرح جانتے اور ان سے دور ہونا وہ عزت وشرف اور عظمت کے نہ صرف خلاف جانتے بلکہ اثم اور جرم سمجھتے۔

وہم قوم رحل یعنی وہ لوگ خانہ بدوشی اور فکر معاش میں سفر کرتے تھے۔ ان کے درمیان کوئی منظم حکومت نہ تھی۔ اور نہ ہی قوانین کا اجراء اور نفاذ کرنے والی کوئی قوت تھی۔ نہ کوئی حاکم اور نہ کوئی شرطہ یعنی پولیس تھی جو لوگوں کو قانون کی پابند بنائے اور مظلوم کی مدد کرے۔

### 1.7.1 جوار: روشنی کی کرن

ایسے میں وعدہ، سچائی، وفاء، مظلوم کی مدد و نصرت و پناہ یہ ہی وہ قانون تھا جس کی پاسداری تمام عرب کرتے اسکو مقدس مانتے، اس کا احترام اور پاسداری ہی کمال و شرف کی علامت تھی۔

"حمایة الجار نقطة ضوء علی فضائل عهد الجاهلی.(۱۴)

ان تمام اخلاق فاضلہ اور قانون لازم میں سے ایک پناہ طلب کرنے پر پناہ دینا ہے۔ مستجیر کی جان و مال و عزت و آبرو کی حفاظت کا وعدہ دینے کے بعد اس کی حفاظت کے لیے اپنی جان تک قربان کر دینا یہ ان کا خاصہ تھا۔

### 1.7.2 عربوں میں اکثر لڑائیاں رجنگیں جوار کی حفاظت میں

قبائل کے درمیان بہت سی لڑائیاں جار قبیلہ کے ساتھ زیادتی کی وجہ سے پیش آئیں۔ اسی طرح کا واقعہ حرب بسوس میں پیش آیا۔ جب بسوس کی ناقۃ کو کلیب نے نیزہ مارا اور بسوس جساس کی جارۃ تھی۔ پھر جساس نے کلیب کو قتل کر دیا۔ اس نے یہ سمجھا تھا کہ میرے بھائی کی بیوی کے ساتھ زیادتی ہوئی۔

---

☆ یہ حصہ خضر، فتح ابراہیم کی کتاب قضایہ الشعر الجاہلی جو جوار سے متعلق ہے اس کا خلاصہ ہے اور یہ net سے لیا گیا ہے۔

۱۴۔ خضر، فتحی ابراہیم، فضایا الشعر الجاہلی، ص ۲۷۰۔ جامعہ النجاح الوطنیہ، الطبعۃ الاولی۔

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

قبیلہ تمیم (مناررہ سے) زبرمان کے دن لڑا یوں کہ الحارث بن ظالم المری نے بنی نہشل سے جوار کی
التجاء کی۔ اس نے شرجیل بن الاسود کو قتل کر دیا تھا۔ بنی نہشل نے اسے اپنے جوار میں لے لیا اور نہشیوں نے
بنی نہشل نے الحارث بن ظالم کو قبیلۂ تمیم کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا۔

وقال ضمره بن ضمره:

سنمنع جاراً عائذاً فی بیوتنا      بأسیافنا حتی یؤوب مسلما.(۱۵)

ترجمہ: ہم اپنے جار کو، جس نے ہمارے گھروں میں پناہ لی، اپنی تلواروں سے جلد (دشمن)
کو روک دیں گے، یہاں تک کہ اسے صحیح و سالم واپس کر دیں گے۔

### 1.7.3 جار کی حفاظت قبیلہ کے فرد کی طرح کی جاتی ہے

اس شعر سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ جوار طلب کرنے اور اسے قبول کرنے کے بعد اس کی
حفاظت و دفاع قبیلہ کے فرد کی طرح کیا جاتا ہے۔ الحارث بن ظالم نے اس بات کی تعبیر قبیلہ طی کی مدح
کرتے ہوئے کی۔ جب وہ حیرہ کے بادشاہ سے بھاگ کر آیا اور انہوں نے اسے پناہ دی۔

لعمری لقد حلت بی الیوم ناقتی      علی ناصر من طیءٍ غیر خاذل

فاصبحت جاراً للحجرة فیهم      علی بازخ یحلو ید المتطاولِ(۱۶)

ترجمہ: میری عمر کی قسم میری اونٹنی نے قبیلہ طئے کے مدد کرنیوالے کے ہاں قیام کیا ہے جو پناہ لینے
والے کو رسوا نہیں ہونے دیتے۔ تو نے ایسی جگہ پناہ لی جو اونچی ہے جہاں کسی کے ہاتھ نہیں پہنچتے۔

اس شعر سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جب قبیلہ کا ایک شخص جوار قبول کر لیتا ہے تو اس قبیلے کے
بیٹوں پر حق جوار کی حفاظت واجب ہو جاتی ہے۔ وہ اس کی حمایت کا ذمہ لے لیتے ہیں اور اس بات کی کفالت
کرتے ہیں کہ اس کے مال و جان پر کوئی زیادتی ہو یا گھر والوں پر۔ اگر کوئی ایسا واقعہ پیش آئے تو اپنا وعدہ
پورا کرتے ہیں کہ ذمہ ادا کر کے اس کی مدد کرتے ہیں۔

---

۱۵۔ قضایا الشعر الجاہلی، فتحی ابراہیم خضر، ص ۲۷۰۔ جامعہ النجاح الوطنیہ، الطبعہ الاولی۔

۱۶۔ فتحی، ابراہیم خضر، قضایا شعر الجاہلی، ۲۷۳

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

## 1.7.4 جوار لی حمایت وحفاظت پورے قبلیہ کی ذمہ داری ہے

ذھیر بن اُبی سلمٰی نے جب نمۃ غطفانی کو جو کہ ان کا جار بنا تو بنی علیم کو اس کی حفاظت [illegible] یوں پہنچائی:

جوار شاهد عدل عليكم　　　فلم لصلح لكم اِلاّ الاَداءِ(۱۷)

ترجمہ: جوار گواہ ہے کہ تمہارے ذمہ اس میں اسکے سوا کچھ نہیں کہ اسکا ذمہ ادا کیا جائے۔

گویا جار سے وفا ان کی طبیعت میں راسخ ہوگئی تھی۔حتیٰ کہ ہم تک یہ بات بھی پہنچی [illegible] واہل کا رتبہ حاصل کرلیا تھا۔ اس کی فطرت میں جوار کی حفاظت کا خلق قبیلہ کی عصبیت سے زیادہ [illegible]

جب جوار کی حمایت نے عربی انسان کے دل میں اتنا مقام اور مرتبہ حاصل کرلیا تو پھر [illegible] پر بھی حیرت نہیں ہونی چاہیے کہ حمایۃ جار کے لیے شجاعت اور وفا کا ذکر کرتے ہو۔ جب [illegible] الحارث بن ظالم کو یوں مخاطب کرتا ہے:

لعمرأبيک الخير يا حارِ انني　　　لا منع جاراً من كليب بن وائل

وقد علم الحي المعدى اننا　　　على ذاک كنا فی خطوب الأوائل

و انا اذا ما خاف جار ظلامة　　　لبسنا له ثوبی وفاء ونائل(۱۸)

ترجمہ: تیرے باپ کی قسم اے حارث کہ ہم کلیب بن وائل کے پناہ گزیں سے دشمن کو روک دیتے ہیں [illegible] جانتے ہیں کہ ہماری یہ ہی روش ہے ۔ جب ہمارا پناہ گزیں ظلم سے خوف کھاتا ہے تو ہم اسکے لئے وفاداری [illegible] لباس پہن لیتے ہیں۔

جار کی حمایت اور اس کے حقوق کی رعایت فرد واحد پر منحصر نہیں بلکہ پورے قبیلہ پر مشتمل ہے۔ [illegible] پر کمزور، اجنبی مہمان اور پردیسی کی حفاظت ونصرت پر فخر کرتا ہے۔

قیس بن الحدادیۃ اپنی قوم کا فخر یوں بیان کرتا ہے:

خزاعة قومي فإن افتخر　　　بهم يزک معتصری والنسب

هم الرأس والناس من بعدهم　　　زنابی وما اعرأس مثل الذنب

فجارهم آمن من دهره　　　بهم أن يضام و أن يغتصب(۱۹)

ترجمہ: خزاعۃ میری قوم پر مجھے فخر ہے انکا نسب پاک ہے۔وہ اصل ہیں جبکہ باقی لوگ دم ہیں [illegible] خصوصیات میں اوّل ہیں باقی انکے بعد ہیں۔اُن کا پناہ گزیں سارے زمانے کے ظلم اور زیادتی سے بچ جاتا ہے۔

---

۱۷۔ فتحی، ابراہیم خضر، قضایا شعر الجاہلی، ص۲۷۳

۱۸۔ ایضاً، ص ۲۷۵

۱۹۔ ایضاً

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

بنی شیبان اپنے جار کے لیے عزت و پاسداری کا ایسا اہتمام کرتے ہیں کہ وہ انہیں اپنے نفس جیسا خیال کرتے ہیں۔ انہیں ایسی عزت دیتے ہیں کہ انہیں اپنے آزاد ہونے کا احساس ہوتا ہے۔

یزید بن حمان السکونی بنی شیبان کا ''جار'' کے لیے اہتمام یوں بیان کرتا ہے

إنی حمدت بنی شیبان إذ خمدت　　نیران قومی و فیهم شت النار

ومن تکرمهم فی المحل أنهم　　لا یعلم الجار فیهم انه الجار

حتی یکون عزیزاً فی نفوسهم　　أو ان یبین جمیعاً وهو مختار(۲۰)

ترجمہ: میں بنی شیبان کی تعریف کرتا ہوں جب میری قوم کے چولھے بجھ جاتے ہیں تو اُنکے ہاں آگ جلتی رہتی ہے پناہ گزین کی ایسے عزت کرتے ہیں کہ اس کو اپنے پناہ گزین ہونے کا احساس نہیں رہتا۔ یہاں تک کہ کبھی جانوں سے بھی زیادہ عزیز ہو جاتا ہے یا وہ اُنہیں میں شامل ہو جاتا ہے اور آزاد ہوتا ہے۔

یہ بات اجنبی نہیں لگتی جب اشعار ہمیں اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ جار کے حقوق کی حمایت اور وفاء میں عربی انسان اتنا آگے بڑھ گیا تھا کہ اس کی صرف اقتداء کی جا سکتی ہے۔

سامی النسل افراد کا خلق اس مقام تک پہنچ گیا تھا کہ باپ اپنی اولاد کو جوار کے خلق کی طرف ترغیب دلاتا اور اس کی رعایت کی وصیت کرتا نظر آتا ہے۔

اس کی یہ وصیت ہوتی ہے کہ اپنے آپ کو اس خلق کے ساتھ مزین کرو اور اپنی اولاد میں اس کریمہ صفت کو جاری و ساری دیکھنا چاہتا ہے۔

و أوصانی الحریم بعز جاری　　و أمنعه ولیس به امتناع

و أدفع فیمه و أذود عنه　　و أمنعه إذا امتنع المناع(۲۱)

ترجمہ: مریم نے مجھے جار کی عزت کی وصیت کی اور یہ کہ اس سے دشمن کو روک دوں جب کوئی دوسرا روکنے والا نہ ہو اس سے تکلیف اور مصیبت کو دور کر دوں اور جب منع کرنے والے بھی رک جائیں تو میں اس سے روک دوں۔

### 1.7.5 جار کی عفة کی حفاظت وحرمت

جار کی جان و مال کی حفاظت تو دوسروں سے کی ہی جاتی بلکہ ان کی عزت و حرمت اور عفت کا خیال بھی ہمیشہ رہتا:

---

۲۰۔ فتحی، ابراہیم خضر، قضایا شعر الجاہلی، ص ۲۷۷

۲۱۔ ایضاً، ص ۲۷۹

اگر آپ کواپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

و اعض طرفی إن بدت لی جارتی　　　حیّ یواری جارتی مثو ها(۲۲)

ترجمہ: میں اپنی نظر نیچے کر لیتا ہوں جب میری پناہ گزیں میرے لئے ظاہر ہوتی ہے یہاں تک کہ میری پناہ گزیں خاتون اپنے ٹھکانہ پر پہنچ کر چھپ جاتی ہے۔

عرب اپنی عزت کی حفاظت کرتے، لہٰذا ہر اس کام سے اجتناب برتتے جو ان کے لیے باعث عار ہوتا۔

و حاتم طائی لایمشی إلی بیت جارته حرصا علی سمعتها، و حفاظا علی جاره، و عدم حیانته، قال

أ أفضح جارتی و اخون جاری　　　معاذ اللّٰه أفعل ما حیت(۲۳)

ترجمہ: حاتم طائی اپنی جارہ کی عزت و حرمت کی حفاظت کی پاسداری کرتا ہے۔اُس نے کہا کہ کیا میں اپنی جارہ کو رسوا کروں اور اپنے جار کیساتھ خیانت کروں میں اس بات سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں جب تک کہ زندہ ہوں۔

(یہ ان سنن (طریقوں) میں سے ہے جن کو عہد جاہلی میں اپنایا جاتا تھا یا ان طریقوں میں سے ہے جس کو اختیار کیا جاتا تھا۔ وہ اس کو قانون کی طرح جاری و ساری رکھتے۔ جب کوئی شخص دوسرے سے جوار طلب کرتا تو گویا حفاظت کے حصول کا قانونی راستہ اختیار کرتا۔ اب مجیر کے ذمہ اس کی حفاظت لازمی ہوتی ورنہ اس کے لیے یہ عار کی بات تھی)

حضرت خنساءؓ اپنے بھائی صخر کی عفت اور عورتوں سے غض طرف کا ذکر یوں کرتی ہے

لم تره جارة یمشی بساحتها　　　لریبة حین یخلی بیته الجار(۲۴)

ترجمہ: جب اس کے جار کا گھر خالی بھی ہوتا ہے تو وہ اپنی جارہ کی طرف نگاہ نہیں ڈالتا۔

## 1.7.6 جوار کے ذریعہ نسب سے جڑ جانا رنسب میں داخل ہونا

جوار عربوں میں نسب سے جڑنے کا ایک ذریعہ ہے۔ اس کے ذریعے جوار طلب کرنے والا مستجیر جوار دینے والے مجیر کے نسب میں داخل ہو جاتا ہے اور وہ ایسے ہو جاتے ہیں جیسا کہ ہم نسب۔

---

۲۲۔ فتحی، ابراہیم خضر، قضایا شعر الجاہلی، ص ۲۸۰

۲۳۔ ایضاً

۲۴۔ ایضاً، ص ۲۹۱

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

فیدخل عندئذ نسب (المستجیر) بنسب (المجیر)، و یعبر و کانہ نسب واحد ھو نسب (المجیر).(۲۵)

## 1.7.7 جوار: ایک صحرائی تنظیم

عہد جاہلی میں جن راستوں پر چلا جاتا اور جن باتوں پر مضبوطی سے عمل کیا جاتا ان میں سے ایک جوار بھی ہے۔ اس کی پابندی قانون کی طرح سے کی جاتی۔

"وھو من السنن التی حافظ علیھا الجاھلون. و امتدوھا کالقوانین. فاذا استجار شخص بآخر، أو استجارت قبیلة بأخری، اکتسب ھذا الجوار صیغة قانونیة ووجب علی المجیر المحافظه علی حق الجوار والا نزلت السبة بالمجیر"(۲۶)

جب ایک شخص دوسرے سے جوار طلب کرتا یا ایک قبیلہ دوسرے سے جوار طلب کرتا تو یہ ایک قانونی طریقہ حفاظت کے حصول کا بن جاتا تھا۔ اب مجیر کے ذمہ ہے کہ وہ مستجیر کے حق جوار کی حفاظت کرے ورنہ اس پر برائی لازم آتی ہے۔ اس طرح سے ایک کمزور فرد یا قبیلہ اس معاشرے میں موجود ایک بڑی تنظیم (قبیلہ) کے ساتھ منسلک ہو کر اپنے آپ کو محفوظ و مامون بنا لیتا)

## 1.7.8 الجوار صحرائی قانون

عرب میں ایسے بہت سے افراد تھے جو جوار یا حلف کے ذریعے مدد و نصرت کے محتاج تھے۔ صحراء کا قانون عربی کو اس بات کی اجازت نہ دیتا تھا کہ وہ جوار کی خلاف ورزی کرے اور یہ بات اس کو غضبناک کر دیتی تھی جب اس کا پڑوسی اس سے رحلت اختیار کرے یا اس کی حمایت واپس کر دے۔(۲۷)

ابن قتیبہ کہتے ہیں کہ عرب عقد حلف و جوار کے وقت یوں کہتے:

---

۲۵۔ جواد علی، المفصل، ص ۳۶۰، ج ۴

۲۶۔ ایضاً

۲۷۔ السہیلی، ابی قاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ، الروض الانف، ج ۱، ص ۲۷۶

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

”دی دمک و ھدی و ھدمک أی ما ھدمت من الدماء ھدمته أنا“

(یعنی میرا خون تمہارا خون ہے۔ میرا گرانا تمہارا گرانا ہے یعنی جسے تم خون سے گراؤ گے یعنی چھوڑو گے میں بھی اسے چھوڑوں گا)

دم سے مراد ان کے گھر والے ہیں۔ جس طرح گھر میں ایک خون سے منسلک افراد رہتے ہیں۔ وہ اہل کہلاتے ہیں۔

ھدم بمعنی ھدوم کے ہیں جیسے مقبوض کے ہوتے ہیں۔ یعنی گھر (البیت) ھدی و ھدمک بمعنی علتی مع رحلتک۔ (یعنی میرا گھر تمہارا گھر ہے۔ میری سواری تمہاری سواری ہے۔ یہ سب الفاظ خونی رشتہ کی طرح آپس میں جڑ جانے کے لیے استعمال ہوتے تھے۔

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔
mushtaqkhan.iiui@gmail.com

# فصل دوم

# عہد جاہلی میں جوار

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

# فصل دوم: عہد جاہلی میں جوار

## 2.1 عہد جاہلی میں جوار سے وفا کے چند واقعات

عہد جاہلی میں بہت سے افراد ایسے ملتے ہیں جنھوں نے جار کی حفاظت میں روشن مثالیں قائم کیں ان میں سے چند ایک قابل ذکر ہیں:

### 2.1.1 عوف بن محلم:

عوف بن محلم جوار دینے میں مشہور تھا اور حق جوار کی دفاع ہر قیمت پر کرتا تھا۔ اس کے موت ہونے پر اس کے خاندان نے وادیٔ عوف میں اس کی قبر پر ایک قبہ تعمیر کیا۔ جو کوئی اس وادی یا اس قبہ میں پناہ لیتا جوار کا حق دار کہلاتا۔(۲۸)

مروان القرظ کو اس کی بیٹی نے پناہ دی۔ عمرو بن ہند نے اپنا قاصد بھیجا کہ مروان القرظ کو میرے حوالے کر دو لیکن اس نے انکار کر دیا کہ میری بیٹی اسے پناہ دے چکی ہے۔ عمر بن ہند نے قسم کھائی تھی کہ مروان القرظ کو ضرور اپنا مطیع بنائے گا۔ اس سے پہلے اس معاف نہ کرے گا۔

عوف نے کہا کہ "وہ اپنا ہاتھ تمہارے ہاتھ میں اس شرط پر دے گا کہ میرا ہاتھ دونوں کے ہاتھوں کے درمیان ہو"۔ عمرو نے اسے قبول کر لیا۔ عوف مروان کو لایا اور اس نے مروان کا ہاتھ عمر کے ہاتھ میں رکھا اور اپنا ہاتھ دونوں کے درمیان رکھا تو عمرو بن ہند نے اسے معاف کر دیا۔(۲۹)

### 2.1.2 الحارث بن ظالم المری

عیاض بن دیہبت حارث کے چرواہوں کے پاس سے گذرا۔ وہ اس وقت جانوروں کو پانی پلا رہے تھے۔ اس نے بھی پانی نکالنا چاہا مگر اس کی رسی چھوٹی تھی۔ حارث سے عاریۃً رسی لی۔ ایک رسی سے ملا کر پانی نکالا۔ اور اپنے اُونٹوں کو سیر کیا۔

---

۲۸۔ آلوسی، محمود شکری، بلوغ الارب، ج ۱، ص ۲۷۹

۲۹۔ ایضاً

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اس کے بعد نعمان بن المنذر کے بعض خادموں نے اس پر غارت ڈالی اور اس کے اونٹ [illegible] لے گئے۔ اس نے شور مچایا اور کہا: ''اے حارث! اے پناہ دینے والے۔ حارث نے کہا [illegible] مجھے پناہ دی تھی'' اس نے جواب دیا کہ میں نے اپنی رسی سے تمہاری رسی باندھ کر دیے اونٹوں [illegible] میں جب انہیں ہانک کر لے گئے تو وہ پانی ابھی اُن کے پیٹوں میں تھا۔

حارث نے کہا کہ کعبہ کی قسم یہ بات تو پناہ دینے کے مترادف ہے۔ پھر وہ نعمان کے [illegible] کہ تمہارے نوکروں نے میرے پناہ گزیں پر غارت ڈالی۔ وہ اُونٹ واپس کر دیں۔ نعمان نے [illegible] واپس کر دیئے۔ جب سلیمان بن عبدالملک نے یزید بن المہلب سے وفا کی تو فرزدق نے حارث [illegible] مثال دیتے ہوئے کہا:

لعمری لقد اَوفٰی و ذاد وفاؤہ

علٰی کل جارٍ جارَ آل المھلب

کما کان اَوفٰی اِذ یُنَادِیَ ابن دیھثٍ

وَصِرمَتُہ‘ کالمنغم المتنھب

فقام اَبو لیلٰی اِلیہ ابن ظالم

وکان اذا ما یسعلِ السیف یضرب

وما کان جارٌ غیر دَلْوٍ تعلّقت

یحبلین فی مستصِدِ القد مکرب(۳۰)

ترجمہ: اپنی جان کی قسم! اس نے آل مہلب کے پناہ دینے والے سے وفا کی۔ [illegible] ہے کہ اس نے ہر حالت میں اس کی وفا زیادہ تھی۔

اس کی وفا اس وقت بھی بیشتر تھی جب ابن دیہث نے پکارا تھا اور اس [illegible] مالِ غنیمت کا ہو کر رہ گیا تھا۔

---

۳۰۔ آلوسی، بلوغ الارب، ج اوّل، ص ۳۰۰

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اس کی پکار سن کر ابولیلیٰ حارث بن ظالم اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ ایسا شخص تھا کہ جب تلوار سونت لیتا تو ضرب بھی لگاتا تھا۔

حالانکہ وہ اس کے ساتھ پناہ گزین نہ تھا۔ صرف اتنی بات تھی کہ ڈول کی رسی کو دو مضبوط چمڑے کے تسمے سے باندھ کر لٹکا دیا تھا۔

## 2.1.3 ابوحنبل الطائی

امراء القیس اس کے ہاں آ کر اُترا۔ اس کے ساتھ اس کے اہل و عیال بھی تھے اور ہتھیار بھی تھا۔ ابوحنبل کی دو بیویاں تھیں: جدلیہ اور ثعلبیہ۔

جدلیّہ نے کہا: ''اللہ کا دیا ہوا مال ہے۔ نہ تم سے اس کا کوئی عہد و پیمان ہے نہ پڑوس کا حق۔ میری رائے تو یہ ہے کہ اس کا مال لے خود بھی اور اپنی قوم کو بھی دے''۔

ثعلبیہ نے کہا: ''یہ ایک ایسا آدمی ہے جو جائے پناہ میں آ گیا ہے۔ تجھ سے پناہ کا طالب ہے۔ اس نے تجھے منتخب کیا۔ میری رائے تو یہ ہے کہ اس کی حفاظت کر اور اس کے بارے میں حق پناہ و وفا ادا کر۔

یہ سن کر اٹھا۔ بکری کا دودھ دوہا، پیا اور کہا:

لَانَّ الغدر فی الاقوام عارٌ　　　و ان الحرّ یجزی بالکُراع(۳۱)

ترجمہ: بے وفائی لوگوں کی نگاہوں میں کارسوء ہے اور مد شریف تو ایک پائے کا بھی بدلہ دیتا ہے۔

جدلیہ نے کہا کہ ''اللہ کی قسم میں نے کسی بچانے والے کی پنڈلیاں ایسی نہیں دیکھیں جیسی آج دیکھی ہیں۔ اس پر ابوحنبل نے کہا: ''یہ اس شخص کی پنڈلیاں ہیں جس نے شر کو چھوڑ رکھا ہے'' یہ الفاظ ضرب المثل بن گئے۔

۳۱۔　آلوسی، محمود شکری، بلوغ الارب، ج ۱، ص ۳۰۰

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

### 2.1.4 الحارث بن عباد

الحارث بن عباد نے قِضّہ کی جنگ میں عدی بن ربیعہ کو قید کر لیا تھا۔ مگر وہ اسے پہچانتا نہ تھا۔ اس نے کہا کہ مجھے ''عدی بن ربیعۃ کا پتہ بتاؤ''۔

اس نے کہا کہ اگر میں تمہیں عدی بن ربیعہ کا پتہ بتاؤں تو کیا مجھ کو امان ملے گی۔ اس نے کہا ہاں۔ اس نے کہا عوف بن محلم اس کا ضامن ہونا چاہیے۔ اس پر حارث بن عباد نے حکم دیا اور وہ اس بات کا ضامن بن گیا۔ اس نے کہا میں ہی عدی ہوں۔ اس پر اس نے اسے چھوڑ دیا۔ اس پر حارث نے کہا۔

لهف نفسى على عدى وقد　　　اشعب للموت و احتوته اليدان(۳۲)

مجھے عدی پر افسوس ہوتا ہے۔ وہ تو موت کے قریب پہنچا دیا گیا تھا اور میرے قبضہ میں آ چکا تھا۔

### 2.1.5 السموأل بن حیان بن عادیاء الیہودی الغسانی

امراء القیس نے قیصر کی طرف چلے جانے کا ارادہ کیا تو اس نے کچھ زرہیں سموأل کے پاس بطور امانت رکھ دیں اور کچھ احیحہ بن الجلاح کے پاس۔ جب امراء القیس مر گیا تو شام کے ایک بادشاہ نے سموأل پر چڑھائی کی۔ سموأل قلعہ بند ہو گیا اور قلعہ میں پناہ لی۔

بادشاہ نے سموأل کے ایک بیٹے کو پکڑ لیا جو قلعہ سے باہر رہ گیا تھا۔ پھر سموأل کو بلایا۔ اس نے قلعہ پر سے جھانکا تو بادشاہ نے کہا ''یہ تمہارا بیٹا ہے''۔ میرے قبضہ میں ہے۔ تجھے معلوم ہے کہ امراء القیس میرا عم زاد اور میرے قبیلے میں سے ہے اور میں اس کی میراث کا زیادہ حقدار ہوں۔ ان زرہوں کو میرے حوالے کر دو ورنہ میں تمہارے بیٹے کو قتل کر دوں گا''۔

سموأل نے مہلت مانگی۔ اس نے مہلت دی۔ السموأل نے اپنے گھر والوں کو جمع کیا اور مشورہ لیا۔ عورتوں نے مشورہ دیا کہ بیٹے کو بچا لے۔ اس نے صبح کو قلعہ سے جھانکا اور کہا کہ میں زرہیں واپس نہ کروں گا۔ بادشاہ نے اس کے بیٹے کو وہیں ذبح کیا اور ناکام واپس لوٹ گیا۔

---

۳۲۔ آلوسی، بلوغ الارب، ج ۱، ص ۳۰۳

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

سموأل حج کے موقع پر زرہیں لے کر آ گیا اور امراء القیس کے وارثوں [illegible]
سموأل نے اس واقعہ کے متعلق یہ شعر کہتے تھے:

وفیتُ بادرع الکندی أنی　　　　اذا ما خان اقوامٌ و فیتُ (۳۳)

میں نے کندی کی زرہوں کے ساتھ وفا کی۔ جب اور لوگ خیانت [illegible]
ہوں۔

اس کے متعلق اعشیٰ کہتا ہے:

کن کالسَّموأل اذا طاف الھُمامُ　　　　فی جحفَنٍ کسوّاد اللیلِ جرّ [illegible]

تو سموأل کی طرح بن جا۔ جب ایک بڑے بادشاہ نے رات کی سیاہی میں جرار فوج سے [illegible]

خیَّرَہ، خُطَّتی خَسفٍ فَقَالَ لَہ،　　　　مَہمَا یَقُلہ، فاِنّی سامِع حَا [illegible]

اس نے اسے ذلت کی دو باتوں میں سے ایک کو اختیار کرنے کو کہا۔ اس نے [illegible]
حارث میں سن رہا ہوں۔

فَشَکَ غیر طویلٍ ثم قال لہ　　　　اذبح اَسیرَکَ إِنی مانع جارِی (۳۴)

اس نے تھوڑی دیر کے لیے شک کیا پھر کہا "تو اپنے قیدی کو ذبح کر دے میں تو اپنے [illegible] عہد سے [illegible]
حفاظت کرتا رہوں گا"۔

عہد جاہلیہ میں جوار کی بڑی حرمت تھی۔ جب ایک شخص جوار طلب کرتا [illegible]
تو اس کی حمایت واجب ہو جاتی۔ اب جوار طلب کرنے والے کا حق بن جاتا کہ [illegible]
سے دشمن کو دور کیا جائے ورنہ وہ ناقضاً للعھد، ناکثاً للوعد اور مخالفاً لحق الجوار گردانا جاتا۔ (۳۵)

---

۳۳۔　آلوسی، بلوغ الارب، ج ۱، ص ۳۰۴

۳۴۔　ایضاً

۳۵۔　جواد علی، المفصل فی تاریخ العرب قبل از اسلام، ج ۴، ص ۳۶۰

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

## 2.2 جوار کی غرض و غایت

عرب میں عموماً لوگوں کو نقل مکانی یا تجارتی سفر کی ضرورت رہتی۔ راستوں میں یہ جان و مال محفوظ بنانے کے لیے جوار کی ضرورت ہوتی۔

جوار کی غرض اہل وعیال، مال اور جان کی حفاظت وحمایت کا طلب کرنا ہے۔ اگر کوئی وہ طلب کرتا ہے جو اس کا محتاج ہے۔ عموماً حق جوار سے غرباء، مساکین، مسافر اور محتاج فائدہ اٹھاتے۔

جار کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ مجیر کے قریب رہے، اس کے پاس اترے، یا اس کا گھر اس کے گھر سے متصل ہو۔ جار دور بھی ہو سکتا ہے۔ کیوں کہ جوار صرف اس کی حمایت و رعایت ہے۔ مجیر کی حمایت ہی اس کی حفاظت کے لیے کافی ہے کوئی اس کو نقصان نہ پہنچاتا کیوں کہ اس کا بدلہ لیا جائے گا اور اس کی نصرت وحمایت کی جائے گی۔

جوار بعض اوقات محدود بھی ہوتا تھا۔ زمان و مکان کے لحاظ سے اور بعض اوقات مطلق بھی ہوتا کہ اس کا زمان و مکان سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

## 2.3 طلب جوار کے طریقے

جوار کے طلب کرنے اور قبول کرنے کے مختلف طریقے رائج تھے۔ اہم بات جوار کا طلب کرنا قبول کرنا اور اعلان کرنا ہے۔ کبھی یہ طلب و قبول و اعلان سرداروں کے سامنے ہوتا۔ کبھی ایسا مکان پر جہاں اجتماع زیادہ ہو۔ ایسے مقام جہاں میلہ یا بازار لگتا ہو اور حج کے موسم میں بھی جوار کا اعلان کیا جاتا تھا۔

ضروری چیز اس میں لوگوں کا باخبر ہونا ہے۔ تاکہ لوگ جان لیں کہ فلاں شخص یا قبیلہ فلاں کی حفظ و امان میں ہے۔

اس کے علاوہ مختلف علاقوں وقبیلوں میں مختلف انداز سے جوار طلب کرنے اور امان دینے کے طریقے رائج تھے۔

### 2.3.1 یثرب میں استجار کا طریقہ

عہد جاہلیہ میں یثرب میں جوار طلب کرنے کا طریقہ یہ تھا کہ اس شخص سے کہا جاتا کہ

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

"فوقل فی هذا الجبل ثم قد أمنت. فاذا فعل احد ذالک، وجب علی [illegible]
قبول جواره والدفاع عنه". (۳۶)

"اس پہاڑ پر چڑھ جاؤ۔ پھر پس وہ امن میں آ جاتا۔ جب وہ یہ کر چکتا تو [illegible]
واجب ہو جاتا کہ اس کے جوار کو قبول کریں اور اس کا دفاع کریں"۔

## 2.3.2 آل محلم بن ذہل میں طریقہ جوار

آل محلم بن ذہل بن سیبان کا وادی عوف میں ایک قبہ تھا۔ جسے "قبۃ المعاذۃ" کہتے تھے جو اس کی طرف آتا اور التجا کرتا اس کو پناہ مل جاتی۔ ان کے ہاں یہ ضرب المثل تھی کہ:

"لاحُرّ بوادی عوف" من لجاء الیها أعاذوه، والعوذ اللتجاء"(۳۷)

"وادی عوف میں کوئی آزاد نہیں، جو اس سے پناہ مانگتا اسے پناہ دیتا۔ عوذ کا مطلب التجا کرنا ہے"۔

یعنی سب غلام ہیں اور مطیع ہیں۔ عوف وفا میں مشہور تھا۔ عمر بن ہند نے عوف سے [illegible] طلب کیا۔ عوف اسے جوار دے چکا تھا۔ پس عوف نے اسے عمر کے سپرد کرنے سے انکار کر دیا۔

فقال عمر لاحرّ بوادی عوف. أی أنه یقهر من حل بوادیه.

"و کل من فیه کالعبید له طاعتهم إیاه. و هو من أمثال العرب فی الرجل [illegible]
العزیز المنیع الذی یعزبه الذلیل و یذل به العزیز وقیل ان کل من صار فی [illegible]
خصنع له". (۳۸)

اس نے کہا کہ اس وادی میں سب کو سر جھکانا ہے۔ یعنی اطاعت قبول کرتا ہے۔ [illegible]
الارب کی روایت کے مطابق عوف نے مروان القرظ کا ہاتھ اور عمر ابن ہند کے [illegible]
درمیان اپنا ہاتھ رکھا اور اسے مطیع کیا۔

---

۳۶۔ جواد علی، المفصل، ج ۴، ص ۳۶۲

۳۷۔ ایضاً، ص ۳۶۴

۳۸۔ ایضاً، ص ۳۶۲، ۳۶۳

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

### 2.3.3 گھر کے دروازے سے کپڑا باندھ دینا

جوار کے طریقوں سے ایک طریقہ یہ تھا کہ ایک آدمی دوسرے کے پاس آتا کہ اس سے جوار طلب کرے۔ اسے گھر میں نہ پا کر اپنے کپڑے کو اس کے گھر سے باندھ دیتا۔ جب وہ یہ کر لیتا تو اس کو جار شمار کیا جاتا۔ صاحب بیت یعنی اس گھر والے پر واجب ہو جاتا کہ اس کی حفاظت کرے اور اسے پناہ دے۔

"ومن طرق الجوار، أن ياتي رجل ليستجير به فلا يجده، فيعقد طرف ثوبه الى صاحب البيت، فاذا فعل ذالک عدّ جاراً، و رجب علی صاحب البيت أن يجيره"(۳۹)

### 2.3.4 تین دن کی حفاظت و پناہ

جب ایک انسان دوسرے کے پاس اترتا اس کے پڑوس میں رہنے کے لیے تو معروف بات تھی کہ اس کی پڑوس کی حرمت تین دن تک ہے۔ جب وہ ختم ہو تو جوار کی مدت ختم ہو جاتی۔

"و كان خفرة الجوار ثلاثا، فاذا انتهت، انتهت مدة الجوار"(۴۰)

اور جار کے لیے ضروری ہے کہ وہ رخت سفر باندھ لے۔ سوائے اس کے کہ جوار میں تجدید ہو جائے۔

اب اگر وہ دوبارہ جوار طلب کرے تو اس کا حکم قبول کرنے پر دوسرا ہو گا۔ یہ جوار اس وقت تک قائم رہے گا جب تک کہ معاہدہ مدت قائم ہے۔ اس حق جوار سے غرباء، مسافر، محتاج و مہمان فائدہ اٹھاتے تھے۔

### 2.3.5 نیزے کا سرا توڑ دینا

جوار طلب کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی تھا کہ جب کوئی خوف میں ہوتا اور وہ ارادہ کرتا کسی سے جوار طلب کرنے کا تو اپنے نیزے کا سرا توڑ دیتا۔ جب مجیر اسے پہچان لیتا تو وہ اپنا نیزہ بلند کرتا جس کی وجہ سے وہ اس کے جوار میں آ جاتا۔

"نكس رمحه، فاذا عرفه المجير، رفع رمحه، فيصر فى جواره"(۴۱)

---

۳۹۔ جواد علی، المفصل، ج۴، ص ۳۶۴

۴۰۔ ایضاً　　۴۱۔ ایضاً

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

جب الحارث بن ظالم المری حیرہ کے بادشاہ سے بھاگا تو عکاظ میں پہنچا۔ وہاں عبداللہ بن جدعان کے پاس آیا۔ اس نے اپنے نیزے کا سرا توڑا اس کو عبداللہ بن جدعان کے سامنے بلند کیا جب اس نے اسے پہچان لیا تو وہ امن میں آ گیا۔ اور اس نے مکہ میں اقامت اختیار کی۔ یہاں تک کہ اسے بادشاہ حیرہ کی امان بھی آ گئی۔

## 2.4 جوار کن سے طلب کی جاتی تھی

ایک شخص دوسرے شخص سے یا ایک شخص قبیلہ سے یا ایک قبیلہ دوسرے مضبوط قبیلہ سے تو جوار طلب کرتا ہی تھا لیکن اس کے علاوہ عرب جنوں، قبر، وادی اور مقدس جگہ سے بھی مدد و حمایت طلب کرتے تھے۔ مرنے کے بعد اس کی قبر پر جوار طلب کرنے والے اس کے خاندان کے افراد مدد کرتے اور اسی طرح مقدس مقامات کے رکھوالے اس کی حمایت و نصرت کے لیے آ موجود ہوتے۔

### 2.4.1 جنات سے طلب جوار

عہد جاہلیہ میں لوگ جنوں سے جوار طلب کرتے۔ دورانِ سفر جب وہ کسی وادی میں اترتے تو وہاں کے جنات کو مخاطب کر کے پناہ لیتے۔

"و قیل أن اهل الجاهلیه کانوا اذا نزلت رفقة منهم فی وادٍ، قالت: نعوذ بعزیز هذا الوادی من مردة الجن و سفهائهم ای نلوذ به و نستجیر.(۴۲)

ترجمہ: اور کہا گیا کہ جب اہل جاہلیہ میں سے کوئی جماعت کسی وادی میں اترتی تو کہتی: ہم پناہ مانگتے ہیں اس وادی کے غالب کی ان کے مردود یعنی نافرمان و سرکش اور بیوقوفوں سے یعنی ان شریروں سے اس کی پناہ طلب کرتے"۔

### 2.4.2 قبر سے جوار طلب کی جاتی

پناہ طلب کرنے کے لیے زندہ ہونا شرط نہیں لوگ مرنے کے بعد اس کی قبر سے پناہ طلب کرتے۔ عموماً یہ وہ شخص ہوتا تھا جو زندگی میں مظلوموں کی حمایت کرتا اور انہیں جوار دیتا۔ بعد میں اس کے وارث اور قبیلہ کے افراد اس کی جگہ جوار طلب کرنے والے کے حامی بن جاتے۔

---

۴۲۔ جواد علی، المفصل، ج۴، ص ۳۶۱

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ایسا کرنے کے لیے وہ اس قبر کے جوار میں آ جاتا اور اس کی حرمت میں پناہ لیتے۔ اس طریقے سے لوگ عامر بن طفیل کی قبر سے جوار حاصل کرتے۔

یہ ذکر کیا جاتا ہے کہ عامر بن طفیل کی قوم بنی عامر نے اس کی قبر کے گرد کچھ فاصلہ پر پتھر نصب کیے جو اس احاطہ میں داخل ہو جاتا جو قبر کے چاروں طرف کچھ فاصلہ تک تھا، اس کا جان و مال امن میں آ جاتے۔ اس کے ساتھ کوئی ظلم کرے گا نہ اس کی جان و مال کو نقصان پہنچائے گا۔ کیوں کہ اس کی قوم کے افراد اس کے حامی و مددگار ہوں گے۔ اسی طرح بنی تمیم (تمیم بن مُرّ) کی قبر کے ساتھ یہ ہی معاملہ کرتے۔

ولا بشرط في الجوار أن يكون جوار أحياء. فقد يستجير انسان بقبر، فيصير في جواره و في حرمة ذالک القبر...... وقد منعوا دخول حيوان اليه، أو مرور [illegible] به، احتراماً لحرمة صاحب هذا القبر.(۴۳)

## 2.4.3 قبہ آل محلم سے جوار طلب کرنا

آل محلم بن ذھل بن شیبان نے عوف کے فوت ہونے پر اس کا قبہ تعمیر کیا۔ جسے قبۃ معاذہ کہا جاتا۔ جو شخص اس قبہ سے جو جوار طلب کرتا اس کو پناہ مل جاتی اور وہ اس کے جوار میں داخل ہو جاتا۔

## 2.4.4 عبادت گاہ و مقدس مقام کے جوار میں آنا

اسی طرح جب کوئی شخص کسی معبد یا مقدس جگہ میں پہنچ جاتا وہ اس کی جوار میں آ جاتا۔ اس کا انتظام و انصرام کرنے والے اور والی اس کے مجیر بن جاتے اور اس کی حفاظت کرتے۔

"وقد يستجير الانسان لمعبد أو بأى موضع مقدس، فيكون فى جواره و حرمة ذالک المكان. و على اصحابه اداء الحقوق الجوار. ومن هذا القبيل جوار مكة فمن دخل حرم (البيت) صحار فى جواره، آمنا مطمعنا لا يجوذ الا عنوا و عنيه و لا اخافته، لانّه حرمة البيت و على قريش الذبّ عنه".(۴۴)

---

۴۳۔ جواد علی، المفصل، ج ۴، ص ۳۶۲

۴۴۔ جواد علی، المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، ج ۴، ص ۳۶۳

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ترجمہ: انسان معبد اور مقدس مکان سے جوار طلب کرتا تھا۔ پس وہ اس کی حرمت و پڑوس میں آ رہتا۔ اس کے والی کے ذمہ حق جوار کو ادا کرنا لازم آ جاتا۔ اسی طرح کا جوار مکہ تھا۔ جو حرم میں داخل ہو وہ اس کے پڑوس میں آ گیا۔ امن اور اطمینان میں آ رہتا۔ کسی کے لیے جائز نہ تھا کہ کوئی اس پر زیادتی کرے کیوں کہ اس کے گھر کی حرمت تھی اور قریش کے ذمہ تھا کہ اس سے ہر ظلم و زیادتی کو دور کرے۔

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

# فصل سوم

# عہد نبوی میں جوار

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

# فصل سوم: عہد نبوی ﷺ میں جوار

جوار کا ایک مفہوم تو یہ ہے کہ محتاج اور ضرورت مند، کمزور اپنی جان و مال کے بچاؤ کی تدبیر کے طور پر طاقتور سے حمایت طلب کرتا اور زیادتی سے بچتا تھا۔

دوسرا مفہوم یہ ہے کہ مقدس مقام یا کسی جگہ کا پڑوس اختیار کرنا تخلیہ اور غور و فکر کے لیے۔ اگر مسجد کا جوار ہو تو اسے اعتکاف اور اگر مسجد سے باہر کسی جگہ کا پڑوس اختیار کیا جاتا تو اسے جوار کہتے ہیں۔ عہد رسول اللہ ﷺ میں ہمیں دونوں طرح کے مفہوم میں داخل واقعات ملتے ہیں:

## 3.1 جوارِ حراء

"کان رسول اللہ ﷺ یجاور فی الحراء من کل سنة شهراً وکان ذالک مما تحنث به قریش فی الجاهلیه والحنث التبرر".(۴۵)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ غارِ حرا کا پڑوس اختیار کر لیتے یعنی اس میں قیام فرماتے۔ ہر سال ایک مہینہ تک اور یہ اس عمل سے تھا کہ جاہلیت میں قریش سخت مذہبی ریاضت کرتے۔

سہیلی کی شرح کے مطابق یہ قیام غارِ حراء کا سلسلہ اس وقت تک چلتا رہا کہ آخر کلام مجید نازل ہوا۔ مجاورۃ میں اعتکاف مراد ہے۔ مسجد میں اگر ہو تو اعتکاف وگرنہ جوار ہے کیوں کہ یہ قیام مسجد میں نہ تھا مگر جبال حرم میں تھا اس لیے جوار کا لفظ استعمال کیا۔(۴۶)

## 3.2 نجاشی سے جوار کی طلبی

رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو حبشہ ہجرت کر جانے کی اجازت دی کیوں کہ قریش نے ان کا عرصہ دراز تنگ کر دیا تھا۔ نجاشی ایک نیک اور رحم دل عادل بادشاہ تھا۔ آپ ﷺ نے اس کے ہاں جانے کا حکم دیا اور وہ اسکے جوار میں جا رہے اور پناہ طلب کی۔ عبداللہ بن الحرث کے مطابق:

---

۴۵۔ ابن ہشام، ابی محمد عبدالملک بن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج ۱، ص ۱۴۴

۴۶۔ السہیلی، الروض الانف، ج ۱، ص ۱۴۴

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

"عبدالله بن الحرث بن قيس بن عدى بن سعيد بن سهم حين امنوا بارض حبشه وحمدوا جوار النجاشي لا يخافون على ذالک احدً وقد احسن النجاشي جوارهم حين نزله به". (۴۷)

ترجمہ: عبداللہ بن الحرث بن قیس بن عدی بن سعید بن .......... نے بتایا کہ ہم نے نجاشی کے ہاں ارض حبشہ میں امان لی اور انہوں نے نجاشی کی پناہ و حمایت کی تعریف کی۔ اور کہ ہمیں وہاں کسی کا خوف نہ تھا اور بے شک جب ہم اس کے ہاں اترے تو اس نے ہمیں اچھا ٹھکانہ دیا۔

وانشد عبدالله بن الحارث فی قوله

| | |
|---|---|
| يا راكبا بلّغا عنّى مغلغلة | من كان يرجوا بلاغ الله والدين |
| كل امرئ من عباد الله مضطهد | ببطن مكه مقهور و مفتون |
| انا وجدنا بلاد الله واسعة | تنجى من الذل والمخزاة والهون |
| فلا تقيموا على ذل الحياة و خز | ى فى الممات و عيب غير مامون |
| انا تبعنا رسول الله و اطرحوا | قول النبى وعالوا فى الموازين |
| فاجعل عذابک فى قوم الّذين بغوا | و عائذ بک أن يعلوا فيطغونى (۴۸) |

ترجمہ: اے مسافر میری جانب سے ان لوگوں کو پیغام دو جو خدائی احکام اور دین کے تمنا ہوئے ہے آرزو مند ہیں۔ اللہ کے بندوں میں سے ہر اس شخص کو میرا پیغام پہنچا دو جو وادی مکہ میں مغلوب مجبور اور بلاؤں میں گرفتار ہیں کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے شہروں کو وسیع پایا جو اہانت، رسوائی اور ذلت سے چھڑاتے ہیں۔ ہم نے اللہ کے رسول کی پیروی اختیار کی انہوں نے نبی کی بات کو پھیر دیا اور حقوق کی ادائیگی میں خیانت کی۔ اے اللہ جن لوگوں نے سرکشی اختیار کی ان پر عذاب نازل فرما میں تیری پناہ کا طلبگار ہوں اس پر کہ یہ لوگ سر بلند ہوں اور مجھے بھی سرکش بنا دیں۔

## 3.2.1 نجاشی کے حسن جوار میں قرار نے قریش مکہ کو بے قرار کر دیا

جب قریش نے دیکھا کہ اصحاب رسول ﷺ نے حبشہ میں امان و اطمینان حاصل کر لیا اور انہیں وہاں قرار نصیب ہو گیا تو آپس میں مشورہ کیا کہ ایک وفد نجاشی کے ہاں بھیجا جائے تاکہ وہ انہیں واپس کر دے اور امن و اطمینان سے نکال کر انہیں ہمارے حوالے کر دے۔ لہذا عبداللہ بن ابی ربیعۃ اور عمرو بن العاص بن وائل کو بھیجا۔

۴۷۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج ا،ص ۲۰۸    ۴۸۔ ایضاً، ج ا، ص ۲۰۸

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

"قال ابن اسحاق فلما رأت قریش ان اصحاب رسول ﷺ قد أمنوا و ... بارض المثنه...... أئتمر وا أن یبعثوا فیهم منهم رجلین من قریش...... فبعثوا عبد الله بن أبی ابیعة و عمر بن العاص بن وائل"(۴۹)

## 3.2.2 حضرت ابو طالب نے نجاشی کو حسن جوار کی ترغیب دی

حضرت ابوطالب نے قریش مکہ کا یہ چلن دیکھا کہ نجاشی کے پاس وفد بھیج ... سکون میں رہنے والے مسلمانوں کو واپس لایا جائے تو انہوں نے نجاشی کے پاس اشعار بھیجے ... حسن جوار اور ان سے ظلم دور کرنے کی ترغیب دی گئی۔

تعلم أبیت اللحن أنک ماجد — کریم فلا یشقی لدیک المجانب

تعلم بان الله ذادک بسطة — و أسباب خیر کلها بک لازب ...

ترجمہ: اللہ تعالیٰ آپ کو (نجاشی) بدنامی سے بچائے یاد رہے کہ آپ کی ہستی عظمت و شرافت ... آپ کے سائے میں پناہ لینے والے کو محرومی نہیں ہونی چاہیے آپ کو اس بات کا علم ہونا چاہیے ... لبریز کناروں والا دریا ہے جس سے دشمن و دوست فیض پاتے ہیں۔

ام المومنین حضرت سلمیٰؓ ہجرت حبشہ کے وقت نجاشی کے سلوک کا ذکر کرتے ہوئے کہتی ہیں:

"لما نزلنا أرض الحبشه جاورنا بها خیر جار النجاشی أمنا علی دیننا و عبدنا الله تعالیٰ لا تؤذی ولا نسمع شیئاً نکرهه".(۵۱)

"جب ہم حبشہ اترے تو وہاں ہم نجاشی کی بہترین جوار میں رہے۔ اس سے ہم اپنے دین پر قائم رہے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کی نہ ہمیں کوئی تکلیف دیتا تھا اور نہ ہم نے کوئی ناپسندیدہ بات سنی"۔

## 3.2.3 نجاشی کا انکار

قریش مکہ کی یہ خواہش تھی کہ مسلمانوں کو ہمارے حوالے کر دیں اور ان سے کوئی بات نہ کی جائے جبکہ نجاشی نے اس بات سے صاف انکار کر دیا کہ جن لوگوں نے پناہ کے لیے مجھے چنا میں انھیں تمہارے حوالے کیسے کر دوں۔

---

۴۹۔ ابن ہشام: السیرۃ النبویہ، ج ا،ص ۲۱۱-۲۱۰ ۵۰۔ ایضاً، ج ا،ص ۲۱۱

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

"قالت (ام سلمةؓ) "فغضب النجاشی ثم قال لاها اللّٰہ اذا لا أسلمهم اليهم و لا يكاد قوم جاورنی ونزلوا بلادی اختارونی علی من سوائی حتی ادعوهم فاسألهم حتی يقول هذان فی امرهم فان كانوا كما يقولون اسلمتهم اليهما و رددتهم الی قومهم وان كانوا علی غير ذالک منعتهم منهم واحسنت جوارهم ما جاورونی"[۵۲]

ترجمہ: حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ قریش کے اس مطالبہ نے نجاشی کو غضبناک کر دیا۔ اور کہا کہ واللہ نہیں میں انہیں تمہارے حوالے نہیں کروں گا۔ اس لیے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے جس قوم نے میری پناہ لی۔ میرے شہر میں اترے اور باقی ساری دنیا میں مجھے چن لیا جب تک کہ انہیں بلا کر سن نہ لوں، تمہارے حوالے نہیں کروں گا۔ اگر وہ وہی کچھ ہیں کہ جو یہ لوگ کہتے ہیں تو انہیں ان کی قوم کے حوالے کر دوں گا اور اگر وہ اس کے سوا کچھ ہیں میں انہیں ان کے ظلم سے روک دوں گا اور انہیں اچھا ٹھکانہ دوں گا۔ جنھوں نے میری ... حاصل کی یا میری پناہ اختیار کی"۔

حضرت جعفرؓ نے نجاشی کے دربار میں اصل صورت حال بیان کی اور فرمایا کہ ہم لوگ جہالت و شرک تھے، بت پرستی اور شرک میں پڑے ہوئے تھے۔ صلہ رحمی اور حسن جوار بھلا چکے تھے یعنی قرابت اور پڑوس کے حقوق کا خیال نہ رکھتے تھے کہ ایک رسول ﷺ کو اللہ نے مبعوث کیا جس نے ایک اللہ کی عبادت کی تلقین کی، شرک اور بت پرستی سے منع کیا۔ قرابت داری اور حسن جوار کی تلقین کی، ان کے الفاظ یہ ہیں

"و أمرنا لصدق الحديث و أداء الامانة وصله الرحم و حسن الجوار والكف عن المحارم والدماء و نهانا عن الفواحش و قول الزور و أكل مال اليتيم و قذف المحصنة...... فصدقنا و آمنا به و اتبعناه علی ما جاء به من اللّٰہ فعبدنا اللّٰہ وحده فلم نشرک به شيأً و حرمنا ما حرم علينا و احللنا ما احل لنا فعدا علينا قومنا معذبونا وفتنونا عن ديننا ليردونا الی عبادة الاوثان من عباده اللّٰہ تعالیٰ...... فلما قهرونا

۵۲۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج ۱، ص ۲۱۲

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

وظلمونا و ضیحوا علینا ومحالوا بیننا و بین دیننا خرجنا إلی بلادک و اخترناک علی من سواک و رغبنا فی جوارک و رجونا أن لا نظلم عندک ایھا الملک...... فلا واللہ لا أسلمھم الیکما". (۵۳)

ترجمہ: حضرت جعفرؓ نے کہا ہمیں حکم دیا گیا تھا سچ کا۔ امانت کے ادا کرنے کا۔ حسن جوار کا محرمات سے بچنے کا اور خون بہانے سے، اور ہمیں منع کیا فواحش اور جھوٹ سے، یتیم کا مال کھانے سے، اور جھوٹی تہمت لگانے سے...... ہم نے ان کی تصدیق کی، ان پر ایمان لائے اور ان کا اتباع کیا اور ایک اللہ کی عبادت کی اور ہم اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے۔ ہم نے اسے حرام سمجھا جسے حرام قرار دیا اور اسے حلال سمجھا جسے حلال قرار دیا۔ پس ہماری قوم ہمارے دشمن بن گئی۔ پس اس نے ہمیں تکلیف دی۔ ہمیں دین کے بارے میں آزمائش میں مبتلا کر دیا تاکہ ہم دوبارہ بتوں کی پوجا کی طرف لوٹ جائیں...... جب انہوں نے ہم پر قہر ڈھایا۔ ظلم کیا اور ہم پر زندگی تنگ کر دی تو ہم وہاں سے نکل کر آپ کے شہر آ گئے۔ ہم نے پوری دنیا میں سے آپ کو چن لیا اور آپ کی (پناہ و امان و حمایت) جوار کی طرف راغب ہوئے۔ اے بادشاہ! ہم اُمید کرتے ہیں کہ آپ ہم پر ظلم نہ ہونے دیں گے"۔ شاہ حبشہ نجاشی نے کہا نہیں، اللہ کی قسم۔ میں انہیں تمہارے حوالے نہ کروں گا۔ قریش نے پھر کہا کہ یہ حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں غلط عقیدہ رکھتے ہیں تو نجاشی نے انہیں پھر بلایا۔ حضرت جعفرؓ نے سورہ مریم کی تلاوت کی تو نجاشی بہت متاثر ہوا اور ان کی تائید کی، درباریوں نے ناراضگی کا اظہار کیا۔ مگر نجاشی نے کہا "جاؤ تم میرے ملک میں امان یافتہ ہو، جو تمہیں برا کہے گا سزا کا مستحق ہو گا"۔

### 3.3 حبشہ سے مسلمانوں کی واپسی اور جوار کے ذریعہ داخلہ

جو لوگ حبشہ کی طرف ہجرت کر کے گئے تھے۔ انہیں قریش کے اسلام لے آنے کی خبر ملی تو وہ واپس مکہ کی طرف لوٹے۔ جب وہ مکہ کے قریب پہنچے تو انہیں علم ہوا کہ یہ خبر غلط ہے۔ اب واپسی مشکل تھی تو ان میں سے ہر ایک کسی کی پناہ لے کر یا چھپ کر ہی مکہ میں داخل ہوا۔

۵۳۔ ابن ہشام، السیرہ النبویہ، ج ۱، ص ۲۱۳

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

"فلم يدخل منهم أحد الا بجوار أو مستخفيا"(۵۴)

ان میں سے جو مکہ میں داخل ہوئے، وہیں قیام پذیر رہے یہاں تک کہ انہوں نے مدینہ منورہ ہجرت کی اور آپ کے ساتھ بدر میں شریک ہوئے۔ جنہیں روک لیا گیا وہ یا بدر میں آئے یا پھر مکہ ہی میں فوت ہو گئے۔ جو لوگ جوار سے واپس آئے، یہ تقریباً تینتیس اصحاب تھے، ان میں سے اہم افراد یہ ہیں۔

ا۔ عثمان بن عفان بن أبي العاص بن امیہ بن عبدالشمس بن عبد مناف بن قصی۔ ان کے ساتھ ان کی زوجہ محترمہ حضرت رقیہ بنت رسول ﷺ بھی تھیں۔

۲۔ ابو حذیفہؓ بن عتبہ بن ربیعۃ بن عبدالشمس۔ ان کے ساتھ ان کی بیوی سہلۃ بنت سہیلؓ بھی تھیں۔

۳۔ عثمان بن مظعون بن حبيب الجمحي دخل بجوار من الوليد بن المغيرة۔

۴۔ أبو سلمه بن عبدالاسد بن هلال المخزومي دخل بجوار من أبي طالب بن عبدالمطلب وكان خاله و أم أبي سلمة مره بنت عبدالمطلب.

ابن ہشام نے بہت سے نام نقل کیے ہیں، ان میں سے دو کے واقعات ذرا تفصیل سے ملتے ہیں۔

3.3.1 ابن اسحاق نے کہا عثمان بن مظعون جو کہ ولید بن المغیرہ کی پناہ میں تھے چین و سکون سے زندگی گزار رہے تھے۔ انہوں نے یہ خیال کیا وہ اصحاب رسول ﷺ دن اور رات ابتلا و مصیبت میں گزار رہے ہیں جبکہ میں ایک مشرک کی پناہ میں اور چین کی زندگی گزاروں یہ شرم کی بات ہے۔ لہذا وہ ولید بن مغیرہ کے پاس آئے اور جوار واپس کر دی۔

"و اني والله لفي جوار من هو اعز منك و أقدر"(۵۵)

ترجمہ: ''اللہ کی قسم بے شک میں اس کی جوار میں ہوں جو تجھ سے زیادہ عزت اور قدرت والا ہے''۔

۵۴۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج ا، ص ۲۲۹

۵۵۔ ایضاً، ج ا، ص ۲۳۰

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

### 3.3.2 ابوسلمہ بن عبدالاسد نے حضرت ابوطالب سے جوار طلب کی۔

ابن اسحاق کے مطابق جب ابوسلمہ بن عبدالاسد نے ابوطالب سے جوار طلب کی تو بنومخزوم کے افراد چل کر ابوطالب کے پاس آئے، کہنے لگے کہ آپ نے اپنے بھائی کے بیٹے سے تو ہم کو روک دیا یہ کیا بات ہے کہ ہمارے آدمی سے بھی ہمیں روک دیا کہ اسے کچھ کہہ نہ سکیں۔ حضرت ابوطالب نے فرمایا:

"انّه استجار لی وهو ابن اختی وان انالم أمنع ابن اختی لم امنع ابن اخی فقام أبو لهب فقال یا معشر قریش واللّٰه لقد اکثرتم علی هذا الشیخ"(۵۶)

''حضرت ابو طالب نے کہا کہ اس نے مجھ سے پناہ طلب کی وہ میری بہنکا بیٹا ہے، اگر میں اپنی بہن کے بیٹے سے تمہیں نہ روک دوں تو پھر اپنے بھائی کے بیٹے سے بھی نقصان پہنچانے والے کو نہ روکوں گا۔ ابولہب نے کہا اے معشر قریش اس شیخ کی تم نے بہت رعایت کر لی''۔

## 3.4 ابن الدغنہ کی حضرت ابوبکرؓ کو جوار کی پیشکش

ابن اسحاق نے محمد بن مسلم الزہری انہوں نے عروۃ بن زبیر اور انہوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا کہ جب مکہ کی زمین ان پر تنگ ہوگئی اور انہیں وہاں تکلیف پہنچی اور آپ نے رسول اللہﷺ اور آپ کے اصحاب پر قریش کا ظلم وستم دیکھا اور یہ کہ جب رسول اللہﷺ نے اپنے اصحاب کو ہجرت کی اجازت دی تو حضرت ابوبکرؓ نے بھی رسول اللہﷺ سے ہجرت کی اجازت طلب کی۔ اجازت ملنے پر حضرت ابوبکر صدیقؓ مکہ سے روانہ ہوئے۔ ابھی مکہ معظّمہ سے ایک یا دو دن کی مسافت طے کی ہوگی کہ راستے میں ابن الدغنہ سے ملاقات ہوئی۔ ابن الدغنہ بنی حرث بن بکر بن عبد مناۃ، بن کنانہ کے بھائی اور سیدالاحابیش تھے۔ اس کا نام مالک تھا۔

"فقال ابن الدغنه: این یا أبابکر قال اخرجنی قومی و آذونی وضیقوا علی قال فلم فواللّٰه انک لتزین العشیرة و تعین علی النوائب، و تفعل المعروف، و تکسب المعدوم، ارجع وانت فی جواری"(۵۷)

---

۵۶۔ ابن ہشام، السیرہ النبویہ، ج ۱، ص ۲۳۰

۵۷۔ السہیلی، روض الانف، ج ۱، ص ۲۳۱۔ بخاری، صحیح البخاری، کتاب الحوالات، باب جوارے ابی بکر فی عہد النبیﷺ وعقدہ ج ۱، ص ۲۰۶

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ابن دغنہ نے کہا اے ابوبکر کدھر چلے، آپ نے فرمایا کہ میری قوم نے مجھے نکال دیا۔ مجھے تکلیف دی اور مجھ پر زندگی تنگ کر دی۔ ابن دغنہ نے کہا "نہیں اللہ کی قسم آپ خاندان کی زینت ہیں، اور معروف کام کرتے ہیں اور دوسرے کو کما کر دیتے ہو، آپ لوٹ جائیں آپ میری حمایت و پناہ میں ہیں"۔

### 3.4.1 ابن الدغنہ کا اعلانِ جوار

ابن الدغنہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اپنے ساتھ لے کر واپس آیا، اور مکہ میں داخل ہو کر قریش سے مخاطب ہوا:

"یا معر القریش إنی قد اجرت ابن أبی قحاقه فلا یعرض له أحد الا بخیر، قالت فکفوا عنه"(۵۸)

"ترجمہ: اے خاندان قریش میں نے ابن ابی قحافہ کو پناہ دی ہے۔ پس کوئی اس سے تعرض نہ کرے مگر خیر کے ساتھ"

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اس پر وہ لوگ حضرت ابوبکر سے رک گئے یعنی اپنے ہاتھ روک لیے اور تکلیف دینے سے باز آئے۔

### 3.4.2 رسول اللہ ﷺ کو جوار دینے کی پاداش میں مقاطعہ

رسول اللہ ﷺ کو جوار (پناہ) دینے اور قریش کے حوالے نہ کرنے کی پاداش میں بنو ہاشم بنی عبدالمطلب کو تین سال مقاطعہ برداشت کرنا پڑا۔ ان سب نے حضرت ابوطالب کا ساتھ دیا جنہوں نے رسول اللہ ﷺ اور اپنے بھتیجے کو پناہ دے رکھی تھی اور تمام قریش کو ان پر ہاتھ اٹھانے سے باز رکھا تھا۔ صرف ابولہب عبدالعزی بن عبدالمطلب اس کنبہ سے الگ ہوئے۔ باقی سب ابوطالب کے پاس آئے اور شعب ابی طالب میں پناہ گزیں ہو گئے۔ ابو طالب، بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب نے قریش کی یہ ضد پوری نہ کی کہ محمد ﷺ کو ان کے حوالے کر دو۔ ہر طرح سے تکالیف برداشت کیں لیکن ان کی پناہ کی ذمہ داری نہ چھوڑی۔

---

۵۸۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج ۱، ص ۲۳۱

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

قریش نے باہم معاہدہ کیا، اسے ضبط تحریر میں لائے۔ بالآخر تین سال کے بعد قریش کے چند لوگوں کے منصوبہ سے یہ مقاطعہ ختم ہوا۔ المطعم بن عدی کھڑا ہوا کہ اس معاہدے کو چاک کرے۔ دیکھ کہ سارا معاہدہ دیمک نے کھا لیا سوائے اللہ کے نام سے۔ جب الصحیفہ کو چاک کیا اور مقاطعہ کے معاہدے کو ختم کیا تو کچھ ہی عرصہ بعد حضرت خدیجہؓ اور تین دن کے وقفہ سے حضرت ابوطالب وفات پا گئے۔

ابو طالب کان له عضداً "وحرزا" فی امره ومنعة و ناصرا علی قومه".(۵۹)

ترجمہ: حضرت ابوطالب آپ کے پشتبان تھے اور آپ کے کام میں محافظ تھے اور ان سے قوم کو روکنے والے اور ان کے مددگار تھے۔

### 3.4.3 حضرت ابوطالب کی وفات کے بعد سردارانِ طائف سے حمایت کا مطالبہ

"فخرج رسول الله ﷺ الی الطائف یلتمس النصرة من ثقیف والمنعة بهم من قومه ورجاء أن یقبلوا منه ماجاء هم به من الله عز و جل فخرج الیهم وحده"(۶۰)

حضرت ابوطالب کی وفات سے رؤساء قریش رسول اللہ ﷺ پھر اور بھی جری ہو گئے۔ پس رسول اللہ ﷺ طائف تشریف لے گئے تاکہ وہ اپنی حمایت میں لے کر قریش کے خلاف مدد کریں اور آپ کا دفاع کریں۔ لیکن اہل طائف نے نہ صرف یہ کہ دعوت اسلام کو قبول نہ کیا اور نہ حمایت قبول کی بلکہ آپ کے ساتھ سخت ناروا سلوک کیا۔

قریش مکہ نے حضرت ابوطالب کی وفات کے بعد ایک دفعہ آپ کے سر پر مٹی ڈالی۔ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی آپ کا سر دھوتی اور روتی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے بیٹی مت رو "ان اللہ مانع اباک" اللہ تمہارے باپ سے انہیں روک دے گا۔ پھر فرمایا:

"ما نالت منی قریشاً شیئا اکرهه حتی مات ابوطالب"(۶۱)

مجھے قریش سے ایسی اذیت نہ پہنچی تھی جب تک ابوطالب فوت نہ ہوئے۔

---

۵۹۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج ۱، ص ۲۵۸

۶۰۔ ابن کثیر، سیرۃ الرسول ﷺ۔ ترجمہ: مولانا شمس الدین، مکتبہ علم، اردو بازار، لاہور

۶۱۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج ۱، ص ۲۵۸

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

### 3.4.4 رسول اللہ ﷺ کی طائف سے واپسی پر طلبِ جوار

حضرت ابوطالب کی وفات کے بعد قریش کو کھل کھیلنے کا موقع ملا۔ آپ نے طائف کے سرداروں کو دعوت دی کہ وہ اسلام قبول کر لیں اور میری نصرت و حمایت کا اعلان کریں مگر وہاں تکالیف میں مزید اضافہ ہوا اور واپسی پر آپ ﷺ غار حرا تشریف لائے۔ ابن ہشام کے مطابق:

"فلما انصرف عن أهل الطائف ولم يجيبوه إلى مادعاهم اليه من تصديقيه و نصرته صار الى حراء"(٦٢)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ جب اہل طائف سے لوٹے اور انہوں نے آپ کی دعوت کو قبول نہ کیا جس طرف آپ نے انہیں بلایا یعنی تصدیق نہ کی اور نہ نصرت و حمایت کی تو آپ حراء تشریف لے گئے۔

### 3.4.5 اخنس بن شریق سے طلبِ جوار

پھر آپ نے مکہ کے لوگوں کی طرف توجہ کی اور سب سے پہلے اخنس بن شریق کے پاس طلب جوار کا پیغام بھیجا۔ اس نے بھی انکار کیا تو آپ نے تیسرا پیغام مطعم بن عدی کے پاس بھیجا۔

"ثم بعث الى اخنس بن شريق ليجيره فقال أنا حليف والحليف لا يجير"(٦٣)

ترجمہ: پھر آپ نے اخنس بن شریق کی طرف پیغام بھیجا کہ انہیں پناہ دے دیں تو اس نے جواب دیا کہ میں حلیف ہوں اور حلیف پناہ نہیں دے سکتا"

یعنی وہ قریش کا حلیف ہے اور حلیف قبیلہ کے مقابلہ میں جوار نہیں دے سکتا۔

### 3.4.6 رسول اللہ ﷺ نے سہیل بن عمر سے جوار طلب کی

رسول اللہ ﷺ نے سہیل بن عمرو سے جوار طلب کی کہ میری نصرت و حمایت کرو اور مجھ پر بڑھنے والے ہاتھ روک دو۔ لیکن اس نے جواب دیا:

"ثم بعث الى سهيل بن عمرو فقال ان بنی عامر لا تجير على بنی كعب"(٦٤)

---

٦٢۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج ۱، ص ۲۳۴ ٦٣۔ ایضاً ٦٤۔ ایضاً

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

''ترجمہ: جب آپ نے سہیل بن عمرو کی طرف طلب جوار کا پیغام بھیجا تو اس نے کہا کہ بنی عامر سے ہوں، بنی کعب کے مقابلے میں جوار نہیں دے دیتا''۔

### 3.4.7 المطعم بن عدی سے طلبِ جوار اور قبولیت

تیسری مرتبہ آپ نے جوار کا پیغام المطعم بن عدی کو بھیجا جس نے آپ کے اس پیغام کو قبول کیا:

''فبعث الى المطعم بن عدى فاجابه، ثم تسلح المطعم و أهل بيته و خرجوا حتى أتوا المسجد ثم بعث الى رسول الله ﷺ فطاف بالبيت و صلى عنده''۔(۶۵)

ترجمہ: المطعم بن عدی نے جوار کی بات قبول کی اور اپنے بیٹوں کے ساتھ ہتھیار سجا کر حرم میں داخل ہوا اور رسول اللہ ﷺ کی طرف پیغام بھیجا کہ مکہ میں داخل ہو جاؤ۔ آپ تشریف لائے اور خانہ کعبہ میں داخل ہوئے۔ طواف کیا اور نماز پڑھی۔

حضرت حسان بن ثابتؓ المطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف کا ذکر اشعار میں کرتے ہیں جس نے الصحیفہ چاک کرنے میں اور رسول اللہ ﷺ کو مکہ میں طائف سے واپسی پر پناہ دی تھی:

أيا عين فابكى سيد القوم واسفحى — بدمع و ان انزفته فاسبكى الدما

فلو كان مجد نجلد الدهر واحداً — من النّاس ابقى مجده اليوم مطعما

اجرت رسول الله منهم فاصبحوا — عبيدك مالبى مهمل و احرما

فلو سئلت عنه معدبا سرها — و قحطان أو باقى بقية جرهما

لقالوا هو الموفى بخضرة جاره — و ذمته يوماً اذا نذعا

و آبى اذا يأبى و أعظم شيمة — و أنوم عن جار اذا الليل أظلما

ترجمہ: اے آنکھ! قوم کے سردار کی موت پر رو اور آنسو بہا اور اگر آنسوں کو تو نے ختم کر دیا ہے تو خون بہا۔ اگر کوئی عزت لوگوں میں سے کسی کو باقی رکھتی تو مطعم کو اس کی عزت آج بھی باقی رکھتی۔ تو نے رسول اللہ ﷺ کو ان لوگوں سے پناہ دی۔ جب تک کوئی لبیک کہنے والا لبیک کہتا رہے گا اور احرام باندھنے والا احرام باندھتا رہے گا وہ سب تیرے احسانات کے بندے بن گئے۔ تمام بنی معد، بنی کہتان اور بنو جرہم کے باقی لوگوں میں سے تیرے بارے میں دریافت کیا جائے تو وہ کہیں گے کہ تو پناہ گزینوں کی حمایت کو اور جب کسی نے ذمے دارے طلب کی تو اس ذمہ داری کو پورا کرنے والا ہے۔ وہ جب کسی چیز سے انکار کر دے تو اس سے انکار کرنے والا کوئی نہیں اور بہترین عادت اور خصلت والا ہے۔ اور جب رات اندھیری ہو جائے تو اس وقت بھی اپنے پناہ گزینوں سے بے فکری میں زیادہ سونے والا ہو۔ کیونکہ اس کی شان وعظمت کی وجہ سے کوئی اس کے پناہ گزینوں کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا۔ نگرانی کی فکر نہ ہونے کی وجہ سے وہ اپنے پناہ گزینوں سے زیادہ سوتا ہے۔

۶۵۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج ۱، ص ۳۳۴

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

و قال حسان بن ثابت الفیا یمدح هشام بن عمر بن ربیعة بن حارث بن حبیب بن خزیمه بن مالک حسل بن عامر بن لؤی.(٦٦) لقیامه فی الصحیفه

| | |
|---|---|
| هل یوفین بنو امیه زمة | عقداً کما اوفی فی جوار هشام |
| من معشیر لا یخدرون بجارهم | للجارث بن حبیب بن سخام |
| و اذا بنو حسل أجار و أذمه | أو فوا و دادوا جارهم بسلام |
| کان هشام أخا سخام | (قال ابن هشام) و یقال شمام(٦٧) |

ترجمہ: حضرت حسان بن ثابتؓ نے ہشام بن عمرو کی تعریف اسی نوشتہ معاہدے کے توڑنے کی وجہ سے کی کیا بنی عمیہ اپنی ذمہ داری اور معاہدہ پورا کریں گے جس طرح ہشام نے پڑوسیوں کی ذمہ داری پوری کی وہ حارث بن حبیب بن سخام سے ہیں جو اپنے پناہ گزین سے بے وفائی نہیں کرتے ۔ اور جب بنوحسل کسی کو پناہ دیتے ہیں اور ذمہ لیتے ہیں تو پورا کرتے ہیں اور پناہ لینے والے کو صحیح سلامت واپس کرتے ہیں ہشام سخام کا بھائی تھا اور ابن ہشام نے کہا کہ اسے شام بھی کہا جاتا تھا۔

### 3.4.8 حج کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کا اپنے آپ کو قبائل پر پیش فرمانا

پھر حج کے ایام میں رسول اللہ ﷺ اپنے آپ کو قبائل پر پیش فرمانے لگے کہ کوئی آدمی مجھے اپنے قبیلہ کے پاس لے جائے اور میری طرف سے دفاع کرے۔ تاکہ میں رسالت کے پیغام کو پہنچا سکوں۔ کیوں کہ قریش نے تو مجھے رسالت کا پیغام پہنچانے سے روک دیا:

### 3.5 جوار کی واپسی

حضرت عثمان بن مظعونؓ ہجرت حبشہ کے بعد مکہ میں قبول اسلام کی خبر سن کر واپس آئے مگر خبر غلط نکلی تو ولید بن المغیرہ کی پناہ میں مکہ داخل ہوئے۔ جب آپ نے دیکھا کہ مسلمان تو تکلیف میں رہ رہے ہیں اور میں شرک کی پناہ میں رات و دن چین سے گزار رہا ہوں تو جوار کی واپسی کا فیصلہ کیا اور ولید بن مغیرہ کے پاس گئے اور کہا:

"یا ابا عبد شمس دفت ذمتک وقد رددتَ الیک جوارک"(٦٨)

"اے ابا عبدالشمس تیری ذمہ داری ختم ہوئی میں تجھے تیری جوار لوٹاتا ہوں، اس نے کہا کہ کیا میری قوم نے تمہیں نقصان پہنچایا تو آپ نے فرمایا نہیں مجھے جوار کافی ہے۔

---

٦٦۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج ۱، ص ۳۳۴ ٦٧۔ ایضاً ٦٨۔ ایضاً، ج ۱، ص ۳۰۰

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

"ولكنى أرضى بجوار الله ولا يريد أن يستجير بغيره"(۶۹)

میں اللہ کی جوار سے راضی ہوں، کسی اور سے نہیں مانگنا چاہتا۔

### 3.5.1 جوار کی واپسی کا اعلان

اس نے کہا کہ پھر مسجد میں چل تاکہ میں تیری جوار کی واپسی کا اعلان کروں جیسے تجھے جوار دینے کا اعلان کیا تھا۔ پس وہ دونوں چلے کہ مسجد میں آئے اور ولید بن مغیرہ نے اعلان کیا کہ یہ عثمان بن مظعون ہیں میری جوار کو واپس کرنا چاہتے ہیں، حضرت عثمان بن مظعون نے کہا:

"صدق قد وجدته وفيا كريم الجوار ولكنى قد أحسبت أن لا استجير بغير الله فقد رددت عليه جواره"(۷۰)

ترجمہ: اس نے سچ کہا۔ میں نے اسے وفا والا اور جوار میں کریم پایا، لیکن میں یہ پسند کرتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کسی سے جوار طلب نہ کروں پس میں نے اس کی جوار واپس کی۔

### 3.5.2 حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جوار واپس کی

ابن الدغنہ نے آپ کو پناہ دی اور مکہ میں واپس لے آیا۔ لیکن اسے لوگوں نے شکایت کی کہ آپ قرآن پڑھتے اور روتے ہیں جس سے ہمارے بچے پریشان ہو جاتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

"قالت وكان لابى بكر مسجد عند باب داره فى بنى جمح فكان يصلى فيه وكان رجلا رقيقا اذا اقراء القرآن استبكى قالت ضيقف عليه الصبيان والعبيد والنساء يعجبون لما يرون من هيئة"(۷۱)

"ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر گھر کے دروازہ پر ایک مسجد میں نماز پڑھتے جو بنی جمح میں تھا۔ آپ رقیق القلب تھے۔ جب قرآن پڑھتے تو روتے۔ آپ کے رونے پر بچے، غلام اور عورتیں ان کے گرد جمع ہو جاتیں اور انہیں آپ کی یہ حالت عجیب لگتی"۔

---

۶۹۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج ۱، ص ۲۳۰

۷۰۔ ایضاً

۷۱۔ ایضاً، ج ۱، ص ۳۳۱

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

لہذا کچھ لوگ ابن الدغنہ کے پاس آئے اور کہا کہ اے ابن الدغنہ تو نے اس شخص کو ہمیں تکلیف دینے کے لیے تو پناہ نہیں دی اور اس سے ان کی نماز اور ان کے رونے کا ذکر کیا اور کہا کہ ہمیں ڈر ہے کہ ہمارے بچے، عورتیں اور ضعیف لوگ کسی امتحان میں نہ پڑ جائیں، اسے کہیں کہ اپنے گھر میں جو چاہے کرے۔ ابن الدغنہ نے یہ ہی بات جا کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کہہ دی۔ آپ نے فرمایا:

"أو أرد عليك جوارك و أرضى بجوار الله"(۷۲)

یا پھر میں تمہاری جوار واپس کر دو اور اللہ کی جوار پر راضی ہوں۔ اس نے کہا ہاں میری جوار واپس کر دو۔ آپؓ نے فرمایا: "قد رددته عليك"

"فقام ابن الدغنه فقال يا معشر ...... ان ابن أبي قُحافه قد رد على جواري فشانكم لعباحبكم"(۷۳)

''ابن الدغنہ کھڑا ہوا اور کہا کہ اے معشر قریش ابن ابی قحافہ نے میری جوار واپس کر دی پس اب تم اپنے ساتھی سے جو سلوک کرو''۔

## 3.6 رسول اللہ ﷺ کا خود کو قبائل عرب پر پیش فرمانا

آنحضرت ﷺ نے جب دیکھا کہ قریش کا ناروا سلوک حد سے گزر چکا ہے اور وہ دین اسلام کے سخت ترین دشمن بن چکے ہیں نیز رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کی جان کے بھی دشمن بن گئے تو آپ ﷺ نے عرب کے دیگر قبائل کو یہ پیشکش کرنا شروع کی کہ وہ دین اسلام اور ان کی پشتبانی کا شرف حاصل کریں۔

فكان رسول الله ﷺ بعرض نفسه في المواسم اذا كانت على القبائل العرب يدعوهم الى الله و يخبرهم انه نبى مرسل و ليسائهم أن يصدقوه و يمنعوه حتى يبين الله ما بعثه به.(۷۴)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ حج کے موسم میں قبائل عرب کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیتے ہیں اور انہیں خبر کرتے کہ وہ نبی مرسل ہیں انہیں چاہیے کہ ان کی تصدیق کریں اور ان کی حفاظت کریں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس بات کو ظاہر کر دیں جس کے لیے مجھے بھیجا گیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ عرب قبائل کے اترنے کی جگہوں پر کھڑے ہو جاتے اور انہیں پکارتے کہ اے بنی فلاں میں اللہ کا رسول ہوں۔ تمہیں اللہ کی عبادت اور اس سے شرک نہ کرنے کا حکم دیتا ہوں اور یہ کہ اس کے علاوہ کسی کی عبادت مت کرو۔ اور یہ کہ مجھ پر ایمان لاؤ اور میری تصدیق کرو اور مجھ سے دشمنوں کو روک دو۔ جبکہ ابولہب اس کے بعد انہیں روک دیتا کہ نعوذ باللہ اس کی بات مت مانو یہ تمہیں تمہارے حلیفوں اور لات وعزیٰ سے دور کر دے گا۔

---

۷۲۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج ۱، ص ۳۳۱ ۷۳۔ ایضاً ۷۴۔ ابن کثیر، سیرۃ رسول لحافظ عماد الدین ابو الفداء، محمد بن اسماعیل ترجمہ: مولانا شمس الدین مکتبہ العلم، اُردو بازار، لاہور۔ ص ۴۳۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج ۱، ص ۲۶۳

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

رسول اللہ ﷺ نے اپنے آپ کو بنو کندہ، بنو کلب، بنی حنفیہ، بنی عامر، بنی ذھل بن ثعلبہ، بنی شیبان بن ثعلبہ، پر پیش کیا۔

### 3.6.1 (مدینہ منورہ) یثرب سے ایک جماعت نے اسلام قبول کیا

اللہ تعالیٰ نے یثرب کو قبول اسلام اور اس کی نصرت و حمایت کے لیے چن یا اور یثرب کے لوگوں میں سے ایک جماعت نے اسلام قبول کر لیا۔ جو کہ یہود کے حلفاء تھے۔ انہوں نے یہود سے یہ تذکرہ سنا تھا کہ ایک رسول آنے والے ہیں۔ آپس میں کہا کہ کہیں وہ ہم سے پہل نہ کر لیں۔(۷۵) انہوں نے اسلام قبول کیا اور یہ خزرج کے چھ افراد تھے۔ اور ان میں بنی نجار سے بھی تھے۔ انہیں قواقل اس لیے کہتے تھے کیوں کہ جب وہ کسی کو (پناہ) جوار دیتے اسے تیر دیتے، تیر پھینک دیتے کہ جا یثرب میں جہاں چاہے۔(۷۶)

### 3.6.2 اہل یثرب و بیت النساء

اگلے سال حج کے موسم میں مدینہ میں اسلام پھیلنے سے بارہ افراد آئے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور عقبہ کے مقام پر بیعت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے بیعت النساء لی۔ ابھی تک چوں کہ لڑائی فرض نہ ہوئی تھی۔

> "عن عبادة بن الصامت قال كنت فيمن حفر العقبة الاولى وكنا اثنى عشر فبا يعنا رسول الله ﷺ على بيعت النساء و ذالك قبل أن يفترض علينا الحرب على أن لا نشرك بالله شيئا ولا نسرق لا نزنى ولا نقتل ألادبا ولا نانى ببهتان نفتريه من بين أيدينا و أرجلنا نصفيه فى معروف فان و فيتم فلكم الجنة وان غتيم من ذالك شيئا فاركم الى الله عزو جل ان شاء غفر وان شاء عذب".(۷۷)

---

۷۵۔ بن کثیر، سیرۃ رسول ﷺ، ص ۴۸

۷۶۔ السہیلی، الروض الانف، ج ا، ص ۲۶۷

۷۷۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج ا، ص ۲۶۸

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ میں بیعت عقبہ اولی میں موجود تھا۔ ہم بارہ افراد تھے جن لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت النساء لی یہ لڑائی فرض ہونے سے قبل ہوئی۔ یہ کہ اللہ کے علاوہ کسی کو شریک نہ بنائیں گے اور نہ چوری کریں گے نہ زنا نہ قتل اولاد اور نہ ہم کسی پر بہتان لگائیں گے اور نہ معروف میں گناہ کریں گے۔

### 3.6.3 بیعت عقبہ ثانیہ، بیعت حمایت و دفاع

اس سال یثرب سے جو لوگ حج کے موسم میں آئے ان کے ساتھ مسلمان بھی آئے۔ رات کا جب تیسرا حصہ گزر گیا تو یہ لوگ آہستگی سے ایک ایک کر کے عقبہ کے قریب گھاٹی میں جمع ہوئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ حضرت عباسؓ کے ساتھ تشریف لائے۔ حضرت عباسؓ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ سب سے پہلے حضرت عباسؓ نے کلام کیا۔ حضرت محمد ﷺ اس شہر میں اپنی قوم سے پناہ میں ہیں۔

"اِنّ محمداً منا حيث قد علمتم و قد منعناه من قومنا ممن هو على مثل رأبنا فيه فهو في عز من قومه و منعة في بلده و انه قد أبى الا الانحياز اليكم واللحوق بكم فان كنتم ترون انكم وافون له بما دعوتموه اليه وما نعوه ممن خالفه فاونا تحملتم من ذالک وان كنتم ترون انكم مسلموه خاذلوه بعد الخروج به اليكم فمن الآن فدعوه فانه في عزو منعة من قومه و بلده. فقلنا له قد سمعنا ما قلت فتكلم يا رسول الله ﷺ فتلاء القرآن و دعا الى الله و رغب في الاسلام، ثم قال أبا يعكم على ان تمنعونى مما تمنعون منه نساء كم و أبناءَ كم قال فاخذ براء بن معرور بيده". [۷۸]

ترجمہ: حضرت عباسؓ حضرت محمد ﷺ کے ساتھ تھے۔ انہوں نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ محمد ﷺ سے ہم نے اپنی قوم کو باز رکھا ہوا ہے اور وہ اس شہر کے امن میں ہیں۔ اگر تم سمجھتے ہو کہ تم انہیں جو دعوت دے رہے ہو اس سے وفا کرو گے اور ان کے مخالفوں کو ان سے دور رکھو گے اور ان کی حفاظت کرو گے تو ٹھیک ورنہ اگر تم انہیں ان کے حوالے کر دو اور انہیں یہاں سے خروج کے بعد رسوا کرو تو انہیں چھوڑ دو یہ اپنی قوم اور شہر کی حفاظت میں رہیں گے۔

۷۸۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج ۱، ص ۲۷۵

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

### 3.6.4 رسول اللہ ﷺ کا اہل یثرب سے عہد جوار

کیا تم میرے ہاتھ پر اس بات کی بیعت کرتے ہو تو میری اس چیز سے حفاظت کرو گے جس سے اپنی عورتوں اور بچوں کی حفاظت کرو گے۔ حضرت براء بن معرور نے فرمایا کہ ہاں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے آپ کو ان سے روکیں گے جن سے اپنی اولاد و خاندان کو روکتے ہیں۔ پھر ہم نے بیعت کی اور کہا کہ ہم اہل حرب سے ہیں۔ ابو الہیثم بن تیہان نے کہا کہ اے رسول اللہ ﷺ ہمارے اور لوگوں (یہود) کے درمیان ایک بندھن ہے ہم نے اس کو کاٹ دیا۔ ایسا نہ ہو کہ ہم تو ایسا کریں اور آپ غلبہ و کامیابی کے بعد ہمیں چھوڑ آئیں۔ رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور فرمایا:

"بل الدم الدم والهدم الهدم أنا منكم و انتم منى احارب من حاربتم و أسالم من سالمتم"(۷۹)

(تمہارا خون (میرا) خون ہے۔ (تمہارا) گرانا (میرا) گرانا ہے۔ میں تم سے ہوں اور تم مجھ سے ہو، میں ان سے لڑوں گا جن سے تم لڑو گے ، انہیں مامون رکھوں گا جن کو تم مامون رکھو گے)

### 3.6.5 حضرت سعد بن عبادہؓ کی گرفتاری اور معاہدہ جوار کی وجہ سے آزادی

قریش مکہ کو یہ خبر ہو چکی تھی کہ اہل یثرب نے رسول اللہ ﷺ سے معاہدہ کر لیا۔ انہوں نے حضرت سعد بن عبادہ اور منذر بن عمر کو پکڑ لیا۔ منذر بن عمر تو بھاگ گئے مگر سعد بن عبادہ ہاتھ لگ گئے۔ یہ دونوں نقیب تھے۔ یہ لوگ انہیں بالوں سے گھسیٹتے اور مارتے ہوئے لے آئے۔ آخر اہل مکہ ہی سے ابو البختری کو ترس آیا اور اس نے انہیں بچایا اور کہا:

"فقال و يحک أما بينک و بين احدٍ من قريش جوار ولا عهد"(۸۰)

ترجمہ: کیا تمہارے اور قریش کے کسی فرد کے درمیان پڑوس یا عہد نہیں"۔

---

۷۹۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج ۱، ص ۲۷۵

۸۰۔ ایضاً، ص ۲۷۸

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

انہوں نے جواب دیا:

"بلی واللہ لقد کنت اجیر لجبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف تجارۃ و أمنعھم ممن اراد ظلمھم بلادی و لحرث بن امیہ بن عبدالشمس بن عبد مناف قال و یحک فاھنف باسم الرجلین واذکر بینک و بینھما". (۸۱)

ترجمہ: حضرت سعد بن عبادہ نے کہا کہ کیوں نہیں، اللہ کی قسم میں (اپنے شہر میں) جبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف کی تجارت کو بچاتا ہوں اور اپنے شہر میں ان سے ظلم کو روکتا ہوں۔ اور حارث بن امیہ کو پناہ دیتا ہوں۔ ابوالبختری کہنے لگا کہ افسوس تجھ پر ان دونوں نے نام پکار اور اپنا تعلق بیان کر۔

جب سعد بن عبادہؓ نے یہ کیا تو ایک شخص ان کی طرف دوڑا اور انہیں مسجد میں کعبہ کے قریب پایا اور انہیں بتایا کہ ایک شخص خزرج میں سے جسے بطحاء میں مارا جا رہا ہے وہ کہتا ہے میرے اور تمہارے درمیان معاہدہ پڑوس (جوار) ہے۔ انہوں نے پوچھا وہ کون ہے، کہنے لگے: "سعد بن عبادہ" ان دونوں نے کہا:

"صدق واللہ ان کان یجیرُ لنا تجارنا، و یمنعھم أن یظلموا ببلدہ، قال فجاء، فخلصہ من ایدیھم فانطلق" (۸۲)

ترجمہ: سچ ہے۔ اللہ کی قسم وہ ہمارے مال تجارت کو (پناہ) دیتا ہے اور اپنے شہر میں ہم پر ظلم کو روک لیتا ہے پس وہ دونوں آئے اور مجھے ان کے ہاتھوں سے چھڑایا اور چلے"۔

### 3.7 اہل مدینہ کے درمیان باہمی معاہدہ اور قانون جوار

اس ضمن میں رسول اللہ ﷺ نے اہل مدینہ جو اب مہاجرین و انصار پر مشتمل تھا اور ان میں یہود بھی شامل تھے باہم ایک معاہدہ میں پرو دیا۔ جن چند کی دفعات قانون جوار سے بھی متعلق ہیں ان کا ذکر کیا جائے گا۔

---

۸۱۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج ۱، ص ۲۷۸

۸۲۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج ۱، ص ۲۷۹

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

"قال ابن اسحق و کتب رسول اللّٰہ ﷺ کتاباً بین المهاجرین والانصار و ادع فیه یهود و عاهدهم و أقرهم علی دینهم و اموالهم و شرط و اشرط لهم.(۸۳)"و ان ذمة اللّٰه واحده یجیرُ علیهم أدناهم.و فی روایت علیؓ و ذمة المسلمین واحده یسعی بها ادناهم (۸۴)

ترجمہ: ابن اسحاق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین و انصار کے درمیان ایک تحریر لکھوائی جس میں یہودیوں کو بھی شامل کیا اور ان سے معاہدہ کیا اور ان سے اقرار لیا ان کے دین اور امان کی شرط پر اور اس میں یہ بھی شامل ہوا کہ خدا کا (ذمہ) تحفظ ایک ہے ادنی مسلمان کی جوار بھی سب کے لیے قابل قبول ہوگی۔ اور حضرت علیؓ کی روایت کے مطابق ہمیں رسول اللہ ﷺ نے لکھوایا کہ مسلمانوں کا ذمہ ایک ہے جو ادنی مسلمان تک بھی قابل قبول ہوگا۔

"انه لا یجیر مشرک مالاً لقریش و نفساً ولا یحول دونه علی مؤمن".(۸۵)

۱۔ کوئی شخص مشرک کے مال و جان کو پناہ (جوار) نہ دے گا اور نہ اس کی حمایت میں کسی مسلم کے خلاف مداخلت کرے گا۔

"و ان سلمه المؤمنین واحدة ولا سالم مؤمن دون مؤمن"(۸۶)

۲۔ مسلمان کی امان بھی ایک ہے۔ ایک مومن دوسرے مومن سے الگ صلح نہیں کرے گا۔ اللہ کے راستے میں قتال کے وقت سوائے اس کے کہ وہ انصاف و مساوات کے ساتھ کی جائے۔

"وان الجار کالنفس غیر مضار ولا آثم"(۸۷)

۳۔ ہر جار اپنے نفس کی طرح محفوظ و مامون ہے جب تک کہ وہ نقصان نہ پہنچائے اور غداری نہ کرے۔

"و انه لا تجار حرمة الا باذن اهلها.(۸۸)

۴۔ کسی عورت کو ان کے لوگوں کی اجازت کے بغیر پناہ نہ دی جائے گی۔

"و انه لا تجار قریش ولا کن نصرها"(۸۹)

۸۳۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج ۲، ص ۱۷

۸۴۔ ایضاً۔امام بخاری، صحیح البخاری، بشرح الکرمانی، کتاب الجہاد و السیر، باب اثم من عاھد ثم غدر۔ ج ۱۳ ص ۴۲

۸۵۔ ایضاً ۸۶۔ ایضاً ۸۷۔ ایضاً، ص ۱۷-۱۹ ۸۸۔ ایضاً ۸۹۔ ایضاً

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

٦۔ قریش کو پناہ نہ دی جائے گی اور نہ اسے جو ان کی مدد و نصرت کرے گا۔

### 3.7.1 عورت بھی پناہ دے سکتی ہے

مسلمانوں کے مابین معاہدے کے وقت یہ اصول بھی لکھا گیا کہ ادنیٰ مسلمان بھی پناہ دے سکتے ہے جو تمام کے لیے قابل قبول ہو گی۔ اس میں ے مرد و عورت کی تخصیص نہیں۔ دو واقعات ایسے ملتے ہیں جن میں عورتوں نے پناہ دی اور رسول اللہ ﷺ نے قبول فرمائی۔

### 3.7.2 حضرت ابوالعاص بن الربیع کو حضرت زینب بنت رسول ﷺ کا پناہ دینا۔

حضرت ابو العاص بن ربیع جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے، مال تجارت لے کر شام گئے اور واپسی پر ایک سریہ سے مقابلہ ہوا۔ مال تو مسلمانوں نے پکڑ لیا مگر یہ ہاتھ نہ آئے۔ مدینہ میں رات کے وقت حضرت زینب کے گھر داخل ہوئے اور پناہ مانگی، انہوں نے پناہ دے دی۔

حضرت زینبؓ ان سے الگ مدینہ میں حضرت محمد ﷺ کے پاس آ گئیں کیوں کہ ابوالعاص بن ربیع کو جو اسیران بدر سے تھے۔ اسی شرط پر چھوڑا تھا کہ حضرت زینب کو مکہ سے بھجوا دیں گے اور فدیہ میں آیا ہوا وہ ہار جو حضرت خدیجہؓ نے اپنی بیٹی کو جہیز میں ے دیا تھا، واپس کر دیا۔

صبح کو جب رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے تشریف لائے اور آپ نے تکبیر کہی تو تمام صحابہ نے بھی نماز کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ حضرت زینب زور سے بولیں:

"یا ایها الناس انی قد اجرت أبا العاص بن الربیع".(٩٠)

"اے لوگو! میں ابوالعاص بن ربیع کو پناہ دے چکی ہوں"۔

رسول اللہ ﷺ نے بعد نماز پوچھا کہ تم نے بھی وہ آواز سنی جو میں نے سنی۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس معاملہ میں مجھے کوئی علم نہیں۔ یہاں تک کہ جو تم نے سنا وہی میں نے سنا۔

"انه یجیر علی المسلمین أدناهم"(٩١)

(مسلمانوں میں سے ادنیٰ بھی جوار دے سکتا ہے)

---

٩٠۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج۲، ص۸۲
٩١۔ ایضاً

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

پھر رسول اللہ ﷺ اپنی بیٹی کے ہاں داخل ہوئے، تشریف لائے اور کہا:

"أی بنیه أکرمی منواه ولا یخلصن الیک فانک لا تحلین له"(۹۲)

آپ نے فرمایا اے بیٹی! اپنے اس کا اکرام کر اچھا ٹھکانہ دے لیکن اس کے ساتھ خلوت نہ کرنا کیوں کہ وہ تیرے لیے اب حلال نہیں"۔

ابوالعاص کو اس کا مال بھی لوٹا دیا۔ وہ مکہ گیا جن لوگوں کی امانتیں تھیں، لوٹائیں اور کہا کہ میں وہیں مسلمان ہو گیا تھا لیکن تمہارا مال میرے پاس تھا۔ اب وہ واپس کر دیا اور اسلام کا اعلان کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر مدینہ ہجرت کر آئے۔ رسول اللہ ﷺ بغیر تجدید نکاح کے انہیں رہنے کی اجازت دے دی۔

### 3.7.3 فتح مکہ کے موقع پر ام ہانی کا پناہ دینا

فتح مکہ کے روز حضرت ام ہانی کے گھر تشریف لائے، ۸ رکعت نماز پڑھی۔ ام ہانی نے آپؐ سے عرض کی کہ میں اپنے دو دامادوں کو پناہ دیتی ہوں، آپؐ نے فرمایا:

"قد اجرنا من اجرتِ یا ام ھانی"(۹۳)

ترجمہ: ہم نے اسے پناہ دی تو نے جسے پناہ دی، اے ام ہانی"

لیکن یہ ہے کہ رسول اللہ کے مقابلے میں پناہ نہیں دی جا سکتی۔

"ولا یجیر احدٌ علی رسول اللہ ﷺ و أما جوار المرأة و تأمینها فجائز عند جماعة الفقهاء الا سحنون، وابن الماحشون فانهما فالا هو موقوف علی اجازه الامام، وقد قال ام هانی قد أجرنا من أجرت یا ام هانی و أما جوار العبد فجائز الا عند الی حنیفهؒ"(۹۴)

---

۹۲۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج ۲، ص ۸۲

۹۳۔ ایضاً۔ بخاری، صحیح البخاری، کتاب الجزیہ و الموادعۃ، باب امان النساء وجوارھن ج ۱۳، ص ۳۵

۹۴۔ السہیلی، الروض الانف، ج ۲، ص ۲۶۶

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

### 3.8.1 حضرت عثمانؓ کو مکہ میں ابان بن سعید بن العاص نے پناہ دی

حضرت عثمانؓ صلح حدیبیہ کے موقع پر سفیر بن کر رسول اللہ ﷺ کے حکم سے اہل مکہ کے پاس گئے۔ جب مکہ میں داخل ہوئے۔ ابان بن سعید نے اپنے پناہ میں لیا تاکہ مکہ میں کوئی نقصان نہ پہنچا سکے اور رسول اللہ ﷺ کا پیغام پہنچا سکیں کہ ہم لڑنے کے لیے نہیں زیارت کعبہ کے لیے آئے ہیں۔

"قال ابن اسحق فخرج عثمان بن عفانؓ الی بکة فلقیه ابان بن سعید بن العاص حین دخل مکة، أو قبل أن یدخلها فحمله بین ایدیه ثم اجاره حتی بلغ رسالة رسول اللهؐ"(۹۵)

### 3.8.2 مدینہ منورہ میں حضرت ابوسفیانؓ کا (قبل از اسلام) طلب جوار

صلح حدیبیہ کے بعد مکہ والوں نے دو سال بعد ہی صلح کی شرائط کی خلاف ورزی کی اور آنحضرت ﷺ کی آخری شرط کہ صلح حدیبیہ کا خاتمہ" مان لی۔ بعد ازاں انہیں خیال آیا کہ یہ غلط ہے۔ صلح بحال کر لی جائے اس سلسلہ میں ابوسفیان کو بھیجا۔ لیکن آنحضرت ﷺ فیصلہ فرما چکے تھے۔ حضرت علیؓ نے رائے دی کہ بچنا چاہتے ہو تو مدینہ میں لوگوں سے پناہ طلب کر لو۔

"فقم فاجر بین الناس ثم الحق بارضک...... فقام ابو سفیان فی المسجد فقال یا ایها الناس انی قد أجرت بین الناس ثم رکب بعیره فالطلق"(۹۶)

(تم کھڑے ہو کر لوگوں کے درمیان جوار طلب کرو اور پھر اپنی سرزمین پر لوٹ جاؤ۔ پس ابوسفیانؓ کھڑا ہوا مسجد میں لوگوں کے درمیان اور کہا کہ میں جوار مانگتا ہوں۔ پھر سوار ہو اور چلا گیا)

### 3.8.3 ابوسفیان حضرت عباسؓ کے جوار میں

فتح مکہ کے موقع پر ابوسفیان جب لشکر رسول اللہ ﷺ کا نظارہ کر رہا تھا تو حضرت عباسؓ نے اسے پہچان لیا اور کہا کہ میرے ساتھ آؤ اور رسول اللہ ﷺ سے تمہارے لیے جوار طلب کرو۔ رسول اللہ ﷺ کے سفید خچر پر سوار کروا کے حضرت محمد ﷺ کے مجمع میں لے آئے اور رسول اللہ ﷺ سے عرض کی:

---

۹۵۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج۲، ص ۲۲۸ ۹۶۔ ایضاً

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

حضرت عباسؓ نے فرمایا کہ بے شک میں اسے پناہ دے چکا ہوں۔

"اِنّی قد اَجِرتُہ"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

**اذهب یا عباس الی رحلک فاذا اصبحت فاتنی به"(۹۷)**

اگلے روز ابوسفیان نے اسلام قبول کیا اور رسول اللہ ﷺ یہ پیغام دے کر مکہ بھیجا:

**"یا معشر قریش هذا محمد قد جاء کم فیما لا قبل لکم به فمن دخل دار أبی سفیان فهوا من قالوا قاتلک اللّٰه وما تغنی عنادارک، قال ومن اغلق علیه بابه فهو امن ومن دخل مسجد فهو امن فتفرق الناس الی دورهم والی المسجد"(۹۸)**

ترجمہ: "اے معشر قریش یہ محمد ﷺ ہیں۔ جو تمہارے پاس آئے، آج تمہاری ان سے مقابلہ کی طاقت نہیں۔ پس جو دار ابوسفیان میں آ گیا وہ امن میں ہے۔ لوگوں نے کہا کہ اے ابوسفیان تجھے اللہ مارے تیرا گھر کتنے لوگوں کو کافی ہوگا۔ کہنے لگا جس نے اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیا وہ بھی امن میں ہے اور جس نے خانہ کعبہ میں پناہ لی وہ بھی امن میں ہے۔ پھر وہ لوگ متفرق ہو گئے اور اپنے گھروں اور مسجد کو چل دیئے"۔

## 3.8.4 عبداللہ بن ابی سرح اور عکرمۃ بن ابوجہل کو امان دینا

عبداللہ بن ابی سرح مسلمان ہو گیا اور حضرت عثمانؓ کی پناہ میں بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا۔ آپ نے کچھ تامل کے بعد امان عطا کی۔ **"فاستامن له"**.

عکرمہ بن ابوجہل یمن بھاگ گیا۔ اس کی بیوی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور اسلام لے آئی۔ ساتھ ہی اپنے خاوند کے لیے امان طلب کی۔ آپ ﷺ نے امان دے دی۔

**"فاستا منت له من رسول اللّٰه ﷺ فامنه"(۹۹)**

---

۹۷۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج۲، ص ۲۶۸
۹۸۔ ایضاً، ج ۲، ص ۲۶۹
۹۹۔ ایضاً، ج۲، ص ۲۷۳

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔
mushtaqkhan.iiui@gmail.com

# فصل چہارم

# جوار بحیثیت شرعی ضابطہ

اگر آپ کواپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

# فصل چہارم: جوار بحیثیت شرعی ضابطہ

## 4. حسن جوار

حسن جوار عہد جاہلی میں قابل فخر خلق تھا۔ وہ پڑوسی کی عظمت کو تسلیم کرتے تھے۔ اس کی حفاظت و حمایت میں پوری سرگرمی دکھاتے تھے نیز جو حقوق رشتہ داری کے سلسلہ میں تسلیم کیے جاتے تھے، پڑوس و ہمسائیگی یعنی جوار کی بناء پر ان حقوق کی پاسداری کی جاتی تھی:

"و جار البيت والرجل المنادى. امام الحى عقدهما سواء"(۱۰۰)

(ہمسایہ اور قبیلہ کی مجلس میں ساتھ رہنے والا شخص قبیلہ کے سامنے یہ دونوں یکساں ہیں)

یہ خلق عہد اسلامی میں ایک شرعی ضابطہ بن گیا۔ قرآن و احادیث میں اس کی تاکید کی گئی لیکن اس کے خد و خال ایک فرد کے تفاخرانہ جذبات یا قبیلہ کی غیرت کے لامحدود مناظر کی بجائے اسے ایک ضابطہ اخلاق و قانون میں ڈھال دیا گیا۔ لوگوں کی جان و مال، عزت و آبرو کی حفاظت عام لوگوں کی مرضی پر منحصر رہنے دینے کی بجائے ایک اسلامی ریاست کی ذمہ داری ٹھہری۔ جان و مال کے تقدس و احترام کے لیے ایک مرکزیت قائم کی اور باقاعدہ قانون نافذ کیے گئے۔

زمانہ جاہلیت میں لوگ اس طرح کے معاہدے کرنے پر مجبور تھے کیوں کہ ان لوگوں کی زندگیوں میں اجتماعیت کا رنگ نہ تھا۔ نہ کوئی ہیئت حاکمہ تھی جو مظلوم کو ظالم سے اس کا حق دلاتی اور طاقتور کو کمزور کی ایذا رسانی سے روکتی۔ اس لیے ضرورت کے تحت لوگ ایک دوسرے کے ساتھ دوستی و امداد کے معاہدے کر لیتے اور اس طرح ایک دوسرے کے شر سے محفوظ رہتے اور ایک دوسرے کی پناہ میں زندگی بسر کرتے۔

اسلام کے ابتدائی زمانہ میں بھی اس طرح کے معاہدوں کی ضرورت پیش آتی کیوں کہ مسلمانوں کے دشمنوں یعنی مشرکین مکہ، یہود مدینہ، اور منافقین کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ عطا کر دیا اور اہل اسلام کی کثرت ہو گئی، انہیں دشمنوں پر غلبہ نصیب ہوا اور وہ اپنی حفاظت خود کرنے کے قابل ہوئے، آپ ﷺ نے اس قسم کے معاہدہ کی عدم ضرورت کی خبر کر دی۔

---

۱۰۰۔ الجصاص، احکام القرآن، ج ۴، ص ۱۲۴

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

تمام مسلمان اب یکجان ہو گئے۔ دشمنوں کے مقابلے میں ان کی حیثیت اب ایک فردِ واحد کی ہو گئی۔ نیز عدل و انصاف کے قانون کے نگران بن گئے۔ کسی کو ظلم و جور کی جرات نہ رہی۔ اس لیے حلف کی بناء پر ایک دوسرے سے امداد کا سلسلہ بند ہو گیا۔ اسی طرح جوار کا سلسلہ بھی اپنے اختتام کو پہنچ گیا۔(۱۰۱)

آپ ﷺ نے عدی بن حاتم سے ارشاد فرمایا:

"لعلک أن تعیش حتی ترى المراة تخرج من القادسیه الی الیمن بغیر جوار"(۱۰۲)

(شاید تمہاری عمر اتنی دراز ہو جائے کہ تم ایک عورت کو تنہا قادسیہ سے یمن تک جوار کے بغیر سفر کرتے دیکھو)

اسلامی ریاست و سلطنت اور انتظام کے نتیجے میں اب شخصی یا قبائلی پناہ کی ضرورت نہیں۔ اب لوگ جوار کے ضابطہ دینی اور قانون خلافت کی وجہ سے ایک دوسرے کی جان و مال اور عزت و حرمت کی حفاظت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَاعْبُدُواْ اللّهَ وَلاَ تُشْرِكُواْ بِهِ شَيْئاً وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَاناً وَبِذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالجَنبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللّهَ لاَ يُحِبُّ مَن كَانَ مُخْتَالاً فَخُوراً﴾(۱۰۳)

(اور تم اللہ کی عبادت کرو، اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ اچھا معاملہ کرو اور اہل قرابت کے ساتھ یعنی یتیموں کے ساتھ بھی، مسکینوں کے ساتھ بھی، اور قرابت دار پڑوسی کے ساتھ، اور پہلو کے پڑوسی کے ساتھ اور ہم مجلس کے ساتھ بھی اور راہ گیر کے ساتھ اور ان کے ساتھ بھی جو تمہارے مالکانہ قبلہ میں ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں کے ساتھ محبت نہیں رکھتے جو اپنے کو بڑا سمجھتے ہوں اور شیخی کی باتیں کرتے ہوں)

---

۱۰۱۔ الجصاص، احکام القرآن، ج ۴، ص ۱۲۳

۱۰۲۔ ابوبکر، احمد بن علی الرازی، الجصاص، احکام القرآن، ج ۴، ص ۱۲۳

۱۰۳۔ سورہ النساء: ۳۶

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اس طرح اللہ نے ہمارے رابطوں اور تعلقات کا حوالہ دے کر ان کے ساتھ اچھے سلوک کا حکم دیا۔ ان میں ایک تعلق پڑوس کا بھی ہے۔ اس طرح سے یہ ایک شرعی ذمہ داری بن گئی۔ اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی تشریح و توضیح فرما کر اس کی حیثیت واضح کر دی۔ رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

"ما زال جبریل یوصینی بالجار حتی ظننت انّه سیورثه"(۱۰۴)

(مجھے جبرائیلؑ ہمسایہ کے متعلق اتنی وصیت کرتے رہے کہ میں یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا۔ اب وہ اسے میرا وارث بھی بنا دیں گے)

سفیان نے عمرو بن دینار سے، انہوں نے نافع بن جبیر بن مطعم سے اور انہوں نے ابو شریح الخزاعی سے روایت کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"من کان یومن باللّٰه والیوم الآخر فلیکرم جاره، ومن کان یومن باللّٰه والیوم الآخر فلیکرم ضیفه ومن کان یومن باللّٰه والیوم الآخر فلیفل خیراً اوْ لیصمت"(۱۰۵)

(جو کوئی ایمان رکھتا ہے اللہ پر اور آخرت کے دن پر اسے چاہیے کہ پڑوسی کا اکرام کرے اور جو کوئی ایمان رکھتا ہے اللہ پر اور آخرت کے دن پر اسے چاہیے کہ مہمان کا اکرام کرے اور جو کوئی ایمان رکھتا ہے اللہ پر اور آخرت کے دن پر اسے چاہیے کہ بھلی بات کرے یا خاموش رہے)

عبیداللہ الوصافی نے ابو جعفر سے روایت کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

"من امسی شبعان و امسیٰ جاره ائعاً ما اٰمن"(۱۰۶)

(وہ شخص ایمان والا نہیں جو خود تو شکم سیر ہو اور اس کا ہمسایہ بھوکا رہ جائے)

---

۱۰۴۔ الجصاص، احکام القرآن، ج ۳، ص ۵۱۶۔ امام مسلم، صحیح مسلم، بشرح النووی، کتاب البر والصلۃ و الآداب، باب الوصیۃ بالجار والاحسان الیہ، ج ۱۶، ص ۱۷۶،

۱۰۵۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، شرح صحیح البخاری، کتاب الآداب، باب ۳۱۔ من کان یومن باللہ، ج ۱۰، ص ۵۴۸

۱۰۶۔ الجصاص، احکام القرآن، ج ۳، ص ۵۱۷،

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

عمر بن ہارون الصاری نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"من اشراط الساعة سوء الجوار و قطيعة الارحام، و تعطيل الجهاد"(۱۰۷)

(قیامت کی نشانیوں میں سے چند یہ ہیں کہ ہمسائے کے ساتھ برائی کی جائے۔ رشتہ داروں کے ساتھ قطع تعلق کی جائے اور جہاد کو معطل کر دیا جائے)

اللہ تعالیٰ نے جوار کی بناء پر جو حقوق واجب کیے ان میں سے ایک حق شفعہ بھی ہے جو اس شخص کو حاصل ہوتا ہے جس کے پہلو میں واقع مکان فروخت کر دیا گیا ہو۔

## 4.1 شفعہ بالجوار

سلف کی ایک جماعت سے پڑوسی کے لیے شفعہ کے وجوب کی روایت منقول ہے: حضرت عمرؓ نے تحریری حکم بھیجا تھا کہ شفع بالجوار یعنی پڑوس کی بناء پر شفعہ کا فیصلہ کرو۔

عاصم نے شعبی سے اور انہوں نے شریح سے روایت کی ہے کہ شریک (مال کے اندر شرکت رکھنے والا) خلیط (مال کے حقوق میں شریک) سے بڑھ کر حق دار ہے اور خلیط پڑوسی سے بڑھ کر اور پڑوسی باقیماندہ تمام لوگوں سے بڑھ کر حقدار ہوتا ہے۔(۱۰۸)

ابراہیم نخعیؒ کا قول ہے کہ اگر شریک موجود نہ ہو تو پڑوسی کو سب سے بڑھ کر حق شفعہ حاصل ہوگا۔(۱۰۹)

حق شفعہ پر دلیل یہ حدیث ہے جو عمرو بن الشرید سے روایت ہے جس میں انہوں نے اپنے والد سے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ ایک زمین ہے جس میں پڑوسی کے سوا اور کوئی شریک نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "پڑوسی اپنے قرب کی بناء پر دوسروں کے مقابلے میں اس کا زیادہ حقدار ہے"(۱۱۰)

---

۱۰۷۔ الجصاص، احکام القرآن، ج ۳، ص ۵۱۷

۱۰۸۔ ایضاً، ص ۵۱۹

۱۰۹۔ ایضاً، ج ۳، ص ۲۱۹

۱۱۰۔ ایضاً، ص ۲۲۰

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

حضرت ابورافعؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

**أنی سمعت النبی ﷺ یقول الجار احق بسبقه(۱۱۱)**

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ پڑوسی اپنے قرب کی بناء پر سبقت رکھتا ہے یعنی زیادہ حقدار ہے۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے پڑوسی کی بناء پر حق شفعہ کا فیصلہ دیا اور حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

**"الجار احق بسقبه ینتظر به وان کان غائباً اذا کان طریقهما واحدا"(۱۱۲)**

(پڑوسی اپنے قرب کی بناء پر زیادہ حق دار ہے خواہ غائب ہی کیوں نہ ہو۔ جبکہ ان دونوں کا راستہ مشترکہ ہو)

حضرت سمرہؓ سے روایت ہے:

**"جار الدار احق بشفعه الجار"(۱۱۳)**

(گھر کے ساتھ والا پڑوسی شفعہ کا زیادہ حقدار ہے)

درج بالا روایات سے یہ بات ثابت ہوئی کہ جوار کو باقاعدہ حق شفعہ عطا ہوا۔ اور یہ ایک فقہی قانون کی صورت اختیار کر گیا۔ اس طرح سے عہد جاہلی میں رائج ایک جذبہ اور خلق کس طرح سے اسلام میں قانون اور اخلاق کی جگہ لے لیتا ہے۔ فرق یہ ہے کہ اسلام نے اس کی حدود و قیود متعین کر دی۔ نہ تو وہ اس قدر بڑھ جائے کہ باقی حقوق تلف ہو جائیں اور نہ ہی اتنا کم ہو کہ پڑوسی جائز حقوق سے محروم ہو جائے۔

☆☆☆☆☆

---

۱۱۱۔ الجصاص، احکام القرآن، ج ۳، ص ۲۲۱۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، شرح صحیح بخاری، کتاب الشفعة، باب عرض الشفعة علی صاحبها قبل البیع، دارالسلام الریاض۔ ۲۰۰۰ء ج ۴، ص ۵۵۱

۱۱۲۔ ایضاً

۱۱۳۔ ایضاً

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔
mushtaqkhan.iiui@gmail.com

# باب چہارم

## حلف

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔
mushtaqkhan.iiui@gmail.com

# فصل اوّل

# حلف کی لغوی تحقیق

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

# فصل اوّل: حلف کی لغوی تحقیق

اس فصل میں حلف کی لغوی تحقیق شامل ہے۔ حلف کا اصل مادہ ح، ل، ف ہے۔ جس کی اصل لازم کرنا ہے۔

1. "الحاء، والام، والفاء، اصل واحد وهو الملازمة يقال حالف فلان فلانا، اذا لازمه ومن الباب اَلحِلْفُ: يقال حَلِفَ يحلِفُ، حَلِفاً"

(حلف کی اصل حاء، لام اور فاء ہے۔ ان سب کی اصل ملازمۃ ہے یعنی لازم کرنا۔ یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص نے فلاں کے ساتھ حلف کر لیا یعنی اس نے اپنے اوپر اس کے نبھانے کو لازم کر لیا اور یہ حلف کے باب میں سے ہے جس میں ماضی کے لیے حَلِفَ، مضارع کے لیے یَحْلِفُ اور مصدر حلفا آتا ہے۔

و ذالک انَّ الانسان يلزمه الثبات عليها.(۱)

(جس پر انسان ثابت قدم رہنا اپنے اوپر لازم کر لیتا ہے)

1.1 اَلْحِلفُ وَالْحَلِفُ: اَلْقَسَمُ یعنی قسم

حَلَفَ ای اَقْسَمَ یَحلِفُ، حَلْفاً و حِلْفاً

قال امراءُ القيس......

حَلَفْتُ لها بالله حَلْفَة فاجر

لناموا فماءِ ان من حديثٍ ولاصالی.(۲)

قامت الیَّ، فَأَحلَفْتُها

بِهَدْيٍ قلائد و تحتنِقُ(۳)

---

۱۔ معجم مقاییس اللغۃ: لابی الحسین فارس من زکریا۔ تحقیق و ضبط عبدالسلام محمد ہارون، المجلد الثانی، ص ۹۷۔

۲۔ ایضاً ۳۔ ایضاً

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

1.2 والحلِفُ: اليمين واصلها اَلْعَقَدُ بالعزم والنية(۴)

(حلف قسم کو کہتے ہیں۔ اس کی اصل عزم نسبت کے ساتھ وعدہ کرنا ہے)

وَالحِلفُ: بالكسر: العهد يكون بين القوم

حلف زیر کے ساتھ قوم کے درمیان عہد کو کہتے ہیں۔

وقد حَالَفَه' أى عاهدة، وَتحالَفوا اى تعاهدوا

یوں کہا جاتا ہے کہ اس نے عہد کیا، انہوں نے معاہدہ کیا۔

والحليف: المحالف. الليث يقال حالف فلان فلاناً فهو حليفه' و بينهما حلف لأنّهما تحالفا بالأيمان ان يكون أمرهما واحداً بالوفاء. فلما لزم ذالک عندهم فى الأحلاف الّتي في العشائر والقبائل صار كل شى لزم شيئاً فلم يُفارقُه فهو حليفه.

(حلیف محالف کو کہتے ہیں۔ یعنی جس نے حلف اٹھایا۔ یا جو دوسرے کا حلیف بنا۔ یا یوں کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کے درمیان حلف ہے۔ یعنی ان دونوں نے آپس میں قسم اٹھائی ہے کہ ان کا معاملہ ایک ہے۔ وہ ایک دوسرے سے وفا کریں گے۔

و شريكين فى كثير من المال(۵) او كانا محالفى إقلال(٦)

حضرت انسؓ سے مروی حدیث ہے کہ:

حالف رسول الله ﷺ بين الماهجرين والانصار فى دارنا مرَّتين.

وفى رواية: حالف بين القريش والانصار أى اخى بينهم لأنه لا حلف في الاسلام.(۷)

---

۴۔ ابن منظور، لسان العرب للعلامۃ۔نشر۔أدب الجوزہ قم۔ ایران ۱۴۰۵ھ ۱۳۴۶ق۔ ج ۹، ف صفحہ ۵۳

۵۔ ابن منظور، لسان العرب، ج ۹، ص ۹۸

۶۔ ایضاً

۷۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج ۲، ص ۱۰۔ ابن حجر عسقلانی ، فتح الباری ، شرح صحیح البخاری، کتاب الکفالۃ، باب قول اللہ والذین عقدت ایمانکم ، ج ۴، ص ۵۹۶

اگر آپ کواپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

(قبائل آپس میں یہ معاہدہ کرتے کہ ہمارا سب کام یا کچھ کام ایک ہے اور باہم جدا نہ ہوں گے۔ پس وہ اس طرح حلیف بن جاتے)

والاحلاف ست قبائل عبدالدار. و جمح، و مخزوم. و عدی، کعب، سهم.(۸)

## 1.3 عہد جدید اور حلف

عرب فطرتاً جمہوریت پسند اور آزاد ہے۔ ہر قبیلہ آزاد و خود مختار تھا۔ اپنے تحفظ و بقا اور ترقی کے فیصلے خود کرتا۔ وہ کسی کے زیر تسلط رہنا گوارا نہ کرتے۔ اپنی اور اپنے قبیلہ کے افراد کی حفاظت جان پر کھیل کر بھی کرتے تھے۔ ہر قبیلہ کی حیثیت ایک ریاست کی تھی اور اس کے افراد اس ریاست کے شہری تھے۔(۹)

قبیلہ باہمی عزت و حفاظت کی خاطر دوسرے قبائل سے معاہدات کر لیتا تاکہ ضرورت میں ایک دوسرے کی مدد و حفاظت کر سکیں۔ غرض اس طرح کے بہت سے معاہدات کا ذکر ان فصول میں کیا جائے گا۔

آج کے جدید دور میں ہم دیکھتے ہیں کہ ریاستیں اسی طرح کے معاہدے باہم کم و بیش اسی انداز سے کرتی نظر آتی ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اس دور میں حکومتوں کی بجائے قبائل تھے۔ اب باقاعدہ ممالک ریاستیں اسی طرح کے معاہدے امداد و دوستی، حفاظت و بچاؤ اور مشترکہ مفادات کے حصول کے لیے کرتی ہیں۔ جدید دور میں اتحادات پر مختصر نظر ڈالتے ہیں۔

## 1.4 اتحادات کے اغراض و مقاصد

اتحادات Alliances کو جن اغراض و مقاصد کے لیے عمل میں لایا جاتا ہے ان کو ذیل میں بیان کیا جاتا ہے:

۱۔ سیاسی اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لیے

۲۔ جیسا کہ پہلے گفتگو میں ذکر ہوا ہے کہ توازن طاقت Balance of Power کے لیے اتحاد کیا جاتا ہے۔ مختلف چھوٹی بڑی طاقتیں مل کر ایک اتحاد تشکیل دے کر اپنے حریفوں یا دشمن قوتوں کا توڑ کر سکتی ہیں۔ اس کے ساتھ اپنی طاقت کو بڑھا بھی سکتی ہیں۔

---

۸۔ اللسان العرب، لابن منظور، ص۹۸......

۹۔ Arabs were born democrates, Philip K .Hitti.History of the Arabs_P.89

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

۳۔ اتحادات کی تشکیل کا بنیادی مقصد مشترکہ مفادات کا تحفظ ہوتا ہے۔(۱۰)

## 1.5 اقسام اتحادات Different Kins of Alliances

اتحاد عام طور پر دو اقسام کے ہوتے ہیں:

۱۔ دفاعی اتحاد Defensive Alliance ۲۔ جارحانہ اتحاد Offensive Alliance

### ا۔ دفاعی اتحاد:

کوئی بھی ریاست قومی سلامتی کے تحفظ کے لیے اتحاد تشکیل دے سکتی ہے۔ بین الاقوامی تجربہ سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ اتحادات کے ذریعہ اجتماعی سلامتی کا تحفظ کیا جا سکتا ہے۔(۱۱) دفاعی اتحادی معاہدات کو ذمہ داری کے حوالے سے دو اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

۱۔ ایسا دفاعی معاہدہ جس کے ذریعہ تمام فریق دستخط کرنے والوں کی سلامتی سے متعلق برابر کی ذمہ داری قبول کریں۔ اس میں ایک ریاست کے خلاف حملے کا سب ریاستوں کے خلاف حملہ تصور کیا جاتا ہے۔

۲۔ اس اتحادی معاہدہ میں طاقت کے عدم توازن کے سبب بڑی طاقت چھوٹی طاقت (ریاست) کا دفاع اپنے ذمہ لیتی ہے جبکہ چھوٹی ریاست کے ذمہ بڑی ریاست (طاقت) کا دفاع کرنا نہیں ہوتا۔

۳۔ اتحاد کی بنیاد مشترکہ مفادات پر ہوتی ہے۔(۱۲)

۴۔ اسی طرح اتحادات کی تشکیل میں مشترکہ فوائد بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ Bible Dictionery میں لکھا ہے کہ:

"A Treaty between nations or between individuals for their mutual advantages".(۱۳)

---

۱۰۔ www.onlinedictionary.datasegment.com/word/alliance.

۱۱۔ www.onlinedictionary. datasegment.com/word/alliance.

۱۲۔ ایضاً

۱۳۔ www.onlinedictionary.datasegment.com/word/alliance.

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

دفاعی معاہدہ کی تعریف یوں بھی کی جا سکتی ہے:

"Defensive alliance is a type of a diplomatic union, in which both sides agree to certain actions in case one of the side is attacked by a third party".(۱۴)

''دفاعی اتحاد ایک قسم کا سفارتی اتحاد یا اتفاق ہوتا ہے جس میں طرفین (دونوں ملک) اس چیز پر رضامند ہو جاتے ہیں کہ اگر کسی ایک پر (ملک) حملہ کیا گیا تو مخصوص نوعیت کے اقدامات کیے جائیں گے''۔

## ۲۔ جارحانہ رتوسیع پسندی کے اتحادات

اس میں وہ اتحادات شامل ہوتے ہیں جو خصوصاً علاقے کی توسیع کے لیے کئے گئے ہوں۔ یہ ہمیشہ خفیہ ہوتے ہیں۔ کیوں کہ پوری دنیا کی طرف سے حملہ کی مذمت کی جاتی ہے۔ خود وسعتی کے معاہدوں کو عموماً دفاعی اصطلاحات کا لبادہ اوڑھنے پر مجبور کر دیتی ہے۔ جارحانہ اتحادات میں کسی ایک ممکنہ دشمن Possible enemy کے خلاف اقدامات کیے جاتے ہیں یا ایک سے زیادہ دشمنوں کے خلاف اقدام کرنے کے لیے اتحاد کیا جاتا ہے۔(۱۵)

اس طرح اتحادات کے ذریعہ دفاعی معاملات کو سرانجام دیا جاتا ہے اور ملکی سلامتی اور اس کی جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت اور دشمنوں سے بچانے کے لیے ممالک اپنی قوت اور مفادات کے تحفظ کے لیے اتحادات کی پالیسی پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔

---

۱۴۔ www.wikipedia.org/wiki/defensivealliance

۱۵۔ L. Oppenheim, International Law, vol 1, pp 961

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔
mushtaqkhan.iiui@gmail.com

# فصل دوم

# حلف اور عہد جاہلی

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

# فصل دوم: حلف اور عہد جاہلی

2. عرب میں مکہ معظّمہ اور قبیلہ قریش کو شروع دن سے ایک مرکزی حیثیت حاصل رہی لیکن قصی کے زمانہ سے مکہ کی شہری مملکت (City State) کی باگ دوڑ اور خانہ کعبہ کی تولیت دونوں ہی قصی کے ہاتھ میں تھیں۔ اس نے متفرق قریش کو مکہ میں جمع کیا اور بسایا۔ اسی کے زمانہ سے قریش کو سیادت و قیادت کے جوہر دکھانے کا موقع ملا۔ اس فصل میں رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے قبل قریش کے اجتماعی اقدامات اور حلف کے ذریعہ بننے والی تنظیموں گروہ بندیوں کا احاطہ کیا جائے گا۔

## 2.1 قریش البطاح والظواہر

قصی نے قریش کو مجتمع کیا۔ وادی بکہ میں قریش دو جگہوں پر مقیم ہوئے۔ ایک وسیع و فراخ زمین پر جبکہ دوسرے بالائی جگہ پر جا رہے۔ قصی نے جن کو بطحاء کی وادی میں بسایا وہ قریش ابطح یا بطاح کہلائے جبکہ بالائی حصوں پر مقیم قریش الظواہر کہلائے۔ وہ قصی کے ساتھ ابطح میں نہ اترے۔(۱۶)

قریش الظواہر میں قبائل بنی معیص بن عامر بن لوی ...... بنی تیم، الاورم بن غالب بن فہر...... بنی محارب بن فہر۔ ...... بنی حارث بن فہر شامل ہیں۔

ان میں ابو عبیدہ بن جراح کا گروہ کہ بنی حارث بن فہر سے تھا ابطح میں فروکش ہوا۔

زکوان حضرت عمرؓ کا آزادہ کردہ غلام تھا۔ ضحاک بن قیس الفہری نے اسے مارا تو اس نے یہ شعر کہا:

فلو شهدتني من قريش عصابه

قريش ابطاح ولا قريش الظواهر

ابو كم قصي كان يدعى مجتمعا

به جمع الله القبائل من فهر

---

۱۶۔ ابن سعد، طبقات، ج ا، ص ۹۶

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ترجمہ: اے کاش قریش کی ایک جماعت میرے سامنے ہوتی۔ مگر یہ جماعت قریش بطاح تو ہوتی قریش ظواہر کی نہ ہوتی۔

تمہارا ہی باپ قصی تھا جسے مجمعا (اکٹھا کرنے والا) کہا جاتا تھا۔ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے قبائل فہر کو جمع کیا۔

## 2.3 اختلاف قریش اور حلف المطبین و حلف الاحلاف

حصول اور بقاء مناصب کے لیے حلف مطبین و احلاف قریش میں قائم ہوا جس کی وجہ سے واضح دو گروہ بندیاں قائم ہوئیں۔ اس کی وجہ سے پیدا ہونے والی صورت حال میں فیصلہ کو اسلام نے بھی قبول کیا۔ یعنی مناصب کی تقسیم میں اسی فیصلہ پر کاربند ہے۔

قصی نے اپنی وفات سے پہلے تمام مناصب اپنے بڑے بیٹے عبدالدار کے حوالے کیے۔ یہ اسی طرح چلتے رہے۔ یہاں تک کہ عبد مناف کی اولاد نے مناصب کا مطالبہ کیا۔قصی کے چار بیٹے تھے: عبدالدار، عبد مناف، عبدالعزیٰ، عبد بن قصی۔

فرزندان بنو ہاشم خود کو فرزندان عبدالدار کے مقابلے میں زیادہ مستحق و حقدار سمجھتے تھے۔ ان پر انہیں شرف حاصل تھا اور قوم میں بھی ان کی بزرگی وعظمت مسلم تھی۔

اس معاملے کے مدبر اور کارپرداز ہاشم بن عبد مناف تھے۔ بنی عبدالدار نے تفویض اختیار سے انکار کیا اور عامر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد مناف بن عبدالدار اس معاملے میں ان کی امداد کے لیے اٹھے۔

اس طرح قریش تین گروہوں میں بٹ گئے۔

۱۔ مطبین: ان میں بنو اسد، بنو زہرہ، بنو تیم، بنو حارث، ابن فہر شامل تھے۔

۲۔ الاحلاف: اس میں بنومخزوم، بنوسہم، بنو جمح، بنو عدی شامل تھے اور یہ سب بنوعبدالدار کے حامی تھے۔

۳۔ تیسرا گروہ: بنو عامر ابن لوی اور بنو محارب پر مشتمل تھا۔ یہ دونوں خاندان غیر جانبدار رہے۔

### 2.3.1 حلف کا انداز

عبدمناف کی عورتوں نے خوشبو کا ایک کاسہ نکالا اور اس کو کعبہ کے پاس مسجد میں رکھ دیا۔ انہوں نے

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اور ان کے حلفاء نے اس میں ہاتھ ڈالے اور عہد کیا پھر ہاتھوں کو کعبہ کے ساتھ مسح کیا۔

ابن ہشام کے الفاظ یہ ہیں:

"فخرج بنو عبدمناف جفنة مملوأة طيبا فيزعمون أن بعض النساء بني عبد مناف أخرجتها لهم فوعوها لاحلافهم في المسجد عند الكعبة ثم غمس القوم أيديهم فيها فتعاقدوا و تعاهدواهم و حلفاء هم تم مسحوا الكعبه بايديهم توكيدا على انفسهم فسمّوا المطبيين"(۱۷)

ترجمہ: بنو عبدمناف نے ایک خوشبو کا کاسئہ نکالا یہ بات بھی کہی گئی کہ وہ بنو عبدمناف کی عورتوں نے نکالا اور اسے اپنے حلیفوں کے لیے خانہ کعبہ کے پاس مسجد میں رکھ دیا۔ پھر اس سے قوم نے ہاتھ ملے اور ان کے حلفاء نے عقدومعاہدہ کیا پھر اپنے ہاتھوں کو کعبہ کی دیواروں سے ملا تا کہ معاہدہ مزید پختہ ہو جائے۔ انہیں مطیبین کہا گیا۔

## 2.3.2 حلف الاحلاف کا انداز

عبدالدار اور ان کے حلفاء کے لیے خون کا کاسہ نکالا جس میں ہاتھ ڈال کر وہ اپنے حلف کو پختہ کرتے انہیں احلاف کہا گیا۔

دونوں فریقوں نے آپس میں اس بات کا حلف لیا کہ کسی کو ذلیل نہ ہونے دیں گے اور یہ کہ ایک دوسرے کو کسی کے حوالے نہ کریں گے۔ جب تک کہ پانی صوف بھگوتا رہے گا۔

"فعقد كل قوم على أمرهم حلفا مؤكداً على أن لا يتخاذلوا و لا يسلم بعضهم بعضا مابل بحر صوفه"(۱۸)

ترجمہ: پھر پوری قوم نے اس بات کا پختہ عزم کیا کہ جب تک پانی میں صوف بھگونے کی صفت باقی رہے گی ہم کسی کو ذلیل نہ ہونے دیں گے اور نہ ایک دوسرے کا کسی کے سپرد کریں گے۔

## 2.4 حلف برائے نصرت و مواسات

حلف قبائل کے درمیان باہمی نصرت اور مدد کے لیے ہوا کرتا تھا۔ جبکہ بعض اوقات قبائل آپس میں مظلوم کی حمایت کیلئے یا کسی مشترکہ مقصد کے لیے باہم معاہدہ کر لیتے تھے۔درج ذیل میں دونوں طرح کے معاہدوں کی تفصیل پیش کی جاتی ہے۔

### 2.4.1 عبدالمطلب اور بنوخزاعہ کے درمیان محالفہ (حلف) ALLAINCE

یہ حلف باہمی امداد اور نصرت کا تھا۔ اس سے قبائل اپنے آپ کو مضبوط کرتے تا کہ ضرورت کے وقت ایک دوسرے کے کام آ سکیں ے اور حملہ کی صورت میں مل کر دفاع کریں۔ نیز یہ کہ دشمن قبائل کو خبر ہو جائے کہ وہ تنہا نہیں ہیں ان کی مدد و نصرت کے لیے حلیف موجود ہیں۔ اسی طرح ایک معاہدہ بنو خزاعہ نے بعدالمطلب کے ساتھ کیا۔ قبیلہ خزاعہ کے کچھ لوگوں نے آ کر ان سے کہا:

---

۱۷۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج ۱، ص ۹۶ ۱۸۔ ایضاً

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

"نحن قوم' متجاورون فی الدار، هلمّ فلها نعک"

ترجمہ: ہم سب لوگ گھر کے اعتبار سے آپس میں ہمسایہ و ہم جوار ہیں۔ آؤ محالفہ یعنی باہمی نصرت و امداد کا عہد و پیمان کریں۔

عبدالمطلب نے یہ درخواست قبول کی اور سات شخصوں کو لے کے چلے جو اولاد مطلب (ابن عبد مناف) و ارقم بن نفلة بن ہاشم وضحاک، وعمر و فرزندان ابوصیفی بن ہاشم تھے۔ اس میں نہ تو فرزندان عبد شمس میں سے کوئی شریک ہوا اور نہ نوفل کی اولاد میں سے کسی نے شرکت کی۔

عبدالمطلب اپنی جماعت کو لیے ہوئے دارالندوۃ بۓ جہاں دونوں نے ایک دوسرے کی مدد و مواسات کے لیے عہد و پیمان کیے اور ایک عہدنامہ لکھ کر خانہ کعبہ میں لٹکا دیا۔(۱۹)

عبدالمطلب اس باب میں کہتے ہیں:

سَأوصی زبیرا ان تواضت منیّتی　　　بامساک ما بینی و بین بنی عمرؤ

وان یحفظ الحلف الذی مسین شخه　　　ولا یلحدن فیه بظلم ولا عذر

هم حفظوا لالَّ القدیم و حالفوا　　　اباک فکانوا دون قومک من فهر

ترجمہ: اگر میری موت آئی تو میں زبیر کو وصیت کر جاؤں گا کہ میرے اور فرزندان عمر کے درمیان جو معاہدہ تھا وہ اس پر قائم رہے اور ٹوٹنے نہ دے۔

میں وصیت کر جاؤں گا کہ اس کے بزرگ نے جو عہد کیا ہے اس کی حفاظت کرے اور ایسا نہ ہو کہ کسی طرح کے ظلم و عذر کے باعث اس کی خلاف ورزی ہو۔

اے زبیر خاندان فہر کہ وہ ہی تیری قوم والے ہیں۔ ان سب میں یہ ہی لوگ ہیں جنہوں نے پرانی قسم کی حفاظت کی اور تیرے باپ کے حلیف بنے۔

---

۱۹۔　ابن سعد، طبقات، ج ۱، ص ۱۲۰

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

عبدالمطلب نے یہ وصیت اپنے بیٹے زبیر بن عبدالمطلب کو کی زبیر نے ابوطالب سے اور ابوطالب نے یہ ہی وصیت عباس بن عبدالمطلب سے کی۔(۲۰)

## 2.4.2 مظلوم کی نصرت و امداد کا حلف "حلف الفضول"

عہد جاہلی کا ایک روشن باب حلف الفضول ہے جس میں سرکردہ قریش گھرانے کے افراد باہم اس بات کا پختہ عزم کرتے ہیں کہ ہم ہر مظلوم کا ساتھ دیں گے۔ مسافر کی امداد کریں گے اور ہر شخص کو جو حرم میں داخل ہوگا اس پر سے ظلم دور کریں گے۔ یہ معاہدہ تاریخی دستاویز ہے جس میں خود رسول اللہ ﷺ بھی شامل ہوئے اور نبوت کے بعد بھی اس کی تعریف و توثیق کی۔

وذكر ابن هشام الحلف الذى عقدته قريش بينها على نصرة كل مظلوم بمكة قال و بسمي حلف الفضول.(۲۱)

ترجمہ: ابن ہشام نے ذکر کیا کہ ایک حلف جسے قریش نے مکہ میں ہر مظلوم کی مدد کے لیے باندھا تھا اس کا نام حلف الفضول تھا۔

قبائل قریش کو اس حلف کے لیے بلایا گیا تو سب عبداللہ بن جدعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی کے گھر اس کی بزرگی اور عمر کی وجہ سے جمع ہوئے۔ قریش کے مندرجہ ذیل گھرانے اس حلف میں شامل تھے:

بنو هاشم، بنو المطلب، اسد بن عبدالعزى، ذهرة بن كلاب، و تيم بن مرة.

وہ حلف کا مقصد یہ تھا اور اس بات کے لیے سب جمع ہوئے:

"فتعا قدوا و تعاهدوا أن لا يجد وا بمكة مظلوماً من اهلها وغيرهم ممن دخلها من سائر الناس الا قاموا معه وكانوا على من ظلمه حتى ترد عليه مظلمته"

---

۲۰۔ ابن سعد، طبقات، ج ا، ص ۱۲۱

۲۱۔ السہیلی، الروض الانف، ج ا، ص ۹۰

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

''انہوں نے یہ بات طے کی اور اس کا پختہ عہد کیا کہ مکہ میں کوئی شخص ایسا نہیں ہوگا خواہ وہ اہل مکہ سے ہو یا تمام انسانوں میں سے جو مکہ میں داخل ہو کہ وہ مظلوم ہو اور ہم اس کے ساتھ نہ کھڑے ہوں، اس کی نصرت و امداد کے لیے ظالم کے خلاف جب تک کہ وہ اسے واپس نہ کر دے''۔

یعنی یہ معاہدہ بلاتفریق تمام انسانوں کے لیے تھا کہ اہل مکہ سے یا باہر سے کوئی مظلوم ہو اس کی مدد و نصرت کی جائے گی۔ اور ہم سب اس کے لیے جمع ہوں گے۔

''وکان حلف الفضول بعد الفجار و ذالک ان حرب الفجار کانت فی شعبان وکان حلف الفضول فی ذی القعدہ''

یہ معاہدہ حرب فجار کے بعد قائم ہوا۔ حرب فجار شوال میں ہوئی جبکہ حلف ذوالقعدہ میں ہوا۔[۲۲]

عروہ بن زبیرؓ کہتے ہیں کہ میں نے حکیم بن حزام کو کہتے سنا کہ قریش جب فجار سے واپس آرہے تھے اس وقت حلف الفضول کا واقعہ پیش ہوا۔ رسول اللہ ﷺ ان دنوں بیس برس کے تھے۔

زبید سے ایک شخص مکہ میں اپنے سامان کے ساتھ داخل ہوا۔ اس سے عاص بن وائل نے خرید لیا۔ عاص بن وائل مکہ میں صاحب قدر و عزت تھا۔ زبیدی نے ''احلاف'' میں شامل خاندان کے افراد سے مدد کی۔ یعنی بنو عبدالدار، بنوسہم، بنومخزوم و جمح و عدی بن کعب مگر سب نے عاص بن وائل کے مقابلے میں اس کی مدد و اعانت کرنے سے انکار کر دیا۔

الزبیدی ابی قبیس پر آیا اور طلوع الشمس کے وقت جب قریش کعبہ کے گرد جمع تھے تو زور دار آواز سے یوں گویا ہوا:

---

۲۲۔ السہیلی، الروض الانف، ج۱، ص ۹۱۔ ابن سعد، طبقات، ج۱، ص ۱۸۳

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

یا آل فهر لمظلوم بضاعته، ببطن مكة نائى الدار والنفر

ان الحرام لمن تمت كرامته ولا حرام لثوب الفاجر الغدر

ترجمہ: یا آل فہر مظلوم اپنے مال کی فریاد بطن مکہ میں کرتا ہے ۔ جو گھروں اور مجمع والی جگہ ہے بیشک بیت الحرام کی بزرگی اور کرامت کبھی ختم نہیں ہوگی۔ اور نہ ہی بیت الحرام فاجر اور سرکش کے لباس کیلئے ہے۔

### 2.4.3 حضرت زبیر بن عبدالمطلب نے حلف الفضول کی دعوت دی

جتنے عہد و پیمان ہوئے ان میں سب سے معزز حلف الفضول تھا۔ سب سے پہلے زبیر بن عبدالمطلب نے اس کی دعوت دی۔ بنی ہاشم، بنی تیم، بنی زہرہ۔ یہ سب لوگ عبداللہ بن جدعان کے گھر جمع ہوئے۔ زبیر نے ان کے لیے کھانے کا انتظام کیا سب نے اللہ تعالیٰ کو بیچ میں ڈال کر ان لفظوں میں عہد کیا:

"فتعاقدوا و تعاهدوا بالله لتكونن يداً واحده مع المظلوم على الظالم حتى يؤدى اليه حقه مابل بحر صوفه وما رسى حراء ثبير مكانها و على التاسى فى المعاش"

ترجمہ: اس بات کا عہد کیا کہ اللہ کی قسم! ہم سب ایک ہاتھ کی طرح مظلوم کے ساتھ ہوں گے۔ ظالم کے خلاف جب تک کہ وہ اس کا حق نہ لوٹا دے۔ جب تک پانی صوف بھگوتا رہے گا اور حراء پہاڑ اپنی جگہ قائم رہے گا۔ ہم یہ عمل کرتے رہیں گے اور معاش میں ہم اس کی خبرگیری اور مواسات بھی کریں گے۔

جب یہ سب لوگ اس معاہدہ یعنی حلف الفضول میں شریک ہوئے تو پھر عاص ابن وائل کی طرف چلے اور اس سے زبیدی کا مال لیا اور زبیدی کے حوالے کر دیا۔ زبیر نے کہا:

حلفت لنعقدن حلفا عليهم و ان كنا جمعيا اهل دار

نسمية الفضول اذا عقدنا يعزبه الغريب لدى الجوار

و يعلم من حوالى البيت أنا أباة الضيم نمنع كل عارٍ

میں نے قسم کھائی کہ ہم انکے خلاف ایک معاہدہ کریں گے چاہے سب اہل دار کے لیے ہو ہم نے اس کا نام فضول رکھا جب عہد کیا کہ ہر اجنبی کو جوار کے ذریعے عزت حاصل ہوگی۔ جو بھی بیت اللہ کے گرد ہو وہ جان لیں کہ ہم ہر شرمندگی اور بے عزتی سے روک لیں گے۔

وقال الزبير بن عبدالمطلب:

ان الفضول تحالفوا و تعاقدوا ألا يقيم ببطن مكة ظالم

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

أمر عليه تعاهدوا و تواثقوا　　　فالجار والمعتمر فيهم سالم

بے شک فضول نے معاہدہ کیا اور عقد باندھا کہ بطن مکہ میں کوئی ظالم نہیں رہے گا۔وہ بات جس پر انہوں نے میثاق کیا۔ کہ پناہ گزیں اور عمرہ ادا کرنے والا محفوظ رہیں گے۔

## 2.4.4 رسول اللہ ﷺ کی حلف الفضول سے وابستگی

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں عبداللہ بن جدعان کے گھر اس حلف کے وقت موجود تھا اور فرمایا:

"لقد شهدت فی دار عبدالله بن جذعان حلفاً ما احب أن لی به حمر النعم ولو دعيت اليه فی الاسلام لاحببت."

ترجمہ: میں عبداللہ بن جدعان کے گھر حلف میں شریک ہوا تھا۔ مجھے یہ پسند نہیں کہ سرخ رنگ کے اُونٹ ملیں تو اس کو توڑ دوں اور اگر مجھے اب بھی اس میں بلایا جائے تو اس کا جواب دوں گا، یعنی قبول کروں گا۔

ابن قتیبہ نے ذکر کیا کہ قریش سے پہلے بنو جرہم کے زمانے میں اسی طرح کا ایک حلیف قائم ہوا۔ یہ تین افراد نے قائم کیا اور جنہوں نے ان کی پیروی کی یا ساتھ دیا ان لوگوں کے نام کی وجہ سے یہ پہلے سے مشہور تھا۔ ان افراد کے نام یہ ہیں:

(۱) الفضل بن قضالۃ، (۲) الفضل بن وداعۃ، (۳) الفضیل ابن الحرث

جبکہ زبیر کا قول ہے کہ ان افراد کے نام یہ تھے: الفضیل بن شراعۃ، الفضل بن وداعۃ، الفضل بن فضاعۃ

جب قریش کا یہ معاہدہ ہی جرہمین سے مماثل تھا تو اس کو اسی نام سے موسوم کر دیا۔(۲۳) دوسرا سبب جو کہ حدیث میں بیان ہوا کہ:

حمیدی عن سفیان عن عبداللّٰہ عن محمد و عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ قالا قال رسول اللّٰہ ﷺ لقد شهدت فی دار عبداللّٰہ بن جذعان حلفاً لو دعيت به فی الاسلام لاحببت تحالفوا ان ترد الفضول على اهلها والا يعز ظالم مظلوماً. فقد بين هذا الحديث لم سمى حلف الفضول. (۲۴)

---

۲۳۔ السہیلی، روض الانف، ج۱، ص۹۲　　۲۴۔ ایضاً، ص ۹۱

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

(رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں حلف کے وقت عبداللہ بن جذعان کے گھر موجود تھا۔ اگر آج بھی اسلام میں مجھے اس پر بلایا جائے تو جواب دوں گا۔ انہوں نے عہد کیا تھا کہ مال کو اہل تک لوٹایا جائے گا۔ اور ظالم کی عزت نہ کریں گے، مظلوم کے مقابلے میں۔ اس حدیث میں حلف اس کا نام فضول نہیں رکھا گیا)

### 2.4.5 حلف الفضول کی وجہ تسمیہ

ابن اسحاق کے مطابق یہ جرہم اور قطورا کے افراد تھے۔ جن کے نام یہ ہیں: الفضیل بن الحارث الجرہمی، الفضیل بن وداعۃ القطوری، المفضل بن فضالۃ الجرہمی۔

یہ حضرات جمع ہوئے اور انہوں نے اس بات کا حلف لیا اور جو ان کے ساتھ اس میں شامل ہوئے کہ بطن مکہ میں کسی ظالم کو ٹھکانہ نہ دیں گے۔

"اجتمعوا فتحالفوا أن لا يُقَرّوا ببطن مكة ظالماً"(۲۵)

فقال عمر بن عوف الجرهمي:

ان الفضول تحالفوا ولتعا قدوا ان لا ببطن مكة ظالمُ

امرٌ عليه تعاهدوا و تواثقوا فالجار والمعترّ فيهم سالمٌ

(بے شک فضول نے یہ حلف لیا اور عہد کیا کہ بطن مکہ میں کوئی ظالم نہ رہے گا۔ وہ کام جس پر عہد کیا اور میثاق باندھا کہ جاؤ اور عمرہ کے لیے آنے والے سلامت رہیں گے)

ابن قتیبہ نے بھی حلف الفضول کی وجہ تسمیہ میں اس بات کا ذکر کیا کہ یہ قریش سے پہلے جرہم کے زمانے میں قائم ہوا تھا اور قریش نے بھی اسی نام کے ساتھ اس کی تجدید کی۔

"فتحالف منهم ثلاثة وهم من تبعهم احدهم الفضل بن فضالة والثانی الفضل بن وداعة والثالث فضيل ابن الحرث"

---

۲۵۔ ابن الاثیر، الکامل فی التاریخ، ، دار صادر، بیروت ۱۹۶۵ء ج ۲، ص ۴۱

اگر آپ کواپنے مقالے یاریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

جبکہ زبیر کے مطابق تین نام یہ ہیں:

الفضیل بن شراعة، والفضل بن وداعة، الفضل بن فضاعة(۲۶)

جب قریش نے بھی اسی طرح کا حلف لیا جو قبل ازیں جرہمیش نے کہا تو اس کا نام حلف الفضول رکھا۔

## 2.4.6 حضرت حسینؓ بن علیؓ اور حلف الفضول

حضرت حسینؓ نے ولید بن عتبہ بن ابوسفیانؓ کو حلف الفضول یاد دلایا اور کہا کہ اگر تم نے میرے ساتھ انصاف نہ کیا تو میں تلوار لے آؤں گا اور حلف الفضول میں شامل قبائل کے افراد کو مدد و نصرت کے لیے بلا لوں گا۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے بھی کہا کہ اگر اس نے مجھے پکارا تو میں تلوار لے کر آ جاؤں گا۔

فقال له حسين احلف بالله ليتنصفى من حقى او لاخذن سيفى ثم لا قو من فى المسجد رسول الله ﷺ ثم لادعولها بحلف الفضول.

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا کہ اگر پکارا گیا تو میں جواب دوں گا۔ یہاں تک کہ ولید بن عتبہ نے حضرت حسینؓ سے انصاف کیا اور انہیں راضی کیا۔

## 2.5 احابیش

مکہ کے بائیں میں ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جسے حبشی کہتے ہیں۔ یہ مکہ سے دس میل کے فاصلہ پر ہے۔ اسی پہاڑی کے دامن میں سب لوگوں نے آپس کی منافرت اور معاونت پر قسمیں کھائیں۔ قسم کے الفاظ یہ تھے:

"نحن كيدٌ على غيرنا ما سجل الليل ولاضح النهار ومارسا حبشىٌ"(۲۷)

"(ہم ایک ہاتھ کی طرح ہیں اپنے غیر پر) جب تک رات کی یہ شان ہے کہ وہ تاریک ہے اور دن کی کہ وہ روشن ہے اور جب تک حبشی پہاڑ قائم ہے ہم لوگ غیروں کے مقابلے میں ایک دوسرے کے دوست رہیں گے"۔

---

۲۶۔ السہیلی، الروض الانف، ج۲، ص ۹۱ ۲۷۔ ابن سعد، طبقات، ص ۱۷۹ و حاشیہ

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

احابیش میں یہ قبائل ہیں: الحارث بن عبدالمناۃ بن کنانہ، عضل، القارۃ، دیش، المصطلق

یہ لوگ قبیلہ خزاعہ سے تھے۔ ان کی شرکت کا باعث یہ تھا کہ قبیلہ حارث بن عبد مناۃ کے ساتھ ان کا محالفہ تھا۔ یعنی نصرت و امداد کا باہمی عہد و پیمان تھا۔

## 2.6 اوس وخزرج یہود کے حلیف تھے

"ابوالھیشم بن الیھان فقال یا رسول اللہ ﷺ ان بیننا و بین الرجال حبالا و انا قاطعوھا یعنی الیھود"(۲۸)

اوس وخزرج سے پہلے یہود موجود تھے۔ سیل عرم کے بعد یہ لوگ عرب میں پھیل گئے۔ اوس وخزرج بنی حارثہ بن ثعلبہ سے تھے۔ انہوں نے یہ یثرب میں پڑاؤ / نازل ہوئے اور یہود کے حلیف بن گئے۔ یہود ارض کنعان سے آئے جب عمالیق نے ان پر چڑھائی کی۔ ان کے ٹھکانے یثرب اور جحفہ تھے۔(۲۹)

### 2.6.1 لڑائی میں شریک ہونے کی صورت یہود غنیمت کے حصہ دار تھے

"وقال ابوعبیدہ فی کتاب الاموال انما کتبت رسول اللہ ﷺ ھذا قبل ان تفرض الجزیہ واذ کان الاسلام ضعیفا قال و کان الیھود اذ ذاک نصیب فی الغنم اذا قاتلوا مع المسلمین کما شرط علیھم فی ھذا ولکتاب النفقہ معھم فی الحروب"(۳۰)

### 2.6.2 بنی قریظہ اوس کے حلیف تھے

یہودیوں کی بدعہدی کی وجہ سے غزوہ بنی قریظہ ہوا۔ بنی قریظہ اوس کے حلیف تھے۔ ان کے محاصرے اور ہزیمت پر اوس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ قریظہ کو انہیں ہبہ کر دیں۔ وہ ان کے حلفاء ہیں۔ آپ نے معاملہ سعد بن معاذ کے سپرد کر دیا۔ حضرت سعد بن معاذ نے بالغ مردوں کے قتل کا حکم دیا جبکہ نابالغوں اور عورتوں کو قید کر لیا اور مال تقسیم کر دیا جائے۔(۳۱)

۲۸۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج۲، ص ۲۷۵

۲۹۔ السہیلی، الروض الانف، ج ۲، ص ۱۶، ۳۰۔ ایضاً، ص ۱۷

۳۱۔ ابن سعد، طبقات، ج ۱، ص ۳۷۵

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔
mushtaqkhan.iiui@gmail.com

# فصل سوم

# عہد نبویؐ میں حلف

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

# فصل سوم: عہد نبویؐ میں حلف

## 3. میثاقِ مدینہ

رسول اللہ ﷺ نے ایک تحریر مہاجرین مکہ اور انصار مدینہ کے درمیان لکھی اس میں یہود مدینہ کو بھی شامل کیا۔ اس کے درج ذیل الفاظ تھے:

"بسم الله الرحمٰن الرحيم هذا كتاب من محمدا النبى ﷺ بين المؤمنين والمسلمين من قريش و يثرب ومن تبعهم فلحق بهم و جاهد معهم انهم امة و احدة من دون النّاس"

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ کتاب محمد ﷺ کی طرف سے مومنین و مسلمین قریش و یثرب کے درمیان ہے اور جو اس معاہدہ میں اس کی اتباع کرے اور ان کے ساتھ الحاق کرے اور ان کے ساتھ مل کر جہاد کرے وہ باقی تمام لوگوں کے سوا ایک امت ہوں گے"۔

## 3.1 دستورِ مدینہ

بیعت عقبہ اور عقد مواخاۃ کی شکل میں نبی اکرم ﷺ نے اسلامی ریاست و سیاست کا آغاز کر دیا اور مسلمانوں کو باہم جوڑ کر ایک مرکز میں اکٹھا کر دیا۔ اسلامی ریاست کے داخلی استحکام کو بحال رکھنے کے ساتھ ساتھ بیرونی خطرات سے مدافعت کا انتظام بھی ضروری تھا اور یہ حقیقت ہے کہ کسی ریاست کا استحکام تب ہی ممکن ہوسکتا ہے کہ جب اس کو اندرونی اختلافات اور انتشار سے محفوظ رکھا جائے۔ اندرونی اختلافات و انتشار سے حفاظت اسی صورت میں ممکن ہوسکتی ہے کہ ریاستی باشندوں کے حقوق و فرائض کا ٹھیک ٹھیک تعین کیا جائے اور بلاتفریق ان کے حقوق کی حفاظت کی جائے۔

ہجرتِ نبویؐ کے بعد اسلامی ریاست کا ابتدائی حال یہ تھا کہ اس میں مختلف رنگ و نسل اور مختلف مذاہب کے لوگ بستے تھے مثلاً:

الف) مدینہ کے یہودی قبائل

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ب)	اوس و خزرج کے مختلف بطون

ج)	مسلمان مہاجرین جو مختلف قبائل سے تعلق رکھتے تھے۔

ان تمام افراد و قبائل کے حقوق و فرائض کا تعین اور ان میں وحدت پیدا کرنا انتہائی ضروری امر تھا چنانچہ اس کے لیے نبی اکرم ﷺ نے ایک قانون بنایا جسے دستورِ مدینہ کا نام دیا جاتا ہے۔ اہم نکات یہ ہیں:

۱۔	یہ ایک حکم نامہ ہے نبی اور اللہ کے رسول ﷺ کا قریش اور اہل یثرب میں سے ایمان اور اسلام لانے والوں اور ان لوگوں کے مابین جو ان کے تابع ہوں اور ان کے ساتھ شامل ہو جائیں اور ان کے ہمراہ جنگ میں حصہ لیں۔

۲۔	تمام لوگوں کے بالمقابل ان کی ایک علیحدہ سیاسی وحدت (امت) ہوگی۔

۳۔	قریش سے ہجرت کر کے آنے والے اپنے محلے پر (ذمہ دار) ہوں گے اور اپنے خون بہا باہم مل کر دیا کریں گے اور اپنے قیدی کو خود فدیہ دے کر چھڑائیں گے تا کہ اہل ایمان کا باہمی برتاؤ نیکی اور انصاف کا ہو۔

۴۔	اور بنو اوس اپنے محلوں پر ذمہ دار ہوں گے اور حسب سابق اپنے خون بہا باہم مل کر ادا کریں گے۔

۵۔	ایمان والے کسی قرض کے بوجھ سے دبے ہوئے کہ مدد دیئے بغیر نہ چھوڑیں گے تا کہ ایمان والوں کا باہمی برتاؤ نیکی اور انصاف کا ہو۔

۶۔	کوئی مومن کسی دوسرے مومن کے مولا (معاہداتی بھائی) سے خود معاہدہ برادری نہیں کرے گا۔

۷۔	متقی ایمان والوں کے ہاتھ پر اس شخص کے خلاف اٹھیں گے جو ان میں سرکشی کرے یا استحصال بالجبر کرنا چاہے یا گناہ یا تعدی کا ارتکاب کرے یا ایمان والوں میں فساد پھیلانا چاہے اور ان کے ہاتھ سب مل کر ایسے شخص کے خلاف اٹھیں گے خواہ وہ ان میں سے کسی کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔

۸۔	خدا کا ذمہ ایک ہی ہے ان (مسلمانوں) کا ادنیٰ ترین فرد بھی کسی کو پناہ دے کر سب پر پابندی عائد کر سکے گا (ساری دنیا کے) لوگوں کے مقابل، ایمان والے باہم بھائی بھائی ہیں۔

۹۔	اور یہ کہ یہودیوں میں سے جو ہماری اتباع کرے گا تو اسے مدد اور مساوات حاصل ہوگی۔ نہ ان پر

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ظلم کیا جائے گا اور نہ ہی ان کے خلاف کسی کو مدد دی جائے گی۔

۱۰۔ کوئی مشرک (غیر مسلم رعیت) قریش کی جان اور مال کو کوئی پناہ نہ دے گا اور نہ ہی اس سلسلہ میں کسی مومن کے آڑے آئے گا۔

۱۱۔ اور جو شخص کسی مومن کو عمداً قتل کرے اور ثبوت پیش ہو تو اس سے قصاص لیا جائے گا بجز اس کے کہ مقتول کا ولی خون بہا پر راضی ہو جائے۔ تمام ایمان والے اس کی تعمیل کریں گے۔ انہیں اس کے سوا کوئی اور چیز جائز نہیں۔

۱۲۔ اور کوئی ایمان والا جو اس دستورالعمل کے مندرجات (کی تعمیل) کا اقرار کر چکا ہو تو اس کو یہ بات جائز نہیں کہ کسی قاتل کو مدد یا پناہ دے۔

۱۳۔ اور یہودی اس وقت تک اخراجات برداشت کرتے رہیں گے جب تک وہ مل کر جنگ کرتے رہیں۔

۱۴۔ اور یثرب کا جوف (یعنی میدان جو پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے) اس دستور والوں کے لیے ایک حرم (مقدم مقام) ہے۔

۱۵۔ پناہ گزیں سے وہی برتاؤ ہوگا جو اصل (پناہ دہندہ) کے ساتھ۔ نہ اس کو ضرر پہنچایا جائے گا اور نہ وہ خود عہد شکنی کرے گا۔

۱۶۔ اور کسی پناہ گاہ میں وہاں والوں کی اجازت کے بغیر کسی کو پناہ نہ دی جائے گی۔

۱۷۔ اس دستور والوں میں جو کوئی قتل یا جھگڑا رونما ہو جس سے فساد کا ڈر ہو تو اس میں خدا اور خدا کے رسول محمدؐ سے (جن پر خدا کی توجہ اور سلامتی ہو) رجوع کیا جائے گا۔

۱۸۔ قریش اور ان کے معاونین کو کوئی پناہ نہیں دی جائے گی۔

۱۹۔ اور ان (یہودیوں اور مسلمانوں) میں باہم مدد دہی ہوگی اس کے خلاف، جو یثرب پر حملہ آور ہو۔

۲۰۔ اور اگر ان کو کسی صلح میں مدعو کیا جائے تو وہ بھی صلح کریں گے اور اس میں شریک رہیں گے اور اگر وہ کسی ایسے ہی امر کے لیے بلائیں تو مومنین بھی ان کے ساتھ ایسا ہی کریں گے بجز اس کے کہ کوئی دینی جنگ کرے۔

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

۲۱۔ ہر گروہ کے حصے میں اس کے مقابل کی (مدافعت) آئے گی۔

۲۲۔ یہ دستور کسی ظالم اور غدار کے آڑے نہ آئے گا جو جنگ کو نکلے یا مدینہ میں رہے ہر دو امن کے مستحق ہیں۔ بجز اس کے جو ظلم کرے یا غداری کرے۔

۲۳۔ اللہ ان کا محافظ ہے جو وفا شعار اور پرہیزگار ہیں اور اللہ کا رسول محمدؐ بھی۔ (۳۲)

## 3.2 مواخاۃ مدینہ

ابن اسحاق کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین مکہ اور انصار مدینہ کے درمیان مواخاۃ قائم کی۔ حضرت علیؓ کو اپنا بھائی قرار دیا۔ عقد مواخاۃ سے مراد یہ ہے کہ حق پر ساتھ رہیں گے۔ باہم ہمدردی و غم خواری کریں گے۔ غزوہ بدر سے پہلے مواخاۃ میں یہ بات بھی شامل تھی کہ وراثت میں حصہ دار ہوں گے۔ پھر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی:

"واولو الارحام بعضهم اولٰی ببعض فی کتاب اللّٰہ من المؤمنین والمهاجرین"

یہ نوے آدمی تھے جن میں عقد مواخاۃ ہوا۔ پنتالیس مہاجرین اور پینتالیس انصار سے تھے۔ غزوہ بدر کے بعد میراث کے بارے میں مواخات ختم ہوئی۔ ہر انسان کی میراث اس کے نسب و ورثہ رحم میں لوٹ گئی۔ انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انس کے گھر میں مہاجرین و انصار کے درمیان معاہدہ حلفی کروایا۔ (۳۳)

### 3.2.1 مواخاۃ کی حکمت و مصلحت

مہاجرین مکہ سے آئے۔ اپنا گھر بار، اعزہ و اقارب اور مال و متاع چھوڑ کر آئے تھے جس کی وجہ سے انہیں یہاں اجنبیت کا احساس بھی تھا اور عسرت کا بھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے درمیان بھائی چارہ کروا کے اسی اجنبیت کو دور کیا۔

---

۳۲۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، الجزء الثانی ۱۶-۱۷، ۵۰۱/۱ تا ۵۰۴۔ نیز ملاحظہ ہو۔ د...... الوثائق السیاسیہ، وثیقہ نمبر ۱

۳۳۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج۲، ص ۱۸

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔
mushtaqkhan.iiui@gmail.com

"آخا رسول اللہ ﷺ حین نزلوا المدینۃ لھذھب عنھم و حشۃ الغربہ و یؤنسھم من مفارقۃ الاھل و العشیرۃ و بشد أزر بعضھم ببعض"(۳۴)

ترجمہ: مدینہ آمد کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اخوت قائم کی تا کہ بے وطنی کی وحشت دور ہو اور انس قائم ہو اور اپنے اہل وعشرہ کی دوری کا احساس ختم ہو اور ان کی پشت مضبوط ہو۔

اُن کی باہمی محبت و اخوت ایسی ہوئی کہ خود قرآن مجید میں ان کی اس صفت کا ذکر کیا گیا:

"و یؤثرون علی انفسھم ولو کان بھم حصاصۃ"(۳۵)

ترجمہ: اور وہ اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں خواہ وہ اپنی جگہ خود محتاج ہی کیوں نہ ہوں"۔

صحابہ کرامؓ موسم اور جگہ کی تبدیلی سے بیمار پڑ گئے۔ یہاں تک کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے لگے۔ حضرت عائشہؓ نے بیماری کی حالت میں جب حضرت ابوبکرؓ کا حال پوچھا تو انہوں نے یہ شعر پڑھا:

کل امرئ مصبح فی أھلہ والموت ادنی من شراک نعلہ(۳۶)

"ہر شخص اپنے گھر والوں کے ساتھ صبح کرتا ہے اور موت اپنوں سے الگ ہونے سے بہتر ہے"۔

حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ ﷺ کے ہاں صحابہ کرام کے اس بیماری اور غم فراق کا ذکر کیا تو آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی:

"اللّٰھم حبّب الینا المدینۃ کما حببت الینا مکۃ أو اشد و بارک لنا فی مدھا وصاعھا وانقل و باء ھا الی مھیعۃ و معیبہ الحفۃ"

۳۴۔ السہیلی، الروض الانف، ج ۲، ص ۱۸،

۳۵۔ سورۃ الحشر: ۹

۳۶۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج۲، ص ۵۲

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

"اے اللہ مدینہ کو ہمارا محبوب بنا دے جیسا کہ مکہ کو ہمارا محبوب بنایا تھا بلکہ اس سے بھی زیادہ اور اس کے مد و صاع (اوزان) میں برکت عطا فرما اور اس کی وبا و بیماری کو دور کر دے"۔

## 3.4 قتال و جہاد کی اجازت اور اللہ کے دشمنوں کے خلاف حکمت عملی

اللہ تعالیٰ نے جہاد و قتال اور لڑائی سے منع کیا ہوا تھا۔ یہاں تک کہ مدینہ میں اس کی اجازت دی گئی اور رسول اللہ ﷺ نے مشرکین مکہ کی سرکوبی اور ان کی قوت و طاقت کو توڑنے کے لیے معاہدات، سرایہ و غزوات کا آغاز کیا۔

"قال ابن اسحاق ثم ان رسول اللہ ﷺ نهيا بحربه وقام فيما أمره الله به من جهاد عدوه و قتال من أمره الله...... و ذالک بعد أن بعث الله تعالىٰ بثلاث عشر سنة"(۳۷)

ترجمہ: ابن اسحاق کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے لڑائی سے منع کیا تھا پھر اللہ تعالیٰ کا حکم جہاد و قتال اس کے دشمنوں کے خلاف قائم کیا...... اور یہ نبوت کے تیرہ سال بعد ہوا۔

## 3.4 قریش کے تجارتی راستوں پر موجود قبائل سے حلف و معاہدات

رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں مہاجرین و انصار سے درمیان اخوت و میثاق قائم کیا اور داخلی استحکام کے لیے یہودیوں کو میثاق مدینہ میں شریک کیا اور مدینہ کو حرم قرار دیا۔ اس کے بعد قریش کی سیاسی وتجارتی قوت پر ضرب لگانے کے لیے تجارتی شاہراہ پر موجود قبائل سے حلفی تعلقات قائم کیے۔(۳۸)

### 3.4.1 فوجی حلفی معاہدے

رسول اللہ ﷺ پہلے شمال کی طرف گئے۔ مدینہ سے تین، چار دن کی مسافت پر قبیلہ جہینہ آباد تھا۔ یہ قبیلہ مسلمان نہیں تھا مگر سیاسی و فوجی حلیف بننے پر تیار ہو گیا۔ چنانچہ معاہدے میں صراحت ہے کہ یہ صرف فوجی حلفی معاہدہ ہے اس کا دینی معاملات سے کوئی تعلق نہیں۔

۳۷۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج۲، ص۵۴

۳۸۔ ڈاکٹر حمید اللہ، عہد نبوی کے میدان جنگ، مارشل پرنٹنگ پریس، علمی مرکز راولپنڈی، طبع اگست ۱۹۹۸ء ص ۲۶

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

پھر آپ ﷺ جنوب اور مشرق کی سمت جاتے ہیں اور ان سے بھی معاہدے کرتے ہیں۔ اس قسم کے پانچ.......... معاہدے تاریخ میں اب تک محفوظ ہیں۔ گویا مدینہ کے اردگرد دوستوں کا حصار قائم کیا۔(۳۹)

مدینہ کے شمال مغرب میں تجارتی راستے پر یہ مشہور قبائل آباد تھے۔ بنوضمرہ، مدلج، غفار، جہینہ، اشجع

مذکورہ بالا قبائل سے معاہدات کا متن تقریباً قریب قریب ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے:

۱۔ ان کی جانیں اور مال پر امن ہے۔

۲۔ جو ان پر ظلم کرے گا اس (ظالم) کے خلاف ان قبائل کی امداد کی جائے گی۔

۳۔ ان قبائل کے لیے بھی مدینہ کی دفاعی جنگ میں نبی اکرم ﷺ کی امداد کرنا لازمی ہے۔

اھ میں جہینہ کے بعض سرداروں سے معاہدہ ہوا۔ ۲ھ میں ینبوع کے آس پاس لینے والے بنوضمرہ، بنو مدلج، بنو زرعۃ اور بنو الربعہ سے دوستی و اعانت یا غیر جانبداری کے معاہدے ہوئے۔ خوش قسمتی سے تاریخ نے ان معاہدوں کو محفوظ رکھا۔ اس کے ذریعہ قریش کا راستہ بند کیا جا سکا۔ یہ سب قبائل مدینہ اور بحرقلزم کے درمیان تھے۔(۴۰)

## 3.4.2 شمال مغربی قبائل اوس و خزرج حلیف تھے

مدینہ منورہ کے مشرقی جانب زیادہ تر یہودیوں کی آبادیاں تھیں۔ جبکہ مغرب و شمال میں جہینہ، بنو ضمرہ، غفار، اور مزنیہ آباد تھے۔ یہ قبائل مدینہ سے اسی (۸۰) میل کی مسافت پر ینبوع کے قریب بحیرہ احمر کے کنارے آباد تھے۔(۴۱)

زمانۂ جاہلیت میں قبیلہ جہینہ اور قبیلہ اشجع خزرج کے حلیف تھے۔ اور قبیلہ مزنیہ اوس کا حلیف تھا۔ جنگ بعاث میں جہینیہ نے اور اشجع نے خزرج جبکہ قبیلہ مزنیہ نے اوس کا ساتھ دیا تھا۔(۴۲)

---

۳۹۔ ڈاکٹر حمیداللہ، عہد نبویؐ کے میدانِ جنگ، ص ۲۶-۲۷

۴۰۔ ایضاً، ص ۲۷-۲۸

۴۱۔ حموی، معجم البلدان، ینبوع ۴/۱۲۷، بواط ۱/۵۰۳، ابواء ۱/۷۹ کے تحت

۴۲۔ ابن الاثیر، الکامل فی التاریخ ج ۱، ص ۲۸۰

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

### 3.4.3 (لوائے ابیض) پہلا سریہ اور مجدی بن عمر الجہنی کی مصالحت

پہلا سریہ ہجرت کے ساتویں مہینے حضرت حمزہؓ کی قیادت میں سفید پرچم دے کر روانہ کیا۔ حضرت حمزہؓ نے قریش کے قافلہ کو روکا اس میں تین سو افراد شامل تھے۔ ابوجہل بن ہشام شامل تھا۔ عیص کی جانب سے قافلہ سے جا ملے۔ صف آرائی ہوئی لیکن مجدی بن عمرو الجہنی کے کہ فریقین کا حلیف تھا درمیان میں حائل ہو گیا۔(۴۳) یہ سریہ قیش مہاجرین کے ساتھ روانہ ہوا۔ اسی پر اجماع ہے کہ آپﷺ نے سب مہاجرین کو بھیجا۔ بدر میں انصار کو ساتھ لے کر جب تک آپ نے غزوہ نہیں فرمایا کسی انصار کو نہیں بھیجا۔ انصار نے اپنے ہی شہر میں حفاظت کی شرط طے کی تھی۔ ہمارے نزدیک یہ ہی ثابت ہے۔(۴۴)

### 3.4.4 غزوہ الابواء بنی ضمرہ سے حلیفی تعلق

ہجرت کے گیارہویں مہینے خود رسول اللہﷺ قافلہ قریش کا راستہ روکنے کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ الابواء اور ودان دونوں پر وارد ہوئے۔ لیکن جنگ کی نوبت نہ آئی۔ فخشی بن عمرالجہنی جو کہ بنی ضمرہ کا سردار تھا۔ اس سے معاہدہ طے پایا۔

> ''نہ آپ بنی ضمرہ سے جنگ کریں گے۔ نہ وہ آپ سے لڑیں گے، نہ آپ کے خلاف لشکر جمع کریں گے اور نہ دشمن کی مدد کریں گے۔ یہ معاہدہ تحریر پا گیا''(۴۵)

### 3.4.5 غزوہ ذی العشیرہ اور بنی مدلج و بنی ضمرہ سے حلیفی معاہدہ

ہجرت کے ۱۶ مہینے بعد آپ نے ذوالعشیرہ کی طرف پیش قدمی کی۔ آپ ذوالعشیرہ پہنچے، جو ینبوع کے علاقے میں ہے۔ بنو مدلج اور مدینہ کے درمیان تقریباً ۱۰۸ میل کا فاصلہ ہے۔ قافلہ نکل چکا تھا۔ یہ وہ ہی قافلہ تھا جسکی واپسی پر آپﷺ نے بدر پر پڑاؤ کیا اور سمندر کے کنارے سے ابوسفیان نکلا۔ بعد میں قریش کے فوجی قافلہ سے بدر کے مقام پر لڑائی ہوئی اور آپ نے کفار کو شکست دی۔ (اسی غزوہ میں آپ نے حضرت علیؓ کو غبار آلود سوتا دیکھ کر ابوتراب کہا)

---

۴۳۔ ابن سعد، طبقات، ج۲، ص ۳۰۷

۴۴۔ ابن الاثیر، الکامل فی التاریخ، ، دار صادر، بیروت ۱۹۶۵ء ج۲، ص ۱۴

۴۵۔ ایضاً، ص ۳۰۸

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔
mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اللہ تعالیٰ نے بھی اس کو فتح مبین قرار دیا اور مسلمانوں کے لیے اسے ایک انعام قرار دیا

''وعدکم اللّٰہ معانم کثیرۃ تاخذونھا فجعل لکم ھذہ و کفّ ایدی النّاس عنکم''

''اللہ تعالیٰ نے تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کیا جنہیں تم حاصل کرو گے پس یہ تمہیں جلد ہی عطا فرما دی اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے''۔

اسی غزوہ میں آپ نے بنی مدلج اور ان کے حلفاء سے جو بنی ضمرہ میں سے تھے صلح فرمائی اور معاہدے کیے۔(۴۶)

## 3.4.5 بنوکلب سے حلیفی

بنوکلب قضاعہ کا ایک بڑا خاندان تھا جو بجائے خود ایک قبیلہ کی شکل اختیار کر چکا تھا اور دومۃ الجندل کے قریب آباد تھا۔(۴۷) دومۃ الجندل ایک وسیع تجارتی مرکز تھا۔(۴۸)

علاوہ ازیں حجاز سے شام اور عراق جانے والے راستوں کا مقامِ اتصال Junction تھا۔ اس لیے عرب تاجروں کے لیے یہ ایک اہم مقام تھا۔

۶ھ میں نبی کریم ﷺ نے عبدالرحمٰن ابن عوفؓ کے ذریعہ سے بنوکلب کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم فرمائے۔(۴۹) اس دوستی کی وجہ سے بنوکلب کا سردار اور دیگر کئی لوگ مسلمان ہوئے اور جو مسلمان نہ ہوئے انہوں نے جزیہ دے کر اسلامی ریاست کے ماتحت رہنا قبول کر لیا۔(۵۰)

---

۴۶۔ طبقات ابن سعد، ج۲، ص ۳۰۸-۳۱۰

۴۷۔ ایضاً

۴۸۔ زمانہ جاہلیت میں یہاں ایک بڑا بازار بھی لگا کرتا تھا۔ ابن حبیب، المحبر، ۲۶۳

۴۹۔ ابن سعد، طبقات، ج۲، ص ۶۲۔ ۶ھ میں جب وہاں کے ایک بڑے قبیلہ سے دوستی کی تو اس کے بعد پھر کوئی بھی شکایت نہیں آئی۔

۵۰۔ ابن سعد، طبقات، ج ۲، ص ۸۹

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اس دوستی کا ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ اہم تجارتی راستے پر اسلامی ریاست کی گرفت مزید مضبوط ہوگئی۔ نیز اس طرح دومۃ الجندل کے حاکم اکیدر، (جو مسلمانوں کے خلاف تھا) سے اس کے ایک قریبی رشتہ دار قبیلہ کو اس سے الگ کیا گیا(۵۱) نیز اس دوستی کی وجہ سے اسلامی ریاست کے اثرات عرب کی شمالی سرحد تک پھیل گئے۔(۵۲)

## 3.4.6 مجموعی نتائج و اثرات

۱۔ ان معاہدات سے اسلامی ریاست کے حلیف وجود میں آئے اس طرح دشمنوں کی تعداد میں کمی اور دوستوں میں اضافہ ہوا۔

۲۔ ان معاہدات کی وجہ سے مدینہ کے مغرب میں آباد قبائل کا اہل مکہ کی طرف سے مسلمانوں کے خلاف جنگی کارروائیوں میں حصہ لینے کا اندیشہ ختم ہوگیا۔

۳۔ مغربی تجارتی راستے پر آباد قبائل سے یہ معاہدے قلعہ کی مغربی دیوار ثابت ہوئے چنانچہ مشرکین کبھی بھی اس راستے کو جنگ میں استعمال نہ کر سکے۔(۵۳)

۴۔ اہل مکہ کی معاشی ڈور مسلمانوں کے ہاتھ میں آگئی۔

۵۔ ان معاہدات کی وجہ سے مختلف قبائل کے درجنوں اہم خاندانوں میں اسلام کی روشنی پھیلی۔

۶۔ مدینہ کے اردگرد کے علاقوں میں اسلامی ریاست کے اثرات پھیلے۔

## 3.5 معاہدہ حدیبیہ

مدینہ منورہ کے دونوں اطراف سے دشمنوں میں گھرا ہوا تھا۔ شمال میں یہودی خیبر میں جمع تھے اور مدینہ سے نکلنے والے بنونضیر و قینقاع وہاں جمع ہوئے اور یہ مالدار تھے جبکہ جنوب میں مکہ والوں سے ہر وقت خطرہ رہتا اور تین بڑی جنگیں ان سے لڑی جا چکی تھیں۔

---

۵۱۔ بنو کلب، دومۃ الجندل کے حاکم، اکیدر کے قریبی رشتہ دار تھے۔ بلاذری، فتوح البلدان: ۶۳، بنو کلب سے مسلمانوں کی دوستی تھی، چنانچہ ۹ھ میں غزوۂ تبوک کے موقع پر جب اکیدر (حاکم دومۃ الجندل) پر مسلمانوں نے لشکرکشی کی تو بنو کلب نے اس کی کوئی خاص معاونت نہیں کی اور وہ (اکیدر) آسانی سے مطیع ہوگیا۔ ابن ہشام ۵۲۶/۲

۵۲۔ دومۃ الجندل عرب کی شمالی سرحد کا علاقہ ہے۔ یاقوت الحموی، معجم البلدان ۴۸۷/۲

۵۳۔ ڈاکٹر حمیداللہ، عہد نبویؐ کے میدانِ جنگ، ص ۱۰۰

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ڈاکٹر حمیداللہ شمس الائمہ سرخسی کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ذہین کمانڈر اور صاحب فراست سیاستدان کی طرح یہ فیصلہ کیا کہ ایک سے صلح کر لی جائے تو دوسرے سے نمٹنا آسان ہو جائے گا۔ صلح کے لیے قریش کا چناؤ کیا۔

۱۔ ان سے قریبی تعلقات تھے۔ قریش سے رشتے ناطے تھے۔

۲۔ تین جنگوں میں ان کی طاقت ٹوٹ چکی تھی اور وہ صلح پر جلد آمادہ ہو سکتے تھے۔

۳۔ مکہ میں قحط پڑا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی مدد کی۔

۴۔ مکہ کی تجارتی شاہراہ بند ہونے یا رکاوٹ پڑ جانے سے انہیں پریشانی رہتی اور وہ اس بات کے خواہش مند تھے کہ آزادانہ تجارت کی راہ ہموار ہو۔ اسی غرض سے مکہ کے لوگ بھی مسلمانوں سے صلح چاہتے تھے۔

۵۔ نجد کے سردار ثمامہ بن اثال نے مکہ میں غلہ کی رسد بند کر دی اور رسول اللہ ﷺ کی سفارش پر غلہ جاری کیا اس طرح سے آپ نے اہل مکہ پر امداد و سفارش سے احسان کیا۔

۶۔ ابوسفیانؓ کی بیٹی حضرت ام حبیبہ سے نکاح کر لیا۔

رسول اللہ ﷺ نے بھی یہ فرمایا تھا کہ صلح کی غرض سے آیا ہوں آج مکہ والے جو مانگیں گے صلح کے لیے دینے کو تیار ہوں۔ ان حالات میں رسول اللہ ﷺ اہل مکہ سے درج ذیل پر معاہدہ کر لیا۔(۵۴)

## 3.5.1 معاہدہ صلح

۱۔ دس سال تک جنگ روک دی جائے۔ لوگ امن سے رہیں اور ایک دوسرے سے رکے رہیں۔

۲۔ محمد (ﷺ) کے ساتھیوں میں سے جو حج یا عمرے یا تجارت کے لیے مکہ آئے تو اس کی جان و مال کا امان ہو گا اور قریش کا جو شخص تجارت کے لیے مصر یا شام (بروایت ابو عبید عراق یا شام) جاتے ہوئے مدینہ سے گزرے تو اسے جان و مال کا امان ہوگا۔(۵۵)

---

۵۴۔ ڈاکٹر حمید اللہ، عہد نبوی کے میدانِ جنگ، ص ۱۰۰-۱۱۱

۵۵۔ ابو عبید: فقرہ نمبر ۴۴۱، نیز بلاذری، فتوح البلدان ۳۵

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

۳۔ قریش کا جو شخص اپنے ولی کی اجازت کے بغیر محمد (ﷺ) کے پاس آئے تو آپ اسے واپس کر دیں گے اور محمد (ﷺ) کے ساتھیوں میں جو شخص قریش کے پاس آئے گا وہ اسے آپ (ﷺ) کے سپرد نہیں کریں گے۔

۴۔ ہم آپس میں باہم سینہ بند رہیں گے (جن میں باہر سے کوئی غداری داخل نہ ہو سکے گی) اور نہ درپردہ کسی دوسرے کی مدد دی جائے گی اور نہ اعلانیہ خود خلافِ عہد دغا کریں گے۔

۵۔ جو محمد (ﷺ) کے معاہدے اور ذمہ داری میں داخل ہونا چاہتا ہے وہ ایسا کر سکتا ہے اور جو قریش کے معاہدے اور ذمہ داری میں داخل ہونا چاہتا ہے وہ بھی ایسا کر سکتا ہے۔

۶۔ اس سال آپ واپس جائیں گے البتہ آئندہ سال آپ تین راتیں (مکہ) میں ٹھہر سکیں گے۔ تلواروں کے سوا دوسرے ہتھیاروں کی اجازت نہیں ہوگی۔ وہ (تلواریں) بھی میانوں میں ہوں گی۔(۵۶)

## 3.5.2 صلح حدیبیہ کی خلاف ورزی فتح مکہ کا پیش خیمہ

معاہدہ حدیبیہ میں بنو بکر قریش کے حلیف بنے جبکہ بنو خزاعہ رسول اللہ ﷺ کے حلیف بنے۔ اس طرح دونوں اس معاہدہ میں شریک ہوئے۔ بنو بکر و قریش نے معاہدہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مسلمانوں کے حلیف قبیلہ بنو خزاعہ پر حملہ کر لیا اور انہیں نقصان پہنچایا۔ عمر بن سالم الخزاعی اور بنی کعب سے کوئی اور رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ مسجد میں لوگوں کے سامنے تشریف فرما تھے کہ وہ آپ کے سامنے کھڑا ہوا اور کہا:

| | |
|---|---|
| یا رب انی ناشد محمدا | حلف أبينا و أبيه الاقلدا |
| فی ضیلق کالبحر یجزی مزبدا | ان قریشا أخلفوک الموعدا |
| وزعموا أن لست أدعو أحدا | وهم اول و اقل عددا |
| قد کنتم ولداً و کنا والدا | ثمت أسلمنا فلم تنزع ابدا |
| هم بینونا بالوتیر هجدا | و قتلونا رکعا و سجدا |

---

۵۶۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج ۲، ص ۳۱۷، الوثائق السیاسیۃ، وثیقہ نمبر ۱۱،

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے عمر بن سالم تمہاری مدد کی گئی۔

"نصرت یا عمر بن سالم"(۵۷)

قریش نے بھی آپ کی شرائط سے صلح کے خاتمہ کو مان لیا۔ ابوسفیان نے تجدید صلح کی کوشش کی مگر بے خود۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ پر چڑھائی کی۔

## 3.6 اہل طائف و وج سے معاہدہ

اہل طائف نے مسلمانوں کے مقابلہ کی ٹھانی تو رسول اللہ ﷺ نے ان پر لشکر کشی کی۔ حصہ کی تاب نہ لا کر قلعہ بند ہوئے۔ آپ ﷺ نے محاصرہ کیا، محاصرہ طویل ہوا تو آپ نے محاصرہ ختم کیا۔ اہل طائف کو احساس ہوا کہ وہ مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو مدینہ وفد بھیجا اور مسلمانوں کی بالادستی قبول کر لی۔ درج ذیل امور پر معاہدہ ہوا۔

كان كتاب رسول الله ﷺ الذى كتب لهم.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۔ یہ محمد نبی و رسول ﷺ کا ثقیف کے لیے عہدنامہ ہے۔
۲۔ ان کے لیے امان اور اللہ کی ذمہ داری ہے اور محمد بن عبداللہ کی امان و ذمہ داری ہے۔
۳۔ بے شک ان کی وادی حرام ہے۔ سب کے لیے حرام ہے۔ وہاں کے جنگلی درخت، شکار اور ظلم کرنا سب حرام ہے۔
۴۔ طائف کو حرم قرار دیا۔
۵۔ مسلمان ان کے بتوں کو توڑیں گے۔ ابوسفیانؓ اور مغیرہ بن شعبہ کو بتوں کو توڑنے کے لیے بھیجا۔
۶۔ ان پر امیر انہی سے مقرر ہوگا۔
۷۔ ان پر ظلم کے خلاف مدد دی جائے گی۔
۸۔ انہیں نہ تو فوجی خدمت کے لیے جمع کیا جائے گا اور نہ عشر وصول کیا جائے گا۔(۵۸)

---

۵۷۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج۲، ص ۲۶۵

۵۸۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج۲، ص ۳۲۷، الوثائق السیاسیہ ۱۸۱-۱۸۲

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

# فصل چہارم

## روم کے زیر اثر علاقوں سے حلف

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

# فصل چہارم: روم کے زیر اثر علاقوں سے حلف

4. غزوہ تبوک میں رومیوں سے مقابلہ تو نہ ہو مگر وہ عرب قبائل اور علاقے جو روم کے زیر اثر تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے زیر اطاعت آ گئے۔ آپ ﷺ نے ان سے معاہدے کیے اور اسلامی سلطنت کا حلیف وطرفدار بنا لیا۔

## 4.1 دومۃ الجندل

یہ حجاز، شام وعراق کی تجارتی شاہراہ کا مرکز تھا۔ یہاں بنو کلب اور بنو کندہ آباد تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالد بن ولید کو بلایا اور انہیں اکیدر دومۃ کی طرف بھیجا۔ اس کا نام اکیدر بن عبدالملک تھا۔ اس کا تعلق قبیلہ کندہ سے تھا۔ دومۃ الجندل کا فرمانروا تھا وہ نصرانی تھا۔ حضرت خالد بن ولید نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا۔ اس کے خون سے روک دیا اور اس سے جزیہ پر صلح کی۔

"فلحقن له دمه و صالحه على الجزيه" (۵۹)

اکیدر دومۃ کے لیے امان اور عہد کا ایک فرمان لکھا گیا۔ جب میں نے اسلام قبول کیا۔

بسم الله الرحمٰن الرحيم: من محمد رسول الله ﷺ لاكيدر حين أحباب إلى اسلام و خلع الانداد و الاصنام مع خالد بن وليد سيف الله فى دومة الجندل و اكنا فها ان لنا الضاحية من الفصل والبور والمعاى واغفال الارض والحلفه والسلاح والحاضر والحصن، ولكم الضامنه من النخل والمعين من المعمور لا تعدل سارحتكم ولا تعد فاردتكم ولا يحظر عليكم النبات نقيمون الصلوٰة لوقتها و تؤتون الزكوٰة بحقها عليكم بذالک عهد الله والميثاق ولكم بذالک الصدق والوفاء......(۶۰)

۵۹۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج۲، ص ۳۱۰

۶۰۔ السہیلی، الروض الانف، ج۲، ص ۳۱۱

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ترجمہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے یہ فرمان اکیدر کے لیے ہے۔ چھوٹے چھوٹے تالابوں کے کنارے کی زمین 'غیر مزروعہ زمین' وہ جس کی حد بندی ہے یا ورنہیں ہے۔ زرہ، ہتھیار، باؤلی اور قلعہ اکیدر کے لیے ہے۔ تم لوگوں کے لیے کھجور کے تنے اور آبادی کا جاری پانی ہے۔ خمس ادا کرنے کے بعد تمہارے مویشی کو چراگاہ سے نہ ہٹایا جائے گا۔ جن میں زکوٰۃ نہیں نہ انہیں ہٹایا جائے گا۔ گھاس سے نہ روکا جائے گا۔ تم سے سوائے ان کھجور کے درخت جو ابھی طرح جڑ پکڑ چکے ہوں۔ کسی سے عشر نہ لیا جائے گا۔ نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا ہوگا اور زکوٰۃ کو اس کے حق کے مطابق ادا کرنا ہوگا۔ تم پر اس عہد و پیمان کی پابندی لازمی ہوگی۔ اس سے تمہاری سچائی، وفاداری کا ثبوت ملے گا۔ اللہ اور حاضرین مسلمین اس پر گواہ ہیں۔(۶۱)

## 4.2 ایلہ کے سربراہ کی آمد

رجب ۹ھ غزوہ تبوک کے موقع پر جب رسول اللہ ﷺ روم کی سرحد تبوک پر پہنچے تو روم کی فوج سے سامنا ہوا۔ ایلہ کا فرمانروا یحنہ بن روبہ آیا اور رسول اللہ ﷺ سے مصالحت کی اور آپ ﷺ کو جزیہ دیا۔ اسی طرح اہل جرباء اور اہل اذرح نے جزیہ دینا قبول کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایک تحریر لکھ دی:

### رسول اللہ ﷺ کا امن نامہ

"بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم. ھذہ أمنة من اللّٰہ و محمد النبی رسول اللہ ﷺ لیحنہ بن رؤبہ و اھل ایلہ سفنھم و سیارتھم فی البر والبحر لھم، ذمة اللّٰہ و ذمة محمد النبی و من کان معھم من اھل الشام و أھل الیمن و اھل البحر فمن أحدث منھم حدثا فانہ لا یحول مالہ دون نفسہ وانہ طیب عن اخذہ من النّاس وانہ لا یحل أن یمنعوا ماء یدد ونہ ولا طریقا یردونہ من بر أو بحر".(۶۲)

---

۶۱۔ ابن سعد، طبقات، ج ۲، ص ۶۳

۶۲۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، الجز الثانی، ص ۳۱۹

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ترجمہ: یہ امن کی تحریر ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے۔ یحنہ بن رویہ اور اہل ایلہ کے لیے۔ ان کے جہاز اور کاروان خشکی و سمندر میں انہی کے لیے ہیں۔ اللہ اور محمد ﷺ کی حفاظت کے ذمہ میں ہیں اور اہل شام، یمن اور سمندر کے قریب سے جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ اس میں شامل ہیں۔ جو کوئی (اس عہد کے خلاف) نئی بات کرے گا تو اس کا مال اس کی جان کو نہ بچا سکے گا۔ وہ اس شخص کے لیے حلال ہو گا جو اس کو لے لے۔ یہ بھی حلال نہ ہوگا کہ یہ لوگ جس پانی پر اتریں اسے کسی سے روکیں۔ اور نہ خشکی و تری کے اس راستے پر جس کا وہ لوگ ارادہ کرتے ہیں''۔

## 4.3 اہل اذرح کے لیے فرمان

یہ فرمان محمد نبی ﷺ کی جانب سے اہل اذرح کے لیے ہے۔ یہ لوگ اللہ اور محمد ﷺ کی امان میں ہیں۔ ان پر ہر رجب میں سو دینار کھرے پورے پورے واجب الادا ہوں گے۔ مومنین کے ساتھ خیرخواہی اور احسان کرنے سے اللہ ان کا کفیل ہو گا۔ مومنین میں سے جو شخص خوف وتعزیر کی وجہ سے ان لوگوں کے پاس پناہ لے گا جب کہ ان لوگوں کو مومنین پر اندیشہ ہو۔ یہ لوگ اس وقت تک امان میں ہیں جب تک کہ محمد ﷺ بغرض جنگ روانگی سے پہلے تک ان سے بیان نہ کر دیں۔(۶۳)

## 4.4 اہل جرباء کے لیے امان

محمد بن عمرؒ نے کہا کہ اہل ازرح اور جرباء کے لیے یہ تحریر ہے کہ: ''یہ فرمان محمد نبی ﷺ نے اہل جرباء اور اہل ازرح کے لیے لکھا ہے کہ یہ لوگ اللہ اور محمد ﷺ کی پناہ میں ہیں۔ ان پر بطور جزیہ ان کے کاتے ہوئے سوت اور کپڑے کا اور ان کے پھلوں کا چوتھائی حصہ ہے۔

## 4.5 اہل مقنا سے صلح

صالح مولائے توءمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل مقنا سے ان کے چوتھائی کاتے ہوئے سوت اور چوتھائی پھلوں کے لینے پر صلح فرمائی۔ محمد بن عمرؒ نے کہا کہ اہل مقنا یہودی تھے۔ جو ساحل بحر پر رہتے تھے اور اہل جرباء و ازرح بھی یہودی تھے۔(۶۴)

---

۶۳۔ ابن سعد، طبقات، ج ۲، ص ۶۳ ۶۴۔ ایضاً، ص ۶۴

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

## 4.5 اہل وج کے لیے فرمان نبوی ﷺ

وفد ثقیف کی درخواست پر رسول اللہ نے درج بالا تحریر لکھ دی:

"بسم اللہ الرحمن الرحیم

من محمد النبی ﷺ الی المومنین ان عضاه وج ومیده لا یعضد من وجه یفعل شیئ من ذالک فانه یجلد و تنزع ثبابه فان تعدی ذالک فانه یؤ خذ فیبلغ به النبی محمداً وان هذا الامر النبی ﷺ و کتب خالد بن سعید بامر الرسول محمد بن عبداللہ فلا تبعده احد یظلم نفسه فیما أمره به محمد رسول اللہ ﷺ"(٦٥)

ترجمہ: "یہ فرمان محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے مسلمانوں کے نام ہے کہ وج کے عضاہ (خار دار جھاڑیاں / درخت) قطع نہ کیے جائیں۔ اور نہ وہاں شکار کیا جائے۔ جو اس کا ارتکاب کرے گا اسے گرفتار کر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا جائے گا۔ یہ آپ ﷺ کا حکم ہے۔(٦٦)

## 4.6 مقنامین یہود بنی جنبہ کے نام فرمانِ نبوی

مقنا ایلہ کے قریب ہے۔ یہود بنی جنبہ اور اہل مقنا کے لیے یہ تحریر رسول اللہ ﷺ نے ان کے قاصدوں کو دی:

"تمہارے قاصد جو تمہاری بستی کو واپس جا رہے ہیں وہ میرے پاس اترے۔ میرا فرمان تم تک پہنچے تو تم لوگوں کو امن ہے۔ تمہارے لیے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ذمہ داری ہے تم پر کوئی ظلم و زبردستی نہ ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ جس چیز سے خود اپنی حفاظت کرتے ہیں۔ اس سے تمہارے ہی محافظ رہیں گے۔ لہذا رسول اللہ ﷺ کے لیے وہ تمہارا مالِ غنیمت ہے جس پر تم کسی سے صلح کرو اور وہ غلام جو تمہارے پاس صلح میں آئیں۔ مویشی، گھریلو ہتھیار

---

٦٥۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج ٢، ص ٣٢٧

٦٦۔ ابن سعد، طبقات، ج ٢، ص ٥٧

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اور مال سوائے اس کے جو خود رسول اللہ ﷺ معاف کر دیں یا آپ کا کوئی قاصد معاف کرے۔ تم پر تمہارے کھجور کے باغوں کا چوتھائی حصہ ہے۔ بحری شکار اور عورتوں کے کاتے ہوئے سوت کا چوتھائی حصہ ہے۔ آئندہ تم لوگ ہر قسم کے جزیہ اور بیگار سے بری ہو۔ اگر تم سنو گے اور اطاعت کرو گے تو رسول اللہ ﷺ کے ذمہ ہو گا کہ وہ تمہارے بزرگ کا احترام کریں اور تمہارے بدکار سے درگزر کریں۔

اما بعد بنام مومنین و مسلمین! جو شخص اہل مقنا کے ساتھ نیکی کرے گا تو یہ اس کے لیے بہتر ہو گا۔ جو بدی کرے گا اس کے لیے برا ہوگا۔ جو امیر و حاکم ہو گا وہ تمہی سے ہوگا یا رسول اللہ ﷺ کے متعلقین سے ہوگا۔(۶۷)

## 4.7 اہل نجران سے معاہدۂ امن اور فرمانِ نبوی ﷺ

رسول اللہ ﷺ اہل نجران کے لیے ایک فرمان تحریر فرمایا:

محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے اہل نجران کے لیے ہے کہ ان لوگوں پر حسب ذیل طریقے پر آپ کے حکم کی پابندی لازمی ہے۔

۱۔ ہر زرد، یا سفید یا سیاہ پھل میں یا غلام کے باب میں حکم نبوی ﷺ پر عمل کیا جائے گا۔ لیکن آپ نے یہ کرم کیا کہ:

۲۔ یہ سب محصول دو ہزار حلے کے عوض چھوڑ دیا جائے گا جو اوقیہ کے حساب سے ہوں گے۔

۳۔ ہر رجب میں ایک ہزار حلے واجب الادا ہوں گے اسی طرح ہر صفر میں ایک ہزار واجب الادا ہوں گے۔

۴۔ ان کے قبضے میں جو زرہیں، یا گھوڑے یا اونٹ یا اسباب ان کے لیے جائیں گے وہ بھی حساب سے ہوگا۔ میرے قاصدوں کی بیس روز یا اس سے کم کی مہمان داری ہے مگر ایک ماہ سے زیادہ نہ روکا جائے گا۔

---

۶۷۔ ابن سعد، طبقات، ج۲، ص ۴۹

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

۵۔ جب یمن میں جنگ ہو اہل نجران کے ذمہ میرے قاصدوں کو تیس زرہ، تیس گھوڑے، اور تیس اونٹ بطور عاریت دینے ہوں گے۔

۶۔ ان میں سے جو چیز فنا ہوگی اس کا تاوان میرے قاصد پر ہوگا۔

۷۔ حاضر و غائب، معابد و عبادات، اللہ کی پناہ اور رسول اللہ ﷺ کی ذمہ داری میں ہیں۔ نہ تو ان کے ........... کو تبدیل کیا جائے گا نہ کسی راہب کو اس کی رہبانیت سے اور نہ کسی واقف کو اس کی وقفانیت سے۔

۸۔ اسی قبیل یا کثیر تعداد کو تبدیل نہ کیا جائے گا جو ان کے قبضہ میں ہے۔ سود کے لین دین کا کوئی حق نہ ہوگا۔

۹۔ زمانۂ جاہلیت کے خون کے انتقام کا حق نہ ہوگا۔

۱۰۔ جو حق کا مطالبہ کرے گا ان کے درمیان انصاف کیا جائے گا۔

۱۱۔ نہ تو ظلم کیا جائے گا نہ بجز اپنوں پر ظلم سہا جائے گا۔ جس نے سابق میں سود کھایا تو میں اس سے بری ہوں۔ دوسرے کے ظلم میں ان سے مواخذہ نہ ہوگا۔

۱۲۔ جو کچھ اس فرمان میں مذکور ہے اس پر ہمیشہ کے لیے اللہ کی پناہ اور محمد ﷺ کی ذمہ داری ہے۔ یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم بھیجے۔ بشرطیکہ یہ لوگ بلا جبر و اکراہ اپنی ذمہ داری میں نیکی و خیر خواہی کریں۔

گواہ شدگان:

ابو سفیان بن حربؓ، غیلان بن عمرو، مالک بن عوف النصری، اقرع بن حابسؓ، مغیرہ بن شعبہؓ، عامرؓ مولائے ابی بکرؓ۔

## 4.8 اہل نجران کو فرمان نبویؐ

علاء بن الحضرمی اس مقام کے بحر و بر، قبائل، انہار، اور جو اس پر پیدا ہو رسول اللہ ﷺ کی طرف سے امین ہیں۔ اہل بحرین ظلم کے موقع پر ان کے حامی، ظالم کے معاملے میں ان کے مددگار اور جنگوں میں ان کے معاون ہیں۔ ان لوگوں پر اس کے متعلق اللہ کا عہد و میثاق ہے۔ نہ وہ کسی قول کو بدلیں گے اور نہ جدائی کا

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ارادہ کریں۔ مسلمانوں کے لشکر پر ان لوگوں کو مالِ غنیمت میں شریک کرنا حکم میں عدل کرنا، جہاد کی روانگی میں میانہ روی کا خیال رکھنا لازم ہے۔ یہ حکم ہے جس کی فریقین میں کوئی تبدیلی نہ ہوگی۔ اللہ اور رسول اس پر گواہ ہیں۔(۶۸)

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرموت کے معززین و روساء کے نام فرامین بھیجے اور معاہدہ تحریر کیا۔ آپ نے زرعہ، الیتی، الجبری، عبد کلاں، ربیعہ، حجر کے نام تحریر فرمائے۔

## 4.9 یمامہ:

نجد سے ملحقہ علاقے یمامہ میں اسلامی اثرات صلح حدیبیہ سے قبل ہی پہنچ گئے تھے۔(۶۹) یہاں کا حکمران ہوزہ بن علی تھا جو کہ ایک طاقتور سردار تھا اور نصرانی مذہب پر قائم تھا اور ایرانی حکومت کا دوست تھا۔

نبی کریم ﷺ نے اس کو اسلام کی دعوت دی تو وہ اس شرط پر آپ ﷺ کی دعوت قبول کرنے کو تیار ہوا کہ آپ ﷺ اپنے اقتدار میں اسے بھی شریک کر لیں۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کی اس شرط کو قبول نہیں کیا۔ نبی کریم ﷺ کی اس دعوت کا فائدہ یہ ہوا کہ وہاں کے چند قبائل مسلمان ہو کر اسلامی وفاق میں شامل ہو گئے۔(۷۰)

## 4.10 یمن:

عرب کے جنوب میں یہ شہر انتہائی متمدن تصور کیا جاتا تھا۔ علاوہ ازیں یہ شہر سرسبز و شاداب بھی تھا اور تجارتی مرکز بھی۔ یہاں صنعاء کا تجارتی میلہ بھی لگا کرتا تھا۔(۷۱)

---

۶۸۔ طبقات ابن سعد، ج۲، ص ۵۶

۶۹۔ ملاحظہ ہو یمامہ کے ایک سردار ثمامہ بن اثال کے اسلام کا واقعہ۔ ابن ہشام ۶۳۹/۲۔ کسرئ ایران نے اسے ایک تاج بھی عنایت کیا تھا جس میں ایک قیمتی لعل لگا ہوا تھا اور وہ اسے پہنا کرتا تھا۔ اسی وجہ سے ہوذہ کو ذوالتاج کا لقب بھی دیا گیا تھا۔ ابن درید، الاشتقاق ۳۷۸۔ بلاذری، فتوح البلدان ۸۷۔ نیز دیکھیں ابن سعد ۲۶۲/۱

۷۰۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، وفد بنو حنیفہ، ۵۷۶/۲

۷۱۔ ابن حبیب، المحبر، ص ۲۶۶

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

یمن کی سرزمین پر عاد، عمالیق، اہل معین، سباء اور حمیر کی سلطنتیں قائم ہوئیں۔ بعد ازاں اہل حبشہ یمن پر قابض ہو گئے اور ستر برس تک حکومت کی پھر اہل فارس نے انہیں نکال کر یمن پر خود قبضہ کر لیا۔(۷۲)

ظہورِ اسلام کے وقت کسرائے ایران کی طرف سے یمن پر باذان گورنر مقرر تھا۔ کسرائے ایران کے حکم کی تعمیل میں باذان نے دو آدمی نبی کریم ﷺ کی طرف بھیجے تا کہ ان کا جائزہ لیں اور احوال وغیرہ کی خبر کریں۔ نبی اکرم ﷺ نے ان آدمیوں کو معجزانہ طور پر کہا کہ باذان کو خبر دو کہ کسریٰ کو قتل کر دیا گیا ہے۔ جاتے وقت انہیں تالیف قلب کے لیے آپ ﷺ نے ہدیے بھی عنایت فرمائے اور یہ پیغام بھی دیا کہ تم (اہل یمن) مسلمان ہو جاؤ تو تمہاری حکومت تمہارے سپرد ہی رہے گی۔ باذان نے جب یہ احوال سنے تو وہ اور دیگر رؤساء فارس (بنو الابناء) اسلام لے آئے۔(۷۳)

سیاسی انارکی کی وجہ سے یمن پر ایران کا اثر کمزور پڑ گیا تھا۔ اور وہاں ایک وطنیت پسند تحریک کا آغاز بھی ہو گیا تھا کہ مداخلت کنندہ ایرانی غیر ملکیوں کو نکال باہر کیا جائے۔(۷۴) اس ساری صورتِ حال کو مدنظر رکھ کر نبی اکرم ﷺ کے خطوط بنام اہل یمن کا مطالعہ کیا جائے کہ مسلمان، ارکانِ اسلام کی بجا آوری کا اہتمام کریں، غیر مسلم یہودیوں کو زبردستی ان کے دین سے برگشتہ نہ کیا جائے (ملک بدر ہونے کا خطرہ رکھنے والے ایرانیوں)(۷۵) مجوسیوں کے لیے آپ ﷺ نے لکھا کہ ان سے فی بالغ مرد و عورت صرف ایک دینار جزیہ لیا جائے اور اگر یہ تابع رہیں تو ان کی جائیدادوں کی حفاظت کی جائے گی اور ان کے مظلوموں کی دادرسی کی جائے گی۔(۷۶)

کوئی تعجب نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ان احکام کی وجہ سے یمن میں اسلام کو خوب ترقی ہوئی۔ چنانچہ یمن اور اطراف میں سے بکثرت وفود حاضر ہوئے۔(۷۷)

---

۷۲۔ حموی، معجم البلدان ج ۵، ص ۴۴۷

۷۳۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے یمن فتح کیا تھا۔ ابن حبیب، المحبر، ص ۲۶۶

۷۴۔ ابن سعد، طبقات، ج ۱، ص ۲۶۰

۷۵۔ ابن سعد، طبقات، ج ۱، ص ۲۶۰

۷۶۔ الوثائق السیاسیۃ، وثیقہ ۱۰۵ تا ۱۰۹

۷۷۔ ابن سعد، طبقات، ج ۲، ص ۲۶۳

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

**4.11 عمان:**

یہ عرب کے جنوب مشرق کا ایک ساحلی علاقہ تھا اور یہاں قبیلہ ''ازد'' کثرت سے آباد تھا۔(۷۸) یمن کی طرح یہاں بھی ایرانی حکومت کے اثرات تھے۔ یہاں ایران کی طرف سے مقررہ حکمران، جلندی بن المستکبر کی حکومت تھی۔(۷۹)

اگرچہ ماخذ میں اس کا تذکرہ نہیں لیکن یمن کی صورت حال پر قیاس کرتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہاں بھی اس قسم کی کوئی تحریک اٹھی ہو۔ اگر نہیں تو بھی ایران میں سیاسی انارکی کی بناء پر اس کے زیر اثر مملکتوں پر گرفت کمزور پڑ جانا تو ایک طبعی امر ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس صورتِ حال کو دیکھتے ہوئے شہزادگانِ عمان عبد و جیفر کو اسلام کی طرف دعوت دی جس کا اثر یہ ہوا کہ وہ دونوں اسلام لے آئے۔(۸۰)

## 4.12 بحرین:

یہ عرب کے مشرق میں ایک ساحلی علاقہ تھا۔(۸۱) یہاں مختلف قبائل، عبدالقیس، بکر بن وائل اور تمیم کے لوگ آباد تھے۔ بحرین بھی فارس کے زیر اثر تھا اور یہاں عربوں پر ایرانیوں کی طرف سے منذر بن ساوی حکمران تھا۔(۸۲) نبی اکرم ﷺ نے اہل بحرین کو دعوتِ اسلام دی تو یہاں کے حکمران اور دیگر اہل عرب بھی مسلمان ہوئے۔

آپ ﷺ نے اہل بحرین کو لکھا کہ تمہارا سب کچھ تمہارے پاس ہی رہے گا بشرطیکہ تم اللہ اور رسول کے تابع رہو۔ بحرین میں یہودیوں، نصرانیوں اور مجوسیوں کی آبادیاں بھی تھیں۔ آپ ﷺ نے ان (غیر مسلموں) سے جزیہ پر صلح کر لی۔(۹۱)

---

۷۸۔ بلاذری، فتوح البلدان ۷۶، یاقوت حموی، معجم البلدان، ج ۴، ص ۱۵۰
۷۹۔ ابن حبیب، المحبر ۲۶-۲۶۵
۸۰۔ بلاذری، فتوح البلدان ۷۶
۸۱۔ حموی، معجم البلدان ۱/۳۴۷
۸۲۔ بلاذری، فتوح البلدان ۷۸
۹۱۔ بلاذری، فتوح البلدان، ۷۸

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

## 4.13 حلف، شریعت اسلامی کی نظر میں

اسلام معاہدے کی پابندی کو لازم قرار دیتا ہے لیکن معاہدے کی حدود و قیود متعین کر دی کہ کس حد تک معاہدہ کیا جا سکتا۔ حلیف کے حقوق متعین کر دیئے گئے۔ اصولی طور پر تو یہ فیصلہ فرمایا گیا کہ معاہدوں کی پابندی لازمی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

" یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُواْ أَوْفُواْ بِالْعُقُودِ"(۹۲)

(اے ایمان والو! بندشوں کی پوری پوری پابندی کرو)

معمر نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ اس سے مراد زمانہ جاہلیت میں کیے گئے معاہدے وغیرہ ہیں۔ ابن عینیہ نے عاصم الاحوال سے نقل کیا کہ میں نے حضرت انسؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حضور اکرم ﷺ نے ہمارے گھر کے احاطے میں بیٹھ کر مہاجرین و انصار کے درمیان مواخات کا معاہدہ کیا اور بھائی چارہ کا رشتہ قائم کیا۔(۹۳)

ابوبکر جصاص کہتے ہیں کہ قول باری تعالیٰ: ﴿والّذین عقدت ایمانکم فاتوبھم نصیبھم﴾ وہ لوگ جن سے تمہارے عہد و پیمان ہوں تو ان کا حصہ انہیں دو۔ مفسرین کے درمیان اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ اسلام کے ابتدائی زمانہ میں نسب کی بجائے حلف اور معاہدے کی بناء پر ایک دوسرے کے وارث قرار پائے۔

درج بالا آیت کا یہ ہی مفہوم ہے۔ یہاں تک کہ وقت آ گیا کہ اللہ تعالیٰ نے رشتہ داروں کو حلیف کے مقابلہ میں اولیٰ قرار دیا اور فرمایا:

﴿و اولوالارحام بعضھم اولی ببعض فی کتاب اللہ من المومنین والمهاجرین﴾(۹۴)

(اور کتاب اللہ میں رشتہ دار ایک دوسرے سے زیادہ تعلق رکھتے ہیں۔ بہ نسبت دوسرے مواتبین اور مہاجرین کے)

---

۹۲۔ سورہ المائدہ: ۱

۹۳۔ الجصاص، احکام القرآن، ج ۴، ص ۱۲۱

۹۴۔ سورہ

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اس طرح سے بے قید معاہدے کی گنجائش نہیں رہی۔ آنحضرت ﷺ سے حضرت جبیر بن مطعمؓ روایت کرتے ہیں:

"لا حلف فی الاسلام و امام الحلف الجاهلية فلم يزده الاسلام الابشدة"(۹۵)

(اسلام میں کوئی حلف نہیں زمانہ جاہلیت میں کیے گئے حلف کو اسلام نے اور بھی محفوظ کیا)

اللہ تعالیٰ نے باہمی مدد و نصرت کا معیار مقرر کر دیا۔ عہد جاہلی کے حق و باطل کی پروا کیے بغیر حلف کی پابندی منسوخ ہو گئی۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَتَعَاوَنُواْ عَلَى الْبرِّ وَالتَّقْوَى وَلاَ تَعَاوَنُواْ عَلَى الإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾(۹۶)

(نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو)

اس طرح سے ہر حال میں حلیف کی مدد منسوخ ہو گئی اور ایسے معاہدے باطل قرار پائے جو ظلم اور زیادتی پر مبنی ہوں۔ لہٰذا امر باطل میں ایک دوسرے کی مدد و نصرت کا جواز نہیں اور نہ ہی اس امر کا کہ جائیداد رشتہ داروں سے سمیٹ کر اور انہیں اس سے محروم رکھ کر وراثت کے طور پر حلیف کی جھولی میں ڈال دو۔

ایسے موقع پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ "لا حلف فی الاسلام" آپ ﷺ کے ارشاد کا دوسرا حصہ جس میں آپ نے فرمایا:

"وما كان الحلف فی الجاهلية فلم يزده الاسلام الابشدة"(۹۷)

تو اس سے مراد عہد پورا کرنا ہے جو لوگوں کی نصرت و امداد پر ہو۔ نیکی اور بھلائی کے لیے ہو۔ مثلاً وہ معاہدہ جو زبیر بن عبدالمطلب نے کیا۔

---

۹۵۔ الجصاص، احکام القرآن، ج ۴، ص ۲۲۱۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، شرح صحیح البخاری، کتاب الکفالۃ، باب ۲، والذین عقدت ایمنکم، ج ۴، ص ۵۹۶،

۹۶۔ سورہ المائدہ: ۲

۹۷۔ الجصاص، احکام القرآن، ج ۴، ص ۲۲۱۔

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ایک معاہدہ جو ابن جدعان کے گھر کے احاطہ میں ہوا جس میں میں بھی موجود تھا، مجھے یہ پسند نہیں کہ اس معاہدے سے غداری کے صلہ میں مجھے سرخ اُونٹ مل جائیں۔ بنو ہاشم، بنو تیم اور بنو زہرہ نے یہ طے کیا تھا کہ وہ مظلوم کا اس وقت تک ساتھ دیتے رہیں گے جب تک گرمی کی وجہ سے اس کا جسم پسینہ سے شرابور ہوتا رہے گا۔(۹۸)

یعنی جب تک اس کی دادرسی نہ ہو جائے گی اور مجھے زمانہ اسلام میں اس قسم کے معاہدے کی دعوت دی جاتی تو قبول کر لیتا۔ یہ معاہدہ حلف الفضول کے نام سے مشہور ہوا۔

ایک قول کے مطابق وہ معاہدہ مظلوم کی حمایت اور زندگی کے گزران کے سلسلہ میں ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی کرنے اور خبرگیری سے متعلق تھا۔(۹۹)

اسی طرح حلف المطیبین اس معاہدے کا نام ہے جو قریش کے درمیان ہوا، اس میں یہ طے پایا تھا جو لوگ حرم کے اندر قتال اور اس کی بے حرمتی کے مرتکب ہوں گے، ان کے خلاف مشترکہ طور پر اقدام کیا جائے گا۔ اس لیے آپ ارشاد کے دوسرے حصہ سے مراد حلف الفضول اور حلف المطیبین جیسے معاہدے ہیں۔

حضور ﷺ سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں مطیبین کے معاہدے میں شریک تھا۔ اس وقت نوعمر تھا، اور مجھے یہ پسند نہیں کہ اگر میں اس معاہدے کو توڑ دوں تو مجھے سرخ اونٹ ملیں۔(۱۰۰)

''حدثنا عاصم قال قلت لانس بن مالک اَبَلَغَکَ اَنَّ النبی ﷺ قال لَا حِلْفَ فی الاِسْلَام فقال حد حَالف النبی ﷺ بین قریشٍ والانصار فی داری''(۱۰۱)

(عاصم نے کہا کہ میں نے حضرت انسؓ بن مالک سے دریافت کیا کہ کیا آپ تک یہ حدیث پہنچی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اسلام میں حلف نہیں تو آپؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے قریش اور انصار کے درمیان میرے گھر میں حلف قائم کی)

---

۹۸۔ الجصاص، احکام القرآن، ج ۴، ص ۱۲۴

۹۹۔ ایضاً

۱۰۰۔ ایضاً، ص ۱۲۴-۱۲۵

۱۰۱۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، شرح صحیح البخاری، کتاب الکفالۃ، باب ۲، والذین عقدت ایمانکم، ج ۴، ص ۵۹۷

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

سوال کا مقصد یہ تھا کہ زمانۂ جاہلیت میں وہاں آپس میں محالفت کرتے تھے۔ اب اسلام میں یہ عقد نہیں ہوتا۔ کیا آنحضرتﷺ نے اس سے منع فرما دیا۔ حضرت انسؓ کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ یہ منسوخ نہیں۔ حضور اقدسﷺ نے میرے گھر میں قریش و انصار میں مواخات قائم کی۔ یہ بھی ایک محالفت ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اسلام نے اپنے پیروؤں میں ایسی قوی اور مضبوط یگانگت قائم کر دی کہ عہد جاہلیت کی محالفت کی ضرورت نہیں جیسا کہ مسلم میں حضرت جبیرؓ بن مطعم سے مروی ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا۔ اسلام میں حلف نہیں، یہ جاہلیت میں تھی۔ اسلام نے اس میں اور قوت پیدا کر دی۔ یعنی محالفت کی وجہ سے باہمی تعاون اور ہمدردی کا جو جذبہ پیدا ہوتا تھا اسلام نے اس میں اور بھی شدت پیدا کر دی۔ اب اس کی کوئی حاجت نہیں۔

☆☆☆☆☆

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

## نتائج و سفارشات

شریعت اسلامی کا اس طرز سے مطالعہ نہایت ہی مفید ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ کی یہ صائب رائے ''اگر تم شریعت کی گہرائیوں کو سمجھنا چاہتے ہو تو پہلے عرب امیوں کی تحقیق کرو، وہ ہی دراصل آپؐ کی شریعت کا تشریعی مادہ ہیں۔ اس کے بعد آپؐ کی اصلاح کی کیفیت کو سمجھو جو آپؐ نے ان مقاصد کے تحت تشریع، تیسیر اور احکام ملت کے باب میں کی'' انتہائی قابل عمل اور نافع ہے۔

اس تحقیقی مقالہ سے حاصل ہونے والے نتائج درج ذیل ہیں:

۱۔ ولاء عہد جاہلی میں مولیٰ و آقا اور اپنی مرضی سے شامل ہونے والے افراد کے درمیان ایک معاہدہ دوستی ہے، جس کی شریعت اسلامی نے توثیق کی لیکن چند اصلاحات کے ساتھ: رشتہ دار یعنی اللہ کے بنائے ہوئے رشتے اس پر فوقیت رکھتے ہیں۔ لہذا وراثت منتقل نہیں ہو سکے گی البتہ مال میں کچھ وصیت جائز ہے۔

۲۔ آقا و مولیٰ کے درمیان رشتۂ ولاء قائم رہے گا۔ اسے چھوڑا نہیں جا سکتا، ولاء سائبہ کی ممانعت فرما دی۔

۳۔ حسن جوار کا حکم دیا۔ اس کے حقوق متعین کیے لیکن جوار بحیثیت نصرت و حمایت اور حفاظت کے سبب میں اس کی ذمہ داری حکومت و ریاست کے سپرد کر دی۔ جان و مال اور عزت و عصمت کے تحفظ کا قانون بنا کر ریاست کو اس کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ اسلامی ریاست کی موجودگی میں قبائلی پناہ کا تصور ختم ہو گیا۔ سلطنت کے ذریعے تمام حقوق کی حفاظت ہو گی۔

۴۔ حلف کے ذریعے بننے والی تنظیم و طاقت کے اصول متعین فرما دیے کہ مظلوم کی حمایت و مدد کے لیے تو معاہدہ ہو سکتا ہے لیکن ظلم پر ساتھ دینے کا حلف باطل ہے۔

### سفارشات:

۱۔ اس عہد میں موجود سماجی و سیاسی اور معاشی اصول و ضوابط کا اس انداز میں تجزیہ کیا جائے یعنی رسول اللہ ﷺ کی کیفیت اصلاح کو سامنے رکھ کر ان کی اصلاح کی جا سکتی ہے۔ اگر وہ مفید ہیں تو انہیں تقویت دی جائے، ان میں جو خرابی ہے اس کی اصلاح کی جائے۔ معاشرے کی ہر رسم کا یکسر مسترد کر دیا جانا درست نہیں بلکہ اس کا تجزیہ کرنا چاہیے۔ پھر اس کے قبول و اختیار، اصلاح یا رد کا فیصلہ کرنا چاہیے۔

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

۲۔ دعوت دین اور غلبہ دین کی کوششوں میں موجودہ دور کے وہ اصول جو بحفاظت جدوجہد میں ممد و معاون ہوں اختیار کرنے چاہیں کہ موجودہ دور کی ہر مفید چیز کا انکار کردینا چاہیے مثلاً بین الاقوامی قانون اور شہری حقوق جیسے قوائد سے مدد حاصل کی جاسکتی ہے

۳۔ مشکل حالات میں مثلاً کاروباری نقصان ، جرمانے ، تعاوان ، دیت وغیرہ میں باہمی مدد و نصرت اور تعاون کے فرغ کیلئے ولا کی طرز کے معاہدے کیے جا سکتے ہیں جس کی رو سے وراثت میں محدود وصیت کی اجازت دی جاسکی ہے ۔

۴۔ جوار کے ذریعے جو شخصی جان و مال کی حفاظت کی جاتی تھی اب یہ فرض حکومت کا ہے کہ ہر شخص کی جان و مال اور عزت و آبرو کو تحفظ حاصل ہو۔ جان و مال کے نقصان کی صورت میں تلافی کا بندوبست کیا جانا چاہیے ہے۔ مثلاً آگ لگنا، چوری ، ڈاکہ، قتل وغیرہ کے سلسلے میں حکومت وقت ذمہ دار ہوتی ہے ۔ کیونکہ حدیث مبارکہ کی رو سے تمام شہریوں کی جان ومال کی حفاظت کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے ۔ اور شخصی جوار و امان کا سلسلہ حکومت کے ساتھ بدل چکا ہے ۔ لیکن اسلام کی رو سے پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک اور احسان کی ذمہ داری ہر مسلمان کا فرض ہے جس کا احساس کیا جانا چاہیے ۔

۴۔ معاہدے صرف وہ ہی جائز ہیں جو باہمی امداد و نصرت کی بنیاد پر قائم کیۓ جائیں نہ کہ ظلم و زیادتی کے لیے اکھٹے ہونا چاہیے۔ ایسے معاہدے جو حق تلفی اور ظلم پر مبنی ہوں انہیں یکسر مسترد کرنا چاہیے ۔ خواہ یہ معاہدے ملکی ہوں یا بین الاقوامی یا ایک ملک کا دوسرے ملک کے ساتھ۔ ایسے تمام معاہدوں کا ازسرِ نو جائزہ لینا چاہیے ۔مثلاً امریکہ کے ساتھ وہ تمام معاہدے جو پاکستان نے افغانستان پر حملوں کی سہولیات دینے کے لیے کیے ہوں وہ ناجائز اور یکسر قابل تنسیخ ہیں ۔ اسی طرح وہ تمام ملکی قوانین جن سے لوگوں کی حق تلفی ہوتی ہو ناجائز ہیں ۔

## درست فرضیۂ تحقیق:

تحقیقی مقالہ میں قائم کردہ فرضیۂ تحقیق اور حاصل شدہ نتائج کی روشنی میں تیسرا فرضیۂ تحقیق درست ہے۔

- یہ کہ عرب سیاست و مملکت سے آشنا تھے۔
- ان میں جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کے ادارے و تنظیمیں موجود تھیں ۔
- آنحضرت ﷺ نے ان کی منفعت کے پیش نظر ترمیم و اصلاح کے بعد انہیں باقی رکھا۔

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔
mushtaqkhan.iiui@gmail.com

# فہارس

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

# فہرست آیاتِ مبارکہ

| نمبر شمار | آیات | سورة | آیۃ | صفحہ نمبر |
|---|---|---|---|---|
| ١ | ﴿إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكاً وَهُدًى لِّلْعَالَمِينَ﴾ | ال عمران | ٩٦ | [illegible] |
| ٢ | ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالأَقْرَبُونَ﴾ | النساء | ٣٣ | [illegible] |
| ٣ | ﴿وَاعْبُدُواْ اللّهَ وَلاَ تُشْرِكُواْ .......... مَن كَانَ مُخْتَالاً فَخُوراً﴾ | النساء | ٣٦ | [illegible] |
| ۴ | ﴿وَاللّهُ أَعْلَمُ بِأَعْدَائِكُمْ وَكَفَى بِاللّهِ وَلِيّاً وَكَفَى بِاللّهِ نَصِيراً﴾ | النساء | ٤٥ | [illegible] |
| ٥ | ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ كُونُواْ قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاء......﴾ | النساء | ٣٥ | [illegible] |
| ٦ | ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَتَّخِذُواْ ...... مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ﴾ | النساء | ٤٤ | [illegible] |
| ٧ | ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ أَوْفُواْ بِالْعُقُودِ﴾ | المائده | [illegible] | [illegible] |
| ٨ | ﴿وَتَعَاوَنُواْ عَلَى الْبرِّ وَالتَّقْوَى وَلاَ تَعَاوَنُواْ عَلَى الإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ | المائده | ٢ | [illegible] |
| ٩ | ﴿أَوَعَجِبْتُمْ أَن جَاءكُمْ ذِكْرٌ مِّن رَّبِّكُمْ .......... لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ | الاعراف | ٦٩ | [illegible] |
| ١٠ | ﴿وَإِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ .......... وَإِنِّي جَارٌ لَّكُمْ﴾ | سوره انفال | ٤٨ | [illegible] |
| ١١ | ﴿وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ .......... قَوْمٌ لاَّ يَعْلَمُونَ﴾ | التوبه | ٦ | [illegible] |
| ١٢ | ﴿وَالْمُومِنينَ وَالْمُومِنٰتُ بَعضهُم اَولِياء .......... عَنِ الْمُنكر﴾ | التوبه | [illegible] | [illegible] |
| ١٣ | ﴿وَقُضِيَ الأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ وَقِيلَ بُعْداً لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾ | سوره هود | ٤٤ | [illegible] |
| ١۴ | ﴿وَإِلَى عَادٍ أَخَاهُمْ هُوداً﴾ | هود | ٥٠ | [illegible] |
| ١٥ | ﴿وَإِلَى ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحاً﴾ | هود | [illegible] | [illegible] |

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

| | |
|---|---|
| ۱۶ . ﴿وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الحِجْرِ الْمُرْسَلِينَ﴾ | الحجر |
| ۱۷ . ﴿أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ كَانُوا مِنْ آيَاتِنَا عَجَباً﴾ | الكهف |
| ۱۸ . ﴿فمكث غير بعيدٍ فقال احطتُ ........... من سباءٍ بنباً يقين﴾ | النمل |
| ۱۹ . ﴿إِنِّي وَجَدتُّ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ........... عَرْشٌ عَظِيمٌ﴾ | النمل |
| ۲۰ . ﴿ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ........... فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ﴾ | الاحزاب |
| ۲۱ . ﴿فَإِن لَّمْ تَعْلَمُوا آباءَ هُمْ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ﴾ | الاحزاب |
| ۲۲ . ﴿وَأُوْلُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَى بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ﴾ | الاحزاب |
| ۲۳ . ﴿لقد كان لسباءٍ في مسكينهم........... طيبةٌ و ربٌّ غفور﴾ | السبا |
| ۲۴ . ﴿واذكر اخا عادء اذ انذر قومه بالأحقاف﴾ | الاحقاف |
| ۲۵ . ﴿وَأَصْحَابُ الْأَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيدِ﴾ | ق |
| ۲۶ . ﴿و يؤثرون على انفسهم ولو كان بهم حصاصة﴾ | الحشر |
| ۲۷ . ﴿أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ ........... مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ﴾ | الفجر |
| ۲۸ . ﴿وَثَمُودَ الَّذِينَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ﴾ | الفجر |

☆☆☆☆☆

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

# فہرست آحادیث

نمبر شمار　　آحادیث　　صفحہ نمبر

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

۱۷. وما كان الحلف فى الجاهلية فلم يزده الاسلام الا شدة

۱۸. و ملأ كسائها و غيط جارتها

۱۹. من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليكرم جاره و من.......... فليقل خيرا او يصمت

۲۰. من امسى شبعان وامسى جاره جائعا ما امنَ

۲۱. و عن أبى هريرةؓ عن النبى ﷺ قال من اعتق رقبة مؤمنة.......... و عتق

۲۲. من اشراط الساعة سوء الجوار و قطيعة الارحام و تعطيل الجهاد

۲۳. انَّ رسول الله قال من تولى قوماً بغير اذن مواليه.......... منه العرف و عدل

۲۴. المؤمنون يَدٌ على من سواهم

۲۵. عن انسؓ بن مالک قال النبى ﷺ مولى القوم من انفسهم

۲۵. قال رسول الله ﷺ الميراث للعصبة فان لم يكن عصبة فللموالى

۲۷. "قال النبى ﷺ نزل الحجر الاسود من الجنة وهو اشدّ بياضاً من اللبن فسودته خطايا بنى آدم"

۲۸. ان رسول الله ﷺ نهى عن البيع الولاء و عن هبته

۲۹. الولاء لحمة كلحمة النسب لا يباع ولا يوهب

۳۰. انّما الولاء لِمَنْ أعتق

۳۱. و يحبير عليهم ادناهم

۳۲. قال ابن عباسؓ: قال النبى ﷺ: يرحم الله أم اسماعيل لو تركت زمزم لكانت زمزم عينا معّينا

۳۳. لا بتولى مولى القوم الا باذنه

☆☆☆☆☆.

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

# فہرست الاعلام

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com



☆☆☆☆☆

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

# فہرست الاماکن والبلدان

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

# مصادر و مراجع


۱۔ القرآن

۲۔ آلوسی، محمود شکری، بلو الارب فی معرفتہ احوال العرب، ثلاثہ اجزاء القاہرہ ۱۹۴۲ء

۳۔ ابن کثیر، ابی الفداء اسماعیل بن کثیر، السیر ۃ النبویہ، دار احیاء التراث الاسلامی، بیروت-لبنان

۲۔ ابن کثیر، ابی الفداء اسماعیل بن کثیر، البدایہ والنہایہ

۳۔ ابن الاثیر، علی بن ابی الکرم محمد بن عبدالکریم، الکامل فی التاریخ، دار صادر، بیروت ۱۹۷۹ء

۴۔ احمد بن حنبل الشیبانی، مسند احمد، المکتب السلامی لطباعتہ والنشر ۱۹۷۸

۵۔ الازرقی، ابع الولید محمد بن عبداللہ، اخبار مکہ و ماجاء فیہا من آثار، ط مکہ، ۱۳۵۲ھ

۶۔ الاصفہانی، ابوالفرج علی بن الحسین، الاغانی، طبع بیروت ۱۹۶۵ء

۷۔ الاصمعی، عبدالملک، تاریخ العرب قبل الاسلام، بغداد ۱۹۵۹ء

۸۔ البخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسمعیل، الجامع الصحیح نعمانی کتب خانہ اردو بازار لاہور

۹۔ البلازری، احمد بن یحییٰ، فتوح البلدان، القاہرہ، ۱۹۵۸ء

۱۰۔ الترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، الجامع الترمذی دارالسلام للنشر الریاض ۲۰۰۰ء

۱۱۔ جرجی زیدان، العرب قبل الاسلام، مکتبہ الحیاۃ بیروت لبنان

۱۲۔ الجصاص، ابوبکر احمد بن علی الرازی، احکام القران، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان

۱۳۔ جوادعلی ڈاکٹر، المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، ساعدت جامعتہ بغدادعلی نشرہ الطبعتہ الثانیہ ۱۹۹۳ء / ۱۴۱۳ھ

۱۴۔ ابن الجوزی ابو الفرج، عبد الرحمٰن بن علی، المنتظم فی تاریخ الملوک والامم ھند ۱۳۰۹ھ

۱۵۔ ابن حبیب محمد بن حبیب، کتاب المحبر، دار نشر الکتب الاسلامیہ، لاہور، پاکستان

۱۶۔ ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی، فتح الباری، دار النشر للکتب الاسلامیہ لاہور ۱۹۸۱ء

۱۷۔ حمیداللہ، ڈاکٹر المجموعتہ الوثائق السیاسیۃ، دار الارشاد بیروت ۱۹۶۹ء

۱۸۔ ایضاً عہد نبوی میں نظام حکمرانی، اردو اکیڈمی، سندھ کراچی ۱۹۸۱ء

۱۹۔ ایضاً رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی، دارالاشاعت کراچی ۱۹۸۰ء

۲۰۔ الخطیب العمری، امام ولی الدین، محمد بن عبداللہ، المشکوٰۃ الاصابیح، مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور طبع اوّل

۲۱۔ ابن خلدون عبدالرحمٰن، کتاب العبر، بیروت ۱۹۶۵ء

۲۲۔ ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، السنن أبی داؤد، مکتبہ امدادیہ، ملتان ۱۳۱۶ھ

۲۳۔ دہلوی شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغہ نور محمد کارخانہ کتب آرام باغ کراچی

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

۲۳۔ السرخسی ، المبسوط، دارالفکر ، بیروت ، لبنان ۱۹۸۹ء

۲۴۔ ابن سعد ، محمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ ، دار صادر ، بیروت

۲۵۔ السّہیلی ،أبی قاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ ، الرّوض الانف، عبدالتواب، اکیڈمی، بیرون بوہڑ گیٹ ملتان ۔

۲۶۔ سیوہاروی ، حفظ الرحمٰن ،قصص القرآن

۲۷۔ الطّبر ی ، ابوجعفر محمد بن جریر، تاریخ الامم و الملوک ، قاہرہ

۲۸۔ عثمانی ،ظفر احمد ، اعلاء السنن ، ادارۃ القرآن والعلوم السلامیہ ،کراچی پاکستان ،۱۴۲۷ھ

۲۹۔ القلقشندی ، ابو العباس، احمد بن علی ، نہایۃ الارب ، دارالکتب علمیہ بیروت لبنان ۱۹۵۶ء

۳۰۔ ابن قیم ،محمد بن ابی بکر، ذادالمعاد ، دارلکتب العربی ، لبنان

۳۱۔ ابن کثیر، ابو الفدا ء، الحافظ ،اسماعیل بن کثیر ، البدایہ والنھایہ ،مکتبہ المعارف، بیروت، الطبقہ الثانیہ، ۱۹۷۷ء

۳۲۔ ایضاً السّیر ۃ النّبویہ تحقیق مصطفیٰ عبدالواحد ، داراحیاء التراث العربی ، بیروت لبنان

۳۳۔ ایضاً تفسیر ابن کثیر ، امجد اکیڈمی لاہور ، پاکستان طبع ۱۹۸۲ء

۳۴۔ کحالہ،عمر رضا ،معجم القبائل العرب، دارالعلم للملا ئین، گستاؤ ،لبنان ،تمدن عرب، ترجمہ علی بلگرامی، لاہور ۱۹۳۶ء

۳۵۔ گستاؤ، لبان، تمدن عرب، ترجمہ: علی بلگرامی، ۱۹۳۶ء، لاہور

۳۶۔ لکھنوی عبدالحی ، ہدایۃ المبتدی شرح ھدایہ ، ادارۃ القرآن والاسلامیہ کراچی

۳۷۔ ابن ماجہ، ابع عبداللہ محمد بن یزید ،سنن ابن ماجہ ، المکتبہ الفاروقیہ ملتان

۳۸۔ امام مالک ، مالک بن انس ، الموَطّا ، احیاء اتراث العربی۔ بیروت ۱۹۸۵

۳۹۔ محدث دہلوی، شاہ عبدالعزیز ،تفسیر فتح العزیز ، موسوم بہ تفسیر عزیزی ایچ ۔ایم سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی

۴۰۔ المرغینانی ،أبی الحسن علی بن ابی بکر الھدایہ ادارۃ القرآن والعلوم السلامیہ کراچی

۴۱۔ المسعودی مروج الذھب ، داراندلس ، بیروت ، لبنان

۴۲۔ امام مسلم محمد بن الحجاج القشیر ی ، الجامع ، ادارۃ القرآن و العلوم السلامیہ کراچی

۴۳۔ ابن منظور ، جمال الدین محمد بن مکرم ، الافریقی ، لسان العرب ، دار صادر، بیروت

۴۴۔ النسائی ، أبوعبدالرحمٰن ، احمد بن شعیب ،سنن نسائی ، قدیمی کتب خانہ ، کراچی

۴۵۔ النویری ،شھاب الدین ، احمد بن عبدالوہاب ، نہایۃ الارب ، الثقافیہ والارشاد القومی، المؤسسہ المصریہ العامہ

۴۶۔ ابن ہشام ، ابو محمد عبدالملک بن ہشام ،عبدالتواب ، اکیڈمی ، ملتان

۴۷۔ یاقوت الحموی ،شھاب الدین ،معجم البلدان ، دارصادر بیروت، ۱۹۵۷

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

48. Bernard Lewis, The Arabs in History, Hutchinson University Liabrary London, 1984.

49. John Bagot, Glub, Hodder and Stoughton, The life and Times of Muhammad, London, 1970.

50 Lings, Martins, Muhammad, His Life Based on Earliest Sources, The Islamic Text Society, London, 1983.

51. Montgomery Watt, Muhammad the Prophet and sates man, Oxford University Press, 1961.

52. Montgomery Watt, Muhammad at Mecca, Oxford at he clarendon Press, 1953.

53 Philip.K.Hitti. History of the Arabs, Palgrave Macmillon Revised Tenth Edution, 2002.